



تفتيح للشك

تفسیر خفائی

عمدة العشرين في الفقهين شيخنا محمد بن أبي الحسن الطوسي

1

الفصل
تأليف: تاج الدين

تألیف: میرزا محمد تقی
مکتب: مکتب میرزا محمد تقی

تھے۔ خداوندی سادہ ہستی کے ساتھ صواب سادہ روحانی کے کائنات کے کتب بھی ہیں۔ یہود کے بطور فرشتہ بانی کی فطرت کے ساتھ تھے اور انہوں نے ان کے ہی میں سر اور جوہر کے کائنات ہیں۔ مہر قوت کی طبیعت میں بھی غلبہ فطرت فطرت کے ہیں کہ انہوں نے ان کی دونوں فرشتوں میں شامل جاتی ہے اور ان کا ہم کیا ہے۔ یہ بھی اس عالم میں اس جسم سابق میں ان کائنات سے ہر وہیہ ان دونوں کائناتوں کے درمیان کتب میں طرح پر قدم میں ہیں اسی طرح اہل بھی ہیں۔ البتہ ان سے باہر ترکیب پر کہ توحید میں پیدا ہوتی ہیں وہ عبادت ہیں اور ان کی فطرت بھی ہیں۔ ان سب کے کتاب میں لکھتا ہے کہ کلا سیطعون شہرے خیالات کی گنجین ہیں مگر یہ مرنے کے بعد مرنے کو عظیم ہو جاوے گا کہ ہم مگر کہتے ہیں کلا تہذیب و فطرت کی گنجین۔ یہ عیسویوں کی تو قیامت اور ان کی اصلی طبیعت مگر یہ معلوم ہو چوے کی کسی لیے کہ وہ کلا تہذیب و فطرت ہے۔

الَّذِي جَعَلَ الْأَرْضَ مَهْدًا ۖ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۖ وَخَلَقْنَاهُمْ أَزْوَاجًا ۖ وَجَعَلْنَا
نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۖ وَجَعَلْنَا النَّيْلَ لَبَاسًا ۖ وَجَعَلْنَا لَكُمْ مَعَايِشًا ۖ وَنَبِّئْنَا
قَوْمَكُم مِّنْ بَيْنِهِمْ سَبْعًا شِدَادًا ۖ وَجَعَلْنَا بَرَكًا وَفَالَجًا ۖ وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ
مَاءً ثَجَّاجًا ۖ لِّنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۖ وَجَعَلْنَا أَلْغَافًا ۖ

ایسا ہے کہ زمین اور پہاڑ اور جوہر کے کتب میں بھی ہیں۔ یہود کے بطور فرشتہ بانی کی فطرت کے ساتھ تھے اور انہوں نے ان کے ہی میں سر اور جوہر کے کائنات ہیں۔ مہر قوت کی طبیعت میں بھی غلبہ فطرت فطرت کے ہیں کہ انہوں نے ان کی دونوں فرشتوں میں شامل جاتی ہے اور ان کا ہم کیا ہے۔ یہ بھی اس عالم میں اس جسم سابق میں ان کائنات سے ہر وہیہ ان دونوں کائناتوں کے درمیان کتب میں طرح پر قدم میں ہیں اسی طرح اہل بھی ہیں۔ البتہ ان سے باہر ترکیب پر کہ توحید میں پیدا ہوتی ہیں وہ عبادت ہیں اور ان کی فطرت بھی ہیں۔ ان سب کے کتاب میں لکھتا ہے کہ کلا سیطعون شہرے خیالات کی گنجین ہیں مگر یہ مرنے کے بعد مرنے کو عظیم ہو جاوے گا کہ ہم مگر کہتے ہیں کلا تہذیب و فطرت کی گنجین۔ یہ عیسویوں کی تو قیامت اور ان کی اصلی طبیعت مگر یہ معلوم ہو چوے کی کسی لیے کہ وہ کلا تہذیب و فطرت ہے۔

ترکیب ۱۔ زمین پر جوہر کے کتب میں بھی ہیں۔ یہود کے بطور فرشتہ بانی کی فطرت کے ساتھ تھے اور انہوں نے ان کے ہی میں سر اور جوہر کے کائنات ہیں۔ مہر قوت کی طبیعت میں بھی غلبہ فطرت فطرت کے ہیں کہ انہوں نے ان کی دونوں فرشتوں میں شامل جاتی ہے اور ان کا ہم کیا ہے۔ یہ بھی اس عالم میں اس جسم سابق میں ان کائنات سے ہر وہیہ ان دونوں کائناتوں کے درمیان کتب میں طرح پر قدم میں ہیں اسی طرح اہل بھی ہیں۔ البتہ ان سے باہر ترکیب پر کہ توحید میں پیدا ہوتی ہیں وہ عبادت ہیں اور ان کی فطرت بھی ہیں۔ ان سب کے کتاب میں لکھتا ہے کہ کلا سیطعون شہرے خیالات کی گنجین ہیں مگر یہ مرنے کے بعد مرنے کو عظیم ہو جاوے گا کہ ہم مگر کہتے ہیں کلا تہذیب و فطرت کی گنجین۔ یہ عیسویوں کی تو قیامت اور ان کی اصلی طبیعت مگر یہ معلوم ہو چوے کی کسی لیے کہ وہ کلا تہذیب و فطرت ہے۔

تک قیامت نہیں آئے گی۔ جتنا کہ یہ بھی معنی ہیں کہ اگر انھیں میرے لئے جہنم ہے اس عالم کے تمام ہونے کی طاقت ہے ان چیزوں کا کہ جن کا اللہ نے وعدہ کیا ہے طاقت ہے جتنا کہ عاقلی اور معاملات کے فیصلہ کا۔

میتوں کے لفظ میں ان کے حالات کا جواب بھی ہے کہ کیوں ملدی کرتے ہو اور کس لیے عجب کی مراد ہے چمکتے ہو۔ اور میں ایک بات کی مدد بھی دہوتی ہے۔ دنیا کا حالات ہر جانب تم کو ان فوٹو لائل ذکر وہ بلا ہے بہت ہو گیا تو یہ جانی لہو کچھ بھی مشکل نہیں کہ بہت جلد کی انتہا اور مدد بھی ہے ایک روز کار کا تمام ہو گیا ہو نا ہے۔ جس کو یہ قیامت ہے اور وہ اس دنیا کی انتہائی حد ہے۔

(۲) یہود ہنغذ فی الصدور اس دن صور پھونکا جاوے گا۔ پہلے صور پھونکے سے تم دنیا الٹ پلٹ ہو کر رہتے رہا ہو جاوے گی جیسا کہ اس صور اول کے حالات بعد کی قیامت میں آتے ہیں اور چونکہ وہ حالات اور واقعات ہر ایک میں اس لیے ہیں کہ بعد میں جدا گانہ بیان فرماتا ہے۔ اس کے بعد یارو مگر صور پھونکا جاوے گا اور صور ایک بگل یا ترنہ کیسی بخوف چیز ہے۔ حضرت اسرار اللہ میں میں پھونکے ماریں گے جس کی سخت آواز کی تاثیر سے یہ عالم غراب ہو گا۔ اس کے بعد یارو مگر پھونکیں گے تو اس کی تاثیر سے تمام ارازم اپنے اپنے وجہ سے متعلق ہو جائیں گی اور اجسام گوریز سے ریز سے جو گئے تھے مگر وہ ریز سے باقی تھے جمع ہو جائیں گے۔ تب ہر ایک یارو مگر زندہ آکا اور فانیوں انھوں نے تمام سب کے سب جوش جوش تفت رب اعلیٰ کی طرف عدالت کے لیے آئیں گے۔ فلو اچانکے معنی کی قرآن مجید میں بہت جگہ تشریح آئی ہے۔ ایک جگہ آیا ہے یہود یحشر اعداء اللہ الی الفز فہو یوزعون ایک جگہ ہے واذا انھضت زجرت ایک جگہ ہے یہود ندعو الی انفس باعدہمہ اور احادیث میں بھی تفصیل اور تشریح بہت کچھ ہے۔ جس کیوں کی جدا جماعت ہوئی۔ بدوں کی جدا۔ پھر نیکوں میں سے نمازیوں کی جدا۔ صدقات و خیرات دینے والوں کی جدا۔ صابروں کی جدا تو شاگردوں کی جدا۔ رات میں چھپے رعایات کرنے والوں کی جدا۔ بیابان کی جدا۔ اشاعت علم و دین کرنے والوں کی جدا۔

بدوں میں سڑکوں کی جدا۔ پھر مشرکوں میں سے آفتاب پرستوں کی جدا۔ اہل سرپرستوں کی جدا۔ اور اہل غیر مرئیہ سے جدا۔ مانگنے والوں کی جدا تو نہایت پرستوں کی جدا۔ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے پوجنے والوں کی جدا۔ ملائکہ کے پوجنے والوں کی جدا۔ جنوں جنوں سے جدا مانگنے والوں کی جدا۔ پھر زنا کاروں کی جدا تو ظالموں کی جدا۔ دغا بازوں، جھوٹ بولنے والوں، تم تو لے والوں کی جدا جماعت ہوگی۔ ہر ایک جماعت کا نشان ہوگا اور اس پر لکھا ہوگا کہ یہ خاص جماعت ہے۔ ہر ایک جماعت میں حاضر ہوگی اور اپنے اعمال کا بدلہ پاوے گی۔

اس کے بعد صور اول کی کیفیت جان فرماتا ہے (۳) انھیں تسمیہ ذکات ہو گا اور آسمان بھولے جاویں گے تو وہیں میں دروازے نہ جاویں گے۔ اس کے معنی میں مفسرین کے کہی احوال ہیں۔ اول یہ کہ صور پھونکے سے آسمان میں دروازیں پڑ جائیں گی۔ جن کو دروازوں سے تعبیر کیا ہے اور یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی مستقیم دل چھت مگر تھی ہے تو پہلے اس میں دروازیں پڑ جاتی ہیں۔ دوم یہ کہ ملائکہ کے منظر مارل ہونے کے لیے جو دنیا کے غریب کرنے کو آئیں گے۔ آسمان میں بہت دروازے نہ جاویں گے۔ یہ دنیا کی چھت مگر نہ کا حاصل تھا جس کو بہا شہداء آپ تعبیر کیا تھا۔ اس کے بعد فرشتے کے اٹھنے جانے کا حال بیان فرماتا ہے (۴) کو سیرت

الجمال غکالت صدر لہا کہ نیاز از اسے جاویر گے اور بزدل در پہنے کی، نذر دباوین گئے، یہ دو پیرا تھے جو زمین کی سطحیں تھیں پھر جب وہ تیر پہ تو زمین لباس؟ ان دونوں کے ٹھمن میں باقی اور جی وری کی خاموشی بیان ہوئی۔ کس لیے کہ جب آسمان زمین تیر ہیں گئے تو ان کے در در پہنے والے کہاں؟

اس کے بعد پھر صبر و صبر کے بعد کے حالات یہ سن رہا ہے جو بارہا میں پیش ہونے کے بعد خطہ برہوں گئے۔ سب نے دل بدیا کہ کہ حالات بیان فرماتے جو، ہاں اس دن و بھول بیٹھے تھے اور جنہوں نے حالات میں فریاد نہ کر سکی تھی اس سے باقی ہو گئے تھے۔ اب وہ بارہا میں نور علیہ السلام، باقی اس سے لیے کیا ٹھمن ہوتا ہے۔ مثال (۱۵) میں چھوٹے مرصدا اللطائفی صاحب کا کہ جنم سرگنوی یعنی بدکاروں و شرکوں کا قبروں کی حالت میں ہوئی، پختہ ہوئی کہ کب مرے۔ مرنے کا حق ہوتے ہیں۔ اس خاص سے اگلے جہانم کے اور یہی ان کا ٹھکانہ ہوگا اور ٹھکانہ بھی ایک دو گنا بڑا کے لیے ٹھکانہ بلکہ (۱۶) میں جیسا اصطلاح مانتا ہے، زبان اور قرآن اور حدیث اور میں ہیں گئے۔ کافر و مشرک تو اب وہاں ہیں گئے اور ایماندار کو کبہ، ایک نہ ہونے کے بعد نکل آئیں گے۔ انہوں نے یہ تو چند ہزار ہو گئی۔ اس میں بیکار مانع حرا کی، سو سو برس جس لذت، آشوب کے سرے تڑا ہے۔ تھے اس کے ہونے یہاں ہزاروں انکھوں میں بلشت جیسا کہ چڑا، یہ براسوا کہا اور کبہ کی کللی کر گئے۔ نہ گھڑی دو گھڑی کے اپنے عذاب پر چکا رہیں گے جو بے برسوں کو انکھوں عذاب دو گنا لیں بھٹکی پڑیں۔ کوئی، قتل ایسا نہیں کرے کہ انکھوں جہاں میں غفلت اور شیطانی قیلاات کے چراغ معلقوں پر بڑے ہونے ہیں جن کے اگلے کو عذرات انبیا علیہم السلام بنائیں گے اور کتاب انبیاء ساتھ آئے۔

پھر جنم میں کیا ہوگا ان ہندوؤں جیسا مردہ ہوں شراران حبیب و عساکر کا دہشتان و بھٹوں کو کوئی ٹھکانہ مسرتانے گی۔ نہ ٹھکانہ اپنی ضرورت و اندر و بھٹوں میں ضرورت کا نہ بھٹکانے بھٹکانے، بڑے اولیٰ جنم میں آئیں گھوں کے سامنے ہوں گی۔ بعض علماء فرماتے ہیں جو دوسرے جنم میں بڑا عذاب ہے۔ عذاب میں بڑا عذاب تو ہم پریم، ۱۰ ہے کہ ان صحبت میں ان کو نیند نہ آوے گی اور استعارہ کے طور پر چھٹنے کی گئی کہ یہ تیار کیا کہ زور بھی ٹھکانے سے نہ آئے گی۔ دل پھر مرقہ کا نہ بدین کی ٹھکانہ، نہ اول کی ٹھکانہ، نہ انکھوں کی ٹھکانہ نہ کاروں کی۔ لفظ کو کام رکھنا ہے اور عذاب سے مراد پانی ہے کہ اور تو یہ تو زمین میں ٹھکی ہوئے ہیں پانی جو قیدی اور خوف کو بھی پاؤں دیا جاتا ہے۔ ہاں ان کو ابھی ٹھکانہ نہ ہوگا۔ لہذا وہ جہانم کو نہ پہنچ سکیں، یہ وہ لکھا اور کو، نے کو عذاب انہیں ان کے خوشی کی پیچہ اور ضائق کے مٹنے میں مضمر ہیں۔ بہت کچھ کام کیا ہے۔

اور یہ کس لیے عذاب و عذاب ان کا چارہ نہ ہوگا۔ شہرے و سب جاواہل کی اگے ہول میں لڑا کرتی تھی وہی تو وہاں گئے۔ اب اس سزا اور کال جڑا کے منتفی ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کی سزا تیرا ہی تھی کہ انہوں نے کھانا لایا جو جن حبیب کے حسب کی توقع نہ کیجئے تھے۔ واضح ہو کہ نہیں انسانیت تو تو تھیں انطاہل ہیں۔ اولاً تو یہ نظریہ کہ حقیقت الامر تو ٹھیک ٹھیک وہ یہ بنت کر ہے۔

دوسری، تو یہ سزا عذاب کہ ان کی سزا کے موجب عمل بھی کر رہیں کی یہ دونوں تو نہیں اور سب ہیں۔ وہ سعادت مند ہیں اور جن کی یہ دونوں تو تھیں تا مودہ ہیں وہ منتفی ہیں۔ حوالہ لکھا، کی تو یہ سزا عذاب ہو کر اس جملہ سے بیان فرمادیا، اس لیے کہ کتنا کام نہیں لیا کہ اس

ان وجہ سے ان کو یہ دس اعضاء ہوا۔ چنانکہ اہمیت سے مناسبت کے ساتھ یہ عورتوں کو کھانا پکانا اور دھونا ہے۔ کیا انسان جب اپنے اعضاء پر باز پرس کرے، حساب کیا اعتقاد نہیں رکھتا؟ نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں کوئی پتہ اٹھائیں، کھانا کھائے، کوئی کھو دے، اس کے دل کی ہنجویش بڑی بات نہیں ہوگی، بلکہ کام کی شہوت بھی ہر شخص کو ملے گی۔ لیکن ہاں پرس اور سب سے ان کا خیال انسان کو ہر ایک سے بڑی سے رکھ دیتا ہے اور کھانا کھانے میں غفلت مٹا دیتا ہے۔ جس قوموں میں یہ اعتقاد نہیں اور ان میں اتنا حق نہیں کر سکتے۔ ان کیوں سے دور رہتی ہیں۔ جسے یہوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ دوسرے قوم کا ہونا کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام کہہ رہے تھے۔ اب ہم سے کچھ بھی ہاں پرس نہیں ہوگی بلکہ شراب خوردی اور ناچاری اور عریانیت کا کرنا کام چہ جڑان سے رہے۔

تو یہ نظریہ کہ جسے اس جمع سے امت کرتا ہے وہ کذب و مبالغہ کی کڑی لعنتوں کی آیت کو نام ہے کہ باقی قرآن میں یہاں ہے۔ قدرت ہوں سب کو جھٹکا یا اور غیب ہی بکھانا یا کھانی حق کے منکر اور باطل پر مصر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روایت و اسلام میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ اس لیے خداوند تعالیٰ کے حق ہوئے۔

اس کے بعد یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ہر عمر کے انسان کی شہوت کے اصول بیان کرے۔ یہ ہر عمر کے حیوانات احوال اور ہر ایک بخت جو وہ کرتے تھے اور ہر ایک اعتقاد باطل جس کے وہ باندھے تھے۔ وہ بھی جس سے معلوم ہیں کہ کچھ کھلی شہوت، اخصیافہ، کھانا پکانے کو ہم نے غصہ رکھا ہے۔ ہر ایک چیز جو اسے اعلیٰ طرح میں ہے اور طبع میں کہہ کہ اس کو بفریب میں لکھ رہا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر حیوانات کا طبع جدا جدا ہے اور خصوصیت ہوا اور کیا نہایت تہا حق سمجھنا کو حاصل ہے۔ اس میں اس طرف بھی دیکھا ہے کہ جس طرح ان کے اعمال و اقوال، اعتقادات ایک ایک کم کو معلوم ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کے حساب و ذکر و قضا جو سرانہ میں ہوں گی وہ بھی کم کو معلوم ہیں۔ اس لیے جزا و عقاب واجب و صحیح ہے۔ گویا اس جزا و عقاب کی یہ بھی ایک دلیل ہے جس میں مفسرین مکتروں کے شہید کا بھی وہ ہے کہ خداوند تعالیٰ سے ہر روز کے کام اور خیالات کی ہر ہر معلوم ہیں اور معلوم ہیں تو اس وقت کیوں کر یاد ہیں گئے۔ بلکہ جب یہ نہیں تو جزا و عقاب کا کوئی نفع ہے۔ غرض کہ جو یہ ہے کہ ہر کم کو ہر شے معلوم ہے اور معلوم بھی اس طرح کہ ہر نے اس کا احصاء کر لیا ہے تو کم کو مل اور طبع کا حق مرید ہے اور احصاء بھی اس کم کا ہے کہ وہ دھڑلہ میں درج ہے۔ چنانچہ اس دن و زول کا توڑ بھی نہیں۔ وہ کچھ ایسا لکھا نہیں کہ جب ماہانے ان کے انفرادی میں قسم سے کاغذ پر لکھ دیتا ہے جس میں کھانے کا خضر و باقی رہتا ہے بلکہ وہ ایک نوبت میں پھانسیں ہاں عالم غیب میں چھپ چکا ہوتا اور نقش ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح ہمیشہ اس کے حضور میں رہتی ہے۔

یہ ہے جو ہر ایک میں بد و اذوقی اور اذوقی ناصر برہم، آقا و قہار کیا ہوا اس کے حساب اس میں گئے۔ فطری ملاحہ کہ ملاحہ تھا اور یہ بھی ہے کہ جو ان جنوں یا بارہ رمانہ مرضی اور ازہوہ جزا ہے انکلیف پر تکلیف پہنچتی جاتی ہے۔ اسی طرح جنہوں کے مذاہب کی کلیت ہوئی۔ کچھ ہر کچھ مذاہب اور دیکھ کر مت ہوا ہے گا۔ اس میں اس طرف بھی غور نہیں ہے کہ اسے منکر و مذکورہ جسم طبع و وجود پر دوشہ کے کم و دم ہر دم سرگئی اور جی میں رہتے جاتے ہوتے ہی ان کی رائے ہو چکے نہیں جاتے۔ اسی طرح جنہیں دم و دم مذاہب زیادہ ہوتا ہوا ہے۔ اس سے کہہ کہ ہم کہہ چکے ہیں ہر جزا و فضا احوال کے موافق جزا و فی ہاں سے گی فطری ملاحہ کہ جو فاعل ساتھ کلام اور ہر کم و ہر ایک خاص کام سابق کو دیکھ کر کہہ چکے ہیں ہر جزا و فضا احوال کے موافق جزا و فی ہاں سے گی فطری ملاحہ کہ جو فاعل ساتھ

مراتب ہیں۔ اول مرتبہ جو صلہ ایمان ہے۔ اس مرتبہ میں ہر مومن متقی سے گودہ ہانکنا ہی کیوں نہ ہو۔ دوم مرتبہ ایمان کے بعد اعلیٰ صاف کو غسل میں لانا، اسے غسل سے پچنا۔ اس مرتبہ میں گنہگار ایماندار کو تسلی دکھا چاہے گا۔ جب تک کہ کھائے سے نہ بچے اور فراموشی و واجبات کا پابند نہ ہو۔ تیسرا مرتبہ جو ہے کہ مومنیت اللہ کی کی محبت اس کے دل پر نہ ہو۔ یہ مولانا علی کا مرتبہ ہے اور تقویٰ کا اختتام ہے۔ چہرے کا ماسواہ کھانہ کوئی چیز لے کر کھانے کا طبق حائضہ نہیں لگاتے۔ اس کے واسطے سے پہچان ہیں۔ مگر ان جید میں غفلت کی کا طبق رکھا ہے یا کھانے کے اس کی رحمت گنہگار ایمانداروں کو بھی مہذب بھی کا سبلی سے صادر ہے۔

پھر طرح متقی میں اطلاق تھا ہی طرح مہذب آدمی میں بھی کوئی تقصیر نہیں بلکہ ہر قسم کی کامیابی مراد ہے۔ روحانی و مادی جہان میں کی تمام دنیسیاں چند چیزوں کی طرف زیادہ ہوتی ہیں اس لیے اس کامیابی کے خزانے میں سے کتنے چاہے گویا ان فراموش ہے۔ ذوال حدائق باغ رہنے کو نہیں گئے۔ زبان عرب میں حدائق اس بارگ کہتے ہیں جس کی چار و چار دیواریں جو درمیں جلیوں اور دروں کے ساتھ آبی سر رہنے سے طبع بھی ہوتا ہے۔ یہ دباغ ہیں جو دنیا میں جو چیز و ایمان سے لگے تھے اور اقبال صادق سے پہچان گئے تھے اور معارف سے آراستہ کئے گئے تھے۔ یہ لفظ بھی عام تھا بارگ کہتے ہیں جو کچھ دنیسیاں باغوں میں ہوتی ہیں سب ہی انجی نہیں۔ ہر کوئی نہ کچھ کچھ کائنات باغوں میں متاثر ہو جاتا ہے۔ نہ ہوں جن کو مرغوب ہوتی ہیں اور انجی قسم کی چیز ہیں۔ دنیا میں ان کا حکم کے لحاظ سے باغوں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ دوسرے جہاں کے بارگ اس لیے اپنی سرایاں سے اس خضر کو بھی دو گرتا ہے اور ان باغوں میں جو دل پسند چیزیں ہوں گی ان کا ذکر فرماتا ہے۔ ذوال حدائق کا نام ان کے گورگور بھی کثرت اور عمدہ ہوں گے ان گورگور کا ہیہ میوہ ہے جو ظفر کا کام بھی دے سکتا ہے اور اس سے شراب بنی ہے اور نیز بارگ میں رنگونوں پر ہوتا ہے۔ اس کا سایہ اور بھی لطف دیتا ہے۔ اس کو وہ بارگ میں جہاں کھانے پینے کے پر سامان ہوں اگر بارگ و ایمان نہیں نہ ہوں تو کچھ بھی لطف نہیں۔ اس لیے فرماتا ہے جو کواعب انہر ایک، ان نو جوان جو شہر میں ہوں کی من کی جوانی کی پستان ابھی ابھی ہوں گی یہ نو عمری اور سادگی مشترک ہیں۔ اور بھی لطف ناز کرتی ہے۔ پھر ان کی نو عمری اور ان کی جوانی کے ساتھ اگر داخل جنت پڑی عمر کے ہو تو بھی لطف نہ ہو انسان اپنے ہم عمروں سے درجست کیا کرتا ہے اور وہ اس کا دل کھتا ہے۔ نو جوان کی بڑے عمر سے کسی لطف صحبت نہیں پاتی۔ اس لیے اس کا لطف بھی اور شاد فرما دیا کہ یہ سختی بھی ان کے ہم عمر یعنی نو جوان ہوں گے۔ پھر یہ سب کچھ وہ لوگوں میں چاہے ہو اور جو چاہے اور اچھل کود نہ ہونے کوئی سنی کی صحبت رہتی ہے۔ اس لیے اس کا بھی نہ مان کر دیا جائے گا۔ وہ کساد لفظ کا جام شراب کے اور ہمیں کے من سے ایک فرصت و سرور نازہ ہو گا۔ پہلی سے دوسری عمر سے اس کے بھی لطف لہو لایا لے لہاں سے اور بھی لطف ہوتا ہے اور پھر دوسرے کے بھی سختی ہیں کہ یکے بعد دیگرے اس کا مسلسل جزو ہے۔ یہ شراب عجب الہی ہے جو دنیا میں مانی کرکڑ کے پیمانے سے عطا ہوتی بھی۔

شراب کے ساتھ گراس کی شامپاں بھی ہوں جیسا کہ دنیا کی شراب میں ہوتی ہیں۔ یہوتی اور دوسرا اور ملی مجلس کی یہودہ کچھس یا بارہ پختہ تو کچھ بھی حرا نہیں۔ اس لیے فرماتا ہے لا یسبحون فیہا الخوا ولا کذہبا ولا فیہ اللہ۔ یہتہ تو کیا تو کئی غریبات سننے میں نہ آئے گی اور نہ جھوٹی بات۔ نہ کوئی دل کو نہ دینے والی بات کہ اس کو کوئی جھللاوے نہ زور نہ ہو۔ اس میں شہوہ ہے کہ طرہ زوراک اور افکار ہوتی ہیں اثر پہنچا تو گا۔ یہ نہ کہ شراب عجب الہی کا قصور ہے جس کے سننے سے حوالہ و متاع کا کیا کاراواراں کے شراب کے پس کھاتے ہو اور تہذیب کو گل میں لاتے ہیں۔ دنیا کی شراب اور پھل کی اور خستوں اور آخرت کی شراب اور دلی کی خستوں میں شرکت اسی ہے

۱۔ جس شے سے چند روز یاں فرماتا ہے جام شراب کے اپنے نہیں ہے جو دیگر اس جام کا مسلسل جزو ہے گا۔ یہ شراب عجب الہی ہے جو دنیا میں مانی کرکڑ کے پیمانے سے عطا ہوتی بھی۔ حقانی ۱۳

۲۔ حضرت کا لفظ کے قول سے بھی اہل سنت میں گورگور کا لہو و لہو بات ہے پھر جملہ کیوں کہتے ہیں کہ دل نہ تہ ہر سادہ نہیں۔ ۱۴

اور ان کی عظمت اور ان کی اور "پہ نسبت نہ کہ راجا لہو چک" یہاں کی کافی اور ظنی چیزوں پر ذم کی شرکت سے وہاں کی جزا کا قیاس کر کے اعتراض کرنا بے جہی ہے۔ اس لیے فرماتا ہے جزاء میں رشتہ کی یہ سب نسبتیں بدل ہیں۔ انہوں کے اعمال اعلیٰ و سفلی کا حیرت سے سب کی طرف سے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جہاں ہوتے کا اسی وہاں گئے گا جیسا کہ گئے گا ویسا پائے گا بغیر تقویٰ کا اعتبار کئے ان نعمتوں کی ہوں گے اور ان کے انسانی نعمتوں کو دیکھ کر ہم ان کی اول و ذوال کے شائق و تلاش کے سر پر ہیں کچھ مفید نہیں رہے۔

کوشش کرو اور تقویٰ کا سر یہ حاصل کرو۔ جزا کو سب کی طرف سے کئے میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہاں کی جزا ہے مگر جزا بھی کسی شخص کی تک نیک نواصت کے لیے نہیں بلکہ اس کے لیے سب کی طرف سے اس کی بخشش اور جو کہ وہاں ہیں جو ایک ذرا سے کام لے کر بے عمل ہو جائیں گے۔ ان کا اور اس دنیا کی چیزوں کو بخش دینا ہر طرف سے ان کی بخشش دے گا۔ اس سے فرما رہا ہے عطا کیے یہ سب کچھ تو جزا و اعمال کے بدلے میں ہے۔ اس لیے کہ وہاں کی چیزیں دراصل عطا ہی کی بخشش ہے اور بخشش بھی کسی حساب کا نہیں اور پوری اور بہت کچھ دے کر اس سے کہ یہ انعام و انعام اس کی طرف سے ہیں جو سب السعوات و الارض و ما بینہما آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ ہر ایک چیز کو بخیر دے گا اس کے دعوے اور ذات اور اس کے عطا کیے ہوئے چیزوں کی خاطر ہیں۔ بغیر کسی سبب و عطا کیے۔ اور حق کو بچے معاف کرے۔ ان کی چیزوں میں زمین سے نیک حاصل کرنے کی قوت دے۔ مگر ان کے لیے جو بھائی ہوئے ہیں ان کے قتل کرنے میں بڑے سے معاف اور ان کا رخصت کرنا حیران نہیں مگر ہر اس عالم میں ہے کسی عمل اور کوشش کے اس نے ہر ایک کے لیے یہ عطا کیے کہ تو اس میں اس کی عطا کا یہ نقصان ہے جس کے لیے ذرا متحمل کا ہی بھائی ہے۔

اب یہ خبر کرنا کہ نسا، آخرت کو نسا جو بڑا ہوتا ہے اور پھر اس کو عطا کر دے بدل ہوتی ہے تقاضا ہے۔ محض کہ جی ہے۔ جزا اور عطا کا یہ ہے جو عطا اور عطا ہے۔

ذات السعوات ان کے بعد اور بھی منصب جو کا عطا کرتا ہے۔ اس میں کہ وہاں کی طرف سے ہے۔ اور ان کی طرف سے جس کی رحمت کا کچھ حساب نہیں۔ ہر ذرا ہے کہ ہر شخص میں اس کا کچھ کچھ اشتقاق نہیں بلکہ سکون و عطا اور ان کے اشتقاق کی بات میں سے کچھ بھی نہیں کہ سکنا جس کو جو کچھ جس شخص کی نفس ہے جس کو جس کا دیا ہو جس کو سکنا کہ یہ چیزیں مجھے کیوں نہیں دے گا۔ اس کو کسی کا دینا نہیں آتا جو دینا چاہی جزا دے اور عطا کرے۔ فائدہ ان میں ان چیزوں نے کہ ان کے سکون کی عطا کی طرف پھرتی ہے کہ ان کی رحمت میں اس سے کچھ حکم نہ رکھیں گے ان کو وہ تقویٰ پر دھن ہو گا ان کو شرف کام حاصل ہو گا یہ تقویٰ جو کہ ان کو اس کی عطا و رحمت دے کہ ان کو کام کرنے کی قوت نہ دے تو ان کو ان کی ہی بہت تمکید ہیں اور ان میں سے شفاعت کا ان کا نہیں ہوتا۔ اس لیے یہی جو کہ وہ اشتقاق جتنے میں کام کرنے کے لیے اور شفاعت میں اشتقاق نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہی فضل و کرم پر سوتا ہے اور فضل و کرم کا دروازہ دیا ہوتا ہے۔ ہر سو ان میں وہاں کام کرنے کا بلکہ عطا و رحمت کے لیے عطا بھی کام نہیں ہے صرف تقی کام اشتقاق کی ہے حاصل ہے۔ یہ سب نہیں جانتا اور ان کے ساتھ یہ بہت دجرات ہیں کہ کوئی بات نہیں کر سکتا ہے ان کے۔

يَوْمَ يَقُومُ الزُّوْجُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ اِلَّا مَنْ اُذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ فَقَالَ صَوَابًا ﴿١﴾
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اسْتَعِذْ اِلٰى رَبِّهِ مَابَا ﴿٢﴾ اِنَّا اَنْزَلْنٰكُمْ عَلٰٓا قُرْبٰنًا ﴿٣﴾ يَوْمَ

کون کری پر چلے نکلتے۔ دور میں جس کو مردوں ہدیٰ کیے ہو اور جس کو ادا بیت کا ایک اقوم قبول ہے ہوا۔ حضرت کنی کا تائید اس سے ہوا کہ کنی غنی۔ دوہی اور فرشتوں کے ساتھ بالادب صفت بہت کھڑے ہوں گے۔ طیرا جہاز کے ہاتھ بھی نہ رکھیں گے اور سفارش نہ کریں گے کہ اس کی کہ جس نے حق بات دینا بھی کی تھی کہ جس نے فکر کیا اور طہ فعلی کی ذات بچوں دیکھنا کے حصے پرے کر دالے ہوں عداوت پر قرار دے ہوں اور ایسے دروہا کا کر اس آیت میں مذکور۔

اس سے درج حیوانی یا انسانی یا نباتی یا جہش ملیہ الاسلام میں نہیں بلکہ درج اعظم جو ایک اور دوسری چیز ہے یعنی سب فرشتوں سے بڑا فرشتہ (میں جہاں بڑا) اور مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ حضرات لاکھ اور انہا دو مصلحا اور دیکھو ہام کو بھی اس فرض سے بچتے تھے کہ ان کو اس کے فکر کا حق دیکھتے تھے۔ دنیا میں حق میں حاجات کے پورا کرنے کا حق علیٰ سبب کیے تھے اور اسی لیے ان کی خوشنودی اور قرب کے لیے ان کی خدمت کو یاد کرتے تھے۔ اُن سے وقت ان کے کام کی دہائی دیتے تھے۔ اللہ اللہ دہا دیتے تھے اور آخرت میں ان کو اپنی بخشش کا وسیلہ جانتے تھے اور بہت تو آخرت کے حق کی نہ تھے۔ ان سیال کا بظان بھی ان آیات میں کر دیا گیا کہ تمام آسمان وزمین نے اپنے مالے بالادب کھڑے ہوں گے۔ کسی کو اب جانے کی قدرت نہ ہوئی اور اجازت یا درست دلی بھی کریں گے تو اسی کی کہ جس سے حق بات دینا میں جلی حق۔ تو یہود و مسلمان کا قرآن یا تاج خدا کے فضول یا فیہ سرکشوں کی۔ اسی کے قرب قرب دینا کے نام خدا اب کے تراشید و حالات عالم آخرت کے باب میں جن میں حق حجاز کی تسخیر ہوا ان کے فیض میں روئی کی نصرت ہے اور اس طرح جو کچھ ان لوگوں کو جہالت یا بابت گمان ہے کہ ہمارے حق میں منہ جہالت دلی کے پورے بھی ٹھاکہ۔ کہ لیے کہ اوج اور حق بات کہیں کے خواہ منید ہو یا سخر ہو۔ اسی لیے کہ وہ ملک العبرہ الحق کہ اور حق ہے۔ حق جو حق و باطل میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس روز کو حق کا ظہور ہوگا باطل ہائی نہ رہے گا۔ مردہ کھل جائے گا یا یہ حق کہ اس دن کا حق ہے جس میں یہ حال ہوگا۔ اس کے آئے جس کو تہ نہیں داتے رہا ہے اور اس روز سوائے حق۔ حق کی بنیاد اور خدا کے اور کوئی بنیاد اور کوئی کھانا نہیں۔ جس شہ امتداد ملی۔ یہ عدا یا باطل جو ہے اپنے رب کے پاس ٹھاکہ۔ حق کے تعوی اختیار کر لے کر ہی اسے جوت جاوے جو جسم تک پہنچا ہے۔ ان کا وہ پیر کا گاری ایک سیدھا راست ہے جو حق سمجھنا تک پہنچا ہے۔ اس کو میں چلتے چلتے زمانہ اللہ کے قرب و جوار رحمت میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس رست کا اختیار کرنا اللہ کے پاس اپنا ٹھکانا ہے۔

آری جب کسی سے شرم میں چاہا ہے تو ضرور فکر کرتا ہے کہ وہاں رہے پھر نے کوئی بندوبست کرنا چاہیے۔ پھر اس دن کا آواز حق ہے اور ہر فرقہ کو اس سے جہاں میں جاتا ہے جہاں ٹھاکہ۔ در بادشاہ اللہ ہے پھر جو پہلے سے اس سے آشنائی پیدا کیے اپنے دلی جات ہے تو اس پر بڑا افسوس اور ہاں کیسا مارا مارا پھرے گا اور چشم میں ڈھل جاوے گا۔ الی اللہ اس جہاں میں حق حق سمجھنا تو اس طرح ٹھکانا ہے جس کہ ہر کاردار میں دلی کی طرف نگاہ رہتا ہے جہاں نہیں اور سے ذرا غفلت ہوئی تو گھر اگر اس کی طرف ہوتے ہیں کہ جیسا کوئی گھر بھول جاتا ہے اور جب اس کا رست پاتا ہے تو درکار گراہی جاتا ہے۔ اس کی دریاں کھ کا دلی صبر علیہ اور کو کہیں دیا جاتا ہے۔ یہ اس کے کہیں قرار اور دیکھ نہیں آتا۔ لہذا ہذا کہ اللہ تعالیٰ الصوب۔ وہی عالمت گزرنے کے بعد پھر ان کے اور حق کے درمیان کوئی حجاب جسمانی بھی عاجز نہیں رہتا۔ یہاں کے کہ ہادی ہو جاتے ہیں۔ ہم ایت اور گھر اس کا رست ہا کر دالے دالے وہی مصیبت جتا کر پھر اپنے بخداں پر رحمت تمام کرتا ہے۔ نکال انا بند نا کہ خدا کا حق یہ کہ ہم نے تو اسے دنیا و مہم کو بہت نزدیک کی مصیبت سے خبردار کر دیا ہے۔

تہ مرد اور عورت ہیں۔ اس عالم علی اور علی کی پرستش ہیں۔ ان کے ان کا جسم سے فرق نزع شدہ ہے یعنی کھینچ کر اور محبت کرنا یعنی سے دور کئے جاتے ہیں اور جرم اور طاعت کی حساب سے۔ ایک ہیں اور ان کو عالم علی کا لڑکا اور عثمانی ہے وہ بہت جلد اور کرم کھینچ کر روانہ ہوتی ہیں۔ ان کی اس سر کو خدا اور رسالت سے تعبیر کیا۔ پھر ان میں بھی اور بات تفاوت ہیں۔

بعض اور بھی سب سے ہیں۔ جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کی کرام کی احوال و طبقات اور ان میں سے بعض عالم علی کے کتبہ پر اسور بھی ہیں۔ چنانچہ صحت صحیحہ سے معقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں تمہارے آگے جاتا ہوں کہ تمہارے بے پیہ تیار یوں کروں اور اسی طرح سیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس عالم میں زوارہ جیروں میں سے عربی دیکھ اسور ہیں۔ بلکہ جو لوگ ایمان و ایمان صالحہ سے سزا ہو کر اس جہاں میں جاتے ہیں وہ اپنے ان آتے والے مزیدوں میں کئی کے لیے جنت میں تیار یوں کرتے ہیں۔

بعض علماء کو اس فرماتے ہیں کہ حضرت اولیاء و انبیاء کی اور احوال کی ایک کرد و ملائکہ میں مل جاتی ہیں۔ مگر ملائکہ کی طرح وہ بھی تہذیب عالم علی میں مصروف ہوتی ہیں۔ یہی اس میں نے جو حضرات انبیاء و علیہم السلام و ملائکہ عظام کی پرستش اور ان سے شہ و نیاز کر کے اپنے مقاصد کا سر انجام چاہتا دستور کر لیا تھا تاہو وہی خیالی ہے۔ تمام جس کو سلام نے رو کر دیا تاہو پاک کو وہ اسور ہیں مگر کرتے ہیں وہی جو کتبہ الہی وہ ہے۔ نہ وہ کسی کی نذر نیا سے خوش ہوتے ہیں نہ پکارنے والی دینے ہاں ان کے کما کہ جاتے ہیں۔ واقعہ یہ کہ ان کی مرضی کے تابع نہیں ہیں ان کا ذاتی ارادہ اختیار ان معاملات میں کو کبھی نہیں

بعض جانتے ہیں یہ پانچوں کلمات کا زبوں کے گھوڑوں کی بابت ہیں۔ منقولات وہ گھوڑے جو مرد کھینچ کر اور بلند کر کے چلتے ہیں اور اسی منقولات ہیں یعنی اور اسلام سے اٹھ کر اور اعراب کی طرف جانے والے کاغذ ہے۔ قول عرب سے: ثور ناشط الاخرج من بلدنا بلدا اور یکساہت ہیں۔ دوڑنے کو رسالت سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ وراقی سے تیز و گھوڑوں کو سوار کہتے ہیں اور سب سے ہیں کہ ایک دوسرے سے آگے اور دوسرے کے سامنے جاتے ہیں اور ان کی تہذیب امر میں بھی و نظر کرتے ہیں اور یہ اس کا بھاری ہے کہ ان کی کے سب سے دشمن پرست و طلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور مسلم منہائی کہتے ہیں کہ ان پانچوں کلمات سے مراد غازی ہیں۔ یہی احوال کا زبوں کے ساتھ ہیں اور نصحت ان کے تہ ہیں جو ان کی تمانوں سے شہ شہ جھکتے ہیں اور کھنکھانے کے گھوڑے ہیں جو اس سورج پر احوال کرتے ہیں اور وہی سبقت ہیں کہ پھر کہ دشمن تک پہنچتے ہیں اور ان کی کو بھارا یا اعتبار انجام دینے و نظر کے نہ ہوتے کہا گیا ہے۔ وہ منقولات نہ منقولات نشاط یا نشاط مادیانہ نمودار ہو کہ وہ نشاط یا نشاط غریبہ اور اور ایسا نہ از شہیت نشاط کاغذ و شہی غریبہ یا بار بار و بار بار اندوہ آب پر گھوڑوں از چاہے کہ وہ گروہ کسان ہست۔ نشاط چاہے کہ بھاری ہے۔ یہ ایسا کہ وہی برآیہ و ایسا نو سے ازہی از صراحت ان انوی معانی کے لحاظ سے ہر ایک تہ یہ جہاں ہو

و السبقت سبحان۔ سج۔ سبح۔ سبحان و انکر شادی گردان۔ سج تصرف کردن در عاقل۔ قولہ تعالیٰ ان لذت فی السبقت سبحان و لذت اس فرس سارح سبحان مہر اکہ و شہی بھی گہر۔ و غار و کر شہی پاک و پاک کی یاد کردن سبحان و معنا و شہی و نہ صہ علی المصدر یہاں بھی ہر معنی مناسب چہاں کر لینے چاہیں غلبہ و سبقت و سبقت ان کے معنی ظاہر ہیں۔ اول سبقت یعنی پیش روی اور آگے بڑھنا اور دوم۔ سبقت سے تہذیب کر کے بڑھنے والوں تہذیب کرنے والوں کی تہذیب کا ہے کہ سب سے اول معنی مناف ہیں یعنی جسم ہے اس جرات کی جو اپنے نفس کو کسی کام میں کھینچتے ہیں یعنی کوشش و سرگرمی کرتے ہیں اور جسم سے اس جرات کی جو نیک کاموں میں نشاط و شہی چہاں کرتے ہیں

۱۔ جو تہ کہ وہ ان کی صراحت اور جو وہ ملائکہ قرآن سے یہ اور معنی میں ہر معنی میں معانی ہر ملائکہ کے ہر ایک عالم تہ ایک مناسب معنی ہر

ملتی ہے اور وہ طور بھی وہیں واقع ہے پھر یہ مقرر کیفیت ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مصر میں پیدا ہوئے تھے نبی اسرائیل کے خاندان میں۔ فرعون نبوہناس کی ان خبر سے کہ نبی اسرائیل میں ایک شخص ایسا پیدا ہوگا جس سے تیری طاقت ہوگی ان کے ہر ایک بچے کو قتل کروا دینا تھا۔ اس خوف سے موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے موسیٰ علیہ السلام کو گھڑی کے صندوق میں بند کر کے دریا کے نلے میں ڈال دیا۔ بچتے ہوئے فرعون کے گھوڑے نلے سے اس کی بڑی نڈھال کھینچا۔ صندوق کھولا گیا تو بچہ عورت لڑکا نکلا دیا۔ فرعون نے کوئی پرہیز نہ کیا۔ اس کی بڑی سے پرنا گیا۔ ان ہی کے گھر میں مازدوست سے پرورش پائی۔ جہاں ہوئے تو ایک بازار میں ایک کساہ ایک فرعون کی ایک اسرائیلی کو کارہا رہا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے فرہزدی۔ آپ عظیم کے چھڑا لے کر دے فرعون کی ہار دے دیا تو اس کے آپ نے ایک گھوڑا مارا جس سے دوسرے گیا۔ اس خوف سے کہ فرعون اور فرعون بھی نہ چکریں موسیٰ علیہ السلام مصر چھوڑ کر قلازم پارشرود میں آئے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام رہا کرتے تھے۔ یہاں ان کی ایک بیٹی سے آپ نے شادی کر لی۔ آٹھ یا دس برس یہاں رہے۔ اب مصر کا شوق ہوا اور سمجھے کہ اب کسی قصہ کو لوگ بھول گئے ہوں گے۔ یوں بچے بھی ساتھ چلے۔ بڑی مالہ نہیں رہتے میں ایک منزل پر وادی فریسی پہنچ کر وہ بھول گئے۔ مردان کا سوجھ بھادت ہو گئی تھی۔ آپ نے دور سے ایک ڈگ کا چکارا دیکھ۔ بولی اور غلاموں سے کہ: تم تمہیں سمجھو میں آگ کے پاس جاؤ۔ آگ لادو گے۔ تیار رہو۔ آپ کے لیے اور اگر آگ نلی قمراتہ تو جادے گا۔ رستہ چھو لیں گا۔ آپ اس مقام پر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اور رستہ پر چلی ہے اور ایک دیوہ شادورگ سے ملا ہے۔ نتیجہ چٹیل کی آواز میں ہر طرف ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان ہو گئے۔ ہر ایک ایسا نور عظیم الشان تھی ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں نہ کھول سکیں اور موسیٰ کو آواز آئی۔ اے موسیٰ! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میرا عصا ہے۔ فر: پاس کوڑیوں پر ڈال دے۔ والا تو صاف بن گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو پیچھے بھاگنے لگے۔ فر: باز نہیں اس کو اٹھائے۔ اٹھائے۔ پھر عصا اٹھا کر پناہ دیں۔ پھر غصہ میں دو کر نکال۔ والا تو آفتاب کی طرح پھٹکے گا۔ پودے ٹکڑے پائے بنائے مٹا کرنے کے بعد فرمایا کہ تم نے تجھے رسول بنا تو انصاف الہی دعو ہوا انہ طغی شام مصر کے پاس کا ایک نیکو دوسرے ہو گیا ہے۔ نہالی جاؤ گئی کرتا ہے۔ بند بچا خدا کو اپنا دینا ہے نہایت بدکار ہے اور اس کے سبب سے اس کی قوم بدکاری کے دریا میں ڈوبی ہوئی ہے۔ وہاں جانور، حیل، لکھ، اہی، انہ تو ملی ہے کہ کہہ کر کیا قصہ کو اس بات کی رحمت و خواہش ہے کہ تو درست ہو جاؤ۔ تیرے اخلاق بدور ہو جائیں اور تو تمام روحانی نعمتوں میں آلودہ رہتا ہے اس کو اس کے رستہ تک بھی رسائی نہیں۔ حق تک نہ کجا۔ میں تاریکیاں حجاب عاجز ہیں۔ بندہ کو خدا تک نہیں پہنچنے دیتی۔ رسولِ نیک پھر تجھ سے کہ صرف یہی باعث نہیں کہ تجھے رستہ بتاؤں وہاں پہنچے۔ نہ پہنچے بلکہ پہنچا دیں۔ کس لیے کہ کمال و اہمیت اہلِ انصاف۔ شخص کی پھر توڑنے لگے کسی کے کہہ کر بارگاہی میں جب فتح ہو جاتی ہے تو بھرتے کر دو جاتی ہے اور ہر حال اہلِ باطن کا پرفورم چلتا ہے جس لیے بندہ نے ہرگز نہ لگتا ہے جو ہر ایک کے دربار تک ہی نہیں پہنچتا اس پر دربار کی کیا اہمیت ہے کہ۔ حیثیت دلیل وصال ہے اس مقام پر ہر گز یہ کہہ نہ سکتے ہیں۔ اتنا ہے فرعون اور کچھ کون سب باتوں کی رغبت ہے تو میں کو پیش کر دس کیونکہ طالب کے لیے اداوت شرط ہے اور نہ عروہ ہے۔ فرعون نے اداوت تو عاید کر دی کہ کچھ دوستاں کے پرچہ کہ راہ دکھا اور درست کرتا تو بعد کی بات ہے۔ پہلا چاروں ہوتا تو ثابت کیجئے کہ ہم کہہ نہیں سے جانیں کہ کچھ کو خدا نے دار سے پاس بھیجا ہے اس لیے عارفانہ الہیات الکبریٰ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو بڑی توفیق بخشی۔ بڑی توفیق کی تھی؟ بعض طائفہ تھے جو یہاں بعض کہتے ہیں صاحبِ کعبہ یا کہ وہ صاحبِ بن گن اور فرعون اور اس کے درباری ذکر بھاگے لگے اور یہی قول قوی ہے۔ بعض کہتے ہیں دونوں

خبر سے لکھائے۔ ہر ایک کو آیت کی کوئی ایک جگہ لکھا ہے۔ یہ یوں احادیث کا معاملہ ہے اور بعد میں تو خود بہت معجزات دکھائے جن کا ذکر جلد دوم سورہ بقرہ کی تفسیر تا دہائی اسرائیلی میں ہم کر چکے ہیں مگر فرعون عزرائیل کے کہہ کر بھی ایمان نہیں لایا لہذا خدا نے بعضی معجزات اور کھلم کھلا کیا کہ وہ ایمان لے لے۔ ہرے جلاور اس سے بھی بدھ کر دکھائے ہیں۔ اس لیے میں جبرائیل سے مقابلہ کرنا چاہوں اور ایک روز ستر دروازے کے لیے نہیں بلاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے یہاں کیا مگر بے روزگار ہو کر ایمان لے آئے لیکن فرعون نے اس پر بھی خدا کی تائیدی کی کہ ان جلاور گول کو ایمان لانے کے جرم میں مراد ادا کیا۔ اس پر بھی میں نہیں کہہ سکے کہ وہ یہ سب اس نے اس کے بعد پشت پھیرنے یعنی جبرائیل میں کوئی شکی اور فی اسرائیلی کو روز زیادہ خلاف دینی شروع کر دیں اور یہ قصد کیا کہ کوئی جلاور کیا میں اس کے خدا کا مقابلہ کروں گا۔ اس لیے اس نے ایک روز دو بار یوں گونج کیا۔ فہشو اور جب سب جمع ہو گئے تو فی لوی (مناوی) کی۔ نکال اتار دیکھ فلا علی اس میں ہوں تمہارا بڑا رب نہ ہوئی کا خدا۔ اس تم کوئی کے کہے میں نہ تا میری طاقت کرنا ہے اور اس کی قوم بہت پرست کی مگر فرعون اپنی سرکشی سے خصوصاً موئی کے مقابلے میں اپنے زور و قوت جتانے کو لوگوں کے سامنے کہتا تھا کہ میں بڑا رب ہوں۔ تمہاری پرورش میرے ہاتھ میں ہے جس کو جس قدر چاہوں ہوں جس کو چاہوں ہر اوزں پر اختیار میرے ہوا کہ اس کو ہے۔ خدا تعالیٰ کا محض نہوے سے جب کچھ نقصان اس لیے دے چکے ہیں آپ کو رب اہل کتب تھا۔ ہندوستان میں پہلے زمانوں میں بادلوں کو مسجد سمجھا کرتے تھے یہی مصر کا ستر تھا۔ جب فرعون نے موئیؑ کی بات نہ مانی اور سرکشی میں ترقی کرتا گیا تو مفسر خدا اللہ اس کو اٹھ جبار و قہار نے بکھڑا اور کس بلا میں مبتلا کیا۔ نکال لآخرۃ و الاولی آخرت کے مذہب میں اور دنیا کے مذہب میں۔ اس روز اس کی ماری نہ لی ہو سیدہ ہو کر ہو اسی آگئی۔ اس کی گردنی کی گھٹیل اور سوتوں میں سر جوڑ ہے کہ فرعون اپنا لٹکر لے کر موئیؑ علیہ السلام اور ان کی قوم کو گرفتار کرنے نکلا تھا۔ فی اسرائیلی قہر سے پار اتر گئے۔ وہ نے رستہ دے دیا۔ بعد میں فرعون اور اس کا لشکر تو بے قسب قری ہو گئے۔ یہ تو وہ کی نہ موئیؑ تھا آخرت کے لیے ہمیں بتا رہے۔ آخرت کو اس لیے مقدم کیا کہ نہ کی نہ موئیؑ بمقابلہ آخرت کی رسوائی کے ہو گئے۔ اسلئے مذہب اور سوائی و پس کی ہے۔ اس لیے اس کے سبب سے بچنا چاہیے۔ ان فی اللہ لعلہ ان بیان میں ہجرت اور نصیحت ہے مگر کس کے لیے اللہ بخشنے۔ اس کے لیے جہاد اس سے ہو اس کے دل پر کفر اور بدکاری کی سیاحی چھا نہیں گئی ہے۔ اس کو ہجرت نصیحت ہو سکتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اسلام کا فرمودہ خلافتیں اور حج و عمرہ کہتے ہیں اور چھٹی ہے ہو کر رہے گا۔ ان سے مقابلہ کرنے وہاں انعام کا رعب ہوتا ہے۔ کوئی مذہب کا ذکر نہیں ہوتی مگر جو بدعت اولیٰ ہے اس کو ہجرت نصیحت نہیں ہوتی۔ کیسا ہی حادثہ ہو اور اس کو ایک معمولی بات خیال کرتا ہے۔ اب بھی خدا تعالیٰ کی آیت قدرت و کافہ انعامی ہجرت کو ظاہر ہوتی ہیں۔ وہاں ہائی ماعان یا علی ہوا اڑا ہاں وغیرہ مگر دل کے اندر صانع معمولی بات بنائے ہیں۔

وَأَنْتُمْ أَشْدُّ خَلْقًا أَمِ الشَّمَاكِ بَنِيهَا ۖ رَفَعَ سَكَنَهَا فَسَوَّيَهَا ۖ وَأَغْطَشَ بَيْلَهَا ۖ وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۖ وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ۖ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعُوهَا ۖ وَالْجِبَالُ أَرْسَاهَا ۖ فَتَتَّعَلَّكُمُ وَلَا تَنَامُكُمْ ۖ

پڑی کر کہا ابھی قیامت سے ڈرو بہت دور ہے۔

انسانیت منصف آپ کا کام ہے نبی و پیغمبر اور دنیا و دلوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دیتا ہے۔ مگر آپ کے اندر سے فتح
اٹاؤ پہنچے گا جو من و بعضہ قیامت سے ڈرتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھے ایک روز سامنے جا کر حساب دینا ہے، انکی اپنے امراض کے لیے علاج
کے لیے دوائی تیسریں سے ماہرہ جاتی کرے گا اور ان کیوں آؤ جلدی کر رہے ہیں کاتھہ ہور ہور دھنالدہ ہلشوا الا عشیہ اوضعیہ اس
روز دہ قیامت کو کہیں گے تو اس جہاں کی یہ زندگی ایسی کم معلوم ہوگی کہ وہیں سمجھ گئے کہ ہاں تر مے دن رہے تھے۔ سچ یا کذب
بہرحال اس سے پرے طرہ پر یہ بھی معلوم نہ رہے گا کہ تک رہے تھے۔ لوں دن یا بچنے دن۔ دنیا کو عایت کا خیال آوے گا تو سچ سے
دو پر تک رہے یا خیال کریں گے کہ یہ فرحت کدہت ہو تا ہے اور جو تکلیف کا خیال آوے گا تو انجہ دن کا ماضی ملتی پھرتی چھاؤں
سامان کریں گے۔

اور عیس کی ہے اس میں فی ایس آیات آپ کو رکھ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَبَسَ وَتَوَلَّى ۝ اِنْ جَاءَهُ الْاَسْفُ ۝ وَمَا يَذْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یُرِیْكَ ۝ اَوْبَدَ کُوْ
فَنَنْصَحُ الذِّکْرٰی ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدِّی ۝ وَمَا عَلَیْكَ
اَلٰیٰیٰتِیْ ۝ وَاَمَّا مَنْ جَاءَهُ الْیَسْرَ ۝ وَهُوَ یَجْنٰی ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهٰی ۝ کَلَّا
اِنَّهَا تَذٰکِرَۃٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَکُرْ ۝ فِیْ ضَعْفٍ مُّکْرَمٍ ۝ مَرْفُوعٌ مُّطَهَّرٌ ۝
بِاٰیٰتِیْ سَفَرٌ ۝ کَلِیْمٌ یُّزَکَّرُ ۝

(الحمد للہ) آیات سے کہ ان کی پاس نہ تھا آتش و دھوکے اور نہ سوز و گداز آپ کو کیا خبر کہ تیار ہو سہری جاتی صحت کی تیار ہو رہا ہے اور جو تیار ہو رہا ہے
صحت تیار ہی ہوگا اور وہاں بھی نہیں کہ اس آپ کے لیے جوہر کرتے ہیں علامت آپ پر اس کے نہ سہری کا کافی اثر اس میں نہیں لیکن وہ آپ کے پاس دار
کو اوزا تیار آئے ہو اور دارا ہے جو اس سے پہلے ہوئی کرتے ہیں ہرگز کیا نہ ہو۔ یہ صحت ہے۔ یہ جو چاہے اس کو یاد رہے۔ (قرآن) اگر نہ ہند
مرتبہ نقدیں بھول میں سب بخت تھے۔ ان کے احوال مرہ ہوتا ہے۔

ترکیب | ان جادہ فی الان جادہ غفلت لاجلہ العالی فی لماعیہ استولی علی اختلاف بین المصنفین والکلیفین فی التلخیص والاختصار والفرقہ جب
مردی۔ چ کہ حضرت ﷺ کا ذکر کیا ہے۔ ہے اور ان کے بے سوالات اور کہ جتنی سے پہلی ہور ہے تھے کہ اسے جس ایک نہ عاقل کا۔ ہم ہر
ہی ام کو ہم جہتہ تھا آنا آپ سے قرآن سننے کی اہم کی۔ حضرت ﷺ کی ایک وقت نہ ہوے اور شوال قرآن میں علی کی طرف کاغذ ہے اور اس
کے ہر مردوں کرنے سے بھی نہیں ہوئے کسی پر ہرہ قائل ہوئی اس میں حضرت ﷺ پر قدر سے جدید ہے کہ ہرہ سے نزدیک طلب صادق
مطلوب سے ان نہ انداز طلب کا گھوٹا نہیں۔ آپ نے طلب صادق سے عرض کیا اور سرخطی آپ کا کیا معلوم کہ یہ اہم ہرہ ہرہ میں کا
خرابت میں سب بالا ہوئے ان کے بڑے سے ہرہ میں سے جو جادہ کا۔ گویا ہرہ ہرہ میں اور انکی استعداد میں نہیں ہے کہ بڑا کہ
والحدیث ہرہ کہ اس سے نہ خودی درست ہو جادہ ہرہ درست ہو ہرہ میں کی اصل ہرہ ہرہ کرنے لگے۔

ہوتے ہیں۔ اگر وہ مرد جاوے تو سر جائے آپ کا زمینیں۔ اسی مضمون کو اس جملہ میں اور فرمایا ہے وہاں علیکم السلام کی اور تھوڑے کچھ اور اہرام نہیں۔ اگر وہ کافر ہے پر خدا درست ہو پاک نہ ہو جائے کس لیے کہ آپ کا کام تشفی ہے۔ باب موعرہ بان موعرہ: استہدام اذان پر: ہدف ہے ہر تبلیغ کا مثنوی یہ منکر ہے پر خدا موعرہ کے ذرا نہیں بلکہ وہاں میں جہاد نہ بدھو اور جوشق میں تیرے پاس روز باق ہے اور خدا تو اس میں بھی جیسا کہ اہلن ام کو تم آپ کو ان سے حجت ہونا چاہیے مگر آپ کی رہبری اور شفقت اس کے برخلاف اس اور سے مراء کی طرف متوجہ ہے جو جہنم کے کنوہ کو مراء آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔ اس لیے آپ اس شرفیں سے انکسارت نہیں کرتے شفقت جتنہ دلہی بلکہ اس سے منہ موڑ کر دوسرے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ کھلا پرگزاریان کہو کیونکہ تعجب انہی کا مکتفی یہ نہیں کس لیے کہ اعتقاد کو نہ عیادت نہ کہ وہ ہیں لیکن خدا کے نام پر موصفات والی اور احکام اور اس کی بیز اور حرا اور رحمت و معرفت و دولت و جاوید اور الائی ہے اور خدا اسے ملانے کا راستہ بتاتی ہے۔ سو یہاں خود خواہی کی رحمت و ارادت و نیکار ہے۔ یہیں یہ چاہیوں اور اعلیٰ اور سر ہوا مافیہ نہیں۔ منہ و کھو کہ جہاں ہے اپنی رحمت اور حقوق سے اس قرآن کو یاد کرے۔ قرآن مجید کا نام اٹھی ہے۔ اسی میں اس کی ذات و صفات و تہذیب نفس کے متعلق بہت کچھ ہے اور بالخصوص اس میں ایک تاثیر ہے کہ کسی کی اخلاص کرنے والے پر ایک نکل جاتی ہے جس سے روح میں نورانیت اور بصیرت کی قشنگی پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ لاقرآن حدیث اللہ العزیز قرآن ہر کے لیے خدا کی طرف سے ایک موعرہ پر ہے جس سے اس کی نکل کر باہم سعادت پر چڑھ گیا اور باہم موعرہ صادق بخشنے نے فرمایا اٹھی اللہ علما وانی کلام و موعرہ لہم صحران کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بندوں کے لیے نکل جاتی ہے لیکن بندے سے کلام خدا کی نکلے۔

اوصاف قرآن ! اب قرآن مجید کی چند خوبیاں بیان فرماتا ہے اور صراحتاً ترشیاں پر ترشیاں بھی کرتا ہے جو بحاجت کفر نفس و دہش شہوات میں قانون، عقود اور کفرانِ عقلم کی طرف انکسار تھا اور دُشمنی یہ ہے کہ یہ قرآن ایسے پاک انھوں کا لکھا ہوا بلند تائن و دلائل میں ہے کہ پاک اور دینی لوگ اس میں کفر نہیں کرتے اور اس کی خوبیوں سے فخر کریں اور اس کی خوبیوں سے ان کی آنکھیں اندھی رہیں اور ان کے تپا پاک ہاتھ اس کو عذوت کرنے میں کسی نہ کریں تو کچھ تعجب نہیں اس لیے اسے بظہر آپ ان کی طرف حجتوں ہوں بلکہ خیر کا اندھا دھن دلی ہے وہی اسی کا مستحق ہے اور اوصاف یہ ہیں۔

اول: یعنی صحف حکومت موعودہ کو قرآن مجید کو الٰہی قدر بلند شان بخینوں میں ہے یعنی وہ دلائل میں۔ اس سے بعض کے نزدیک یہ مرد ہے کہ کتب سابقہ میں جو مسوز اور بلند مرتبہ ہیں قرآن مجید کے مقابلہ میں اس کا ذکر نہیں ہے جیسا کہ فرمایا ان هذا النبی الصف الاولی صف الہامید و موسیٰ اور ایک جہد یہ آیا ہے وانہ لعلی فیہ للاولیین اعز منکم یہ فرماتے ہیں کہ صحف کرمہ رفوہ سے مراد وہ انوار نورانیہ ہیں جو عالمِ عظیم میں ہیں اور وہ ہیں سے وہ فوفا قرآن مجید حضور و انوار میں

بمختصر یہ بظہر ہوا کہ قرآن مجید کے معنی بلند و سووہ بلند بھی ہیں اور فیض اللہ بھی ہیں اور بظہر یہ پاک بھی ہیں کہ بدلہ کسی پاک کا ہوا نہیں ہے بظہر بعض کہتے ہیں کہ صحف کرمہ اید خدا اس کے کتب میں ہیں جن میں قرآن مجید بطور حلقہ کے مقبوس و دفعش ہے نہ قرینہ کہ کمالش ہے نہ کسی وقت کو رہائی ہے اور وہ دل خدا کے نزدیک کرم و عظیم میں اور پاک بھی ہیں۔ بحاجت مسخر و شرک، کمالات و تہذیب شہوات الٰہیک چھو بھی نہیں لگی ہے۔

دوم: نامہ لکھی سلطنت کو کھلم کھلا دہرائی اور خلیفہ آئینہ باغیوں سے نہیں ٹکھایا بلکہ کانٹوں کے ہاتھ سے جو کرام یعنی بزرگ اور مقتدر برادر بیک اپنی قوت سے مراد ملا لگے ہیں۔ اور کھلم کھلم سے مراد الوانج خورانیہ ہیں جو دنیا کے نیک اور باخدا لوگ جو قرآن کو کھلم کھلی کریم **۱۸۸۰ء** کا عزم سے ٹکھاکر رہے تھے وہ انجلی خواہش انسانیت سے کم روز یاد کرتے تھے نہ کسی غرض سے اس میں ہر پھر کرتے تھے۔ خلیفہ: اور خود غرضی ان کے پاس نہ پہنچی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایر ہاد و س د غور شید و فلف د رنارند چاقوانے کف آری و خلقت نغوری

میرزا باقر تو مرگشت و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد که تو را می آید

پھر جس کو مطلع کرنے والی ہو کہ یہ چیزیں ہاتھ نہیں آ رہی ہیں اور ایک ہفتہ سے کم کا بیٹا اور عرصہ درجہ میں کسی کیسے پانچویں اور دسویں پر دو یا تین ہزار روپے اس کا بلا لیں گے اور اس کو ہنگامہ اور حق تصور نہ کرنا چاہیے اور اس کے شباب میں اور ہی شان نمایاں کی اور اس کے خاتمہ میں جبروت کی اور ہی تجلی دکھائی۔ جس نے وقت نہ کا گھنٹہ اپنا کر اس کو سپرد الہی وجود میں کیا اور آیا۔ ہر شے پر قدرت کو سوار کیا یا دہ و انسان کو جو اشراف الملوک سے ہے اسی میدان میں گھرا کر نیست و نابود کر دے گا یا اس کو کسی اور جہان میں نہ لے جائے گا یا ضرور لے جائے گا اور نہ ہی ان کو اندر دلی اور چہرہ دلی ساخت بتا رہے ہیں کہ چہرہ رنگ اور جانے والے عمار پر دانش پرش سے ضرور بھرا جائے گا۔

وَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۖ يَوْمَ يَفْعَلُ الْمَرءُ مِنْ أَخِيهِ ۖ وَأُوتِيَهُ وَابْنُكَ ۖ
وَصَاحِبَتُهُ وَبَنِيكَ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۖ وَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ
مُسْفُوفَةٌ ۖ صَاحِبُكُمْ مُسْتَبْشِرَةٌ ۖ وَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۖ تَرْفَعُهَا
قَتَرَةٌ ۖ أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرَةُ الْفَجَرَةُ ۖ

[illegible][illegible][illegible]

اس کے اوصاف بہت کم کی ایک وجہ سے ہر ایک وجہ سے یاد کیا گیا ہے۔ یہی اس کو حالتِ اکبر کی بھی واقعہ کی ایک جگہ کی علامت ہے۔ وہ کچھ اداں ہو گا اور کب اس کا ظہور ہو گا۔ پھر یہ ہر قسم، من اخصہ جس دن کو آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا یعنی اس کی مصیبت میں شریک ہو جائے گا۔ اہل حق خلاصی کی پڑی ہوئی۔ و اما اور اچھی اور ہر پاں سے بھی آنکھیں چرائے گا۔ اہل حق دنیا میں بھی اس سے منہ پھیر لیتے ہیں یعنی اور اداں پر نہ رہا ہوتے ہیں۔ و لیہ اور اس کے لئے وہ اپ کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ سو اس روز باپ سے بھی الگ ہو جائے گا۔ اس کی شفقت پرورش کا بچھڑنا بھی آنا دے گا۔ وہ صاحبِ اور بیوی کی بھی کچھ پرواز کرے گا۔ آج جس کو بیل و خرستہ اور گھری کریم برکات کا خرہ لگی جاتا ہے، حرام برکات چھوٹا ہے۔ اسی کے آگے اگر دھرتا ہے تو اس کی غیرت کے لیے جان دے گا تو یہ جو جاتا ہے، اور جو اس کی جڑی سوئی اور دھرم کی شریک اور بیوی ہر باور مشرق ہوتی ہے اس روز وہی سے بھی منہ پھیرے گا۔ و نہ اور بیوی اور اداں اور محبوب لڑکوں سے بھی آنکھیں پھیرے گا جس کے لیے آج دنیا میں خدا کو بھلا ہوا ہے اور وہ دن انہیں کے لیے اہل و زنج کرے گا۔ کوشش کرتا ہے۔

ان آیات میں یہ لہذا آتی ہے اہل کی طرف ترقی ہے۔ کسی کے لیے کسب سے اہل انسان کو اداں اور ان میں سے نرہ اداں پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے بعد جی بھر اس کے بعد باپ کے جوائی میں بڑے باپ کا ترکہ لے کر اہل ہوتی ہے۔ اس کے بعد ماں اس کے بعد بھائی سوا آتی سے لے کر اہل تک جو کچھ اس کے تحت ہو گا اور محبوبہ کی جین بھر جن کی محبت، بھڑائی ایک نظر کی بات ہے۔ خاص لوگوں کے سوانے جس کو کچھ انہیں کی محبت میں سرگرداں ہے اور انہیں کے خیال کی بھاری چیزوں میں پکڑا ہوا ہے۔ اس روز انہیں آپ دعا کی ہوگی کہ ان سے بھی کچھ کرے گا اور کسی کے ہاتھ آپ سر اپنا ہرگز قبول نہ کرے گا بلکہ اپنے حسانت میں سے ہر عین بھی گوارا نہ کرے گا۔ جب ان سے یہ حال ہو گا تو دور شدہ دن دوستوں میں رہنوں کی تو کیا پروا ہوگی۔

یہی مضمون اور اہل ایک جگہ لکھ کر آج میں آیا ہے۔ و لا یستل حقیر حمیداً بھیر و نہ و لا یغنی مولیٰ عن مولیٰ شبا وغیرہ اس آیت اور آیتوں ایک دوسرے کی پرواز کرے گا۔ لکن امری صبر و صبر و صبر و صبر۔ ہر ایک نفس امارت کو اس میں سے اپنی ایک ایسی حالت میں ہو گا کہ وہ نہت اس کو دوسروں سے بے پروا کرے گی۔ اپنی پڑی ہوگی اور نہت ہوگی اور مصیبت میں رہے ہو گا کہ ہے۔

فائدہ۔ یہ حالت کب ہوگی؟ قیامت میں اس وقت کہ تہذیب و تہذیب الہی کا ظہور ہو گا اور وہ روز و شفا سے کاہل ہو گا۔ ہر ایک نفسی نفسی کرے گا۔ سب اہلین و آخرین حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آکر عرض کریں گے کہ آج آپ جو سب کے باپ ہیں شفاعت بھیجے۔ وہ کہیں سے توجہ کے پاس جاؤ۔ اسی طرح وہ کہیں سے ہر ذمہ کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں سے موتی کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں سے حسنی کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں سے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آج اس کے کامل دی ہیں۔ ہر سب آنحضرت علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ آپ شفاعت کریں گے۔ آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ بھڑ اور انبیاء و اولیاء و صلوا شفاعت کریں گے اور حساب شروع ہو گا تب وجود ہوندا مصطفیٰ اس دن بہت سے مندرجہ ذیل ہوں گے۔ غصہ، جھگڑا، کینہ، جنت اور عطا کا مٹا سطور ہو گا۔ یہ ایک لوگ ہوں گے۔ بزرگوں سے نرہ پایا ہے وہ ہوں گے جرات کو اندر میرے میں غار بن حاکم نے تھے یا بن کے چھوٹے ہونے کی راوش غبار پڑی تھی یا جن کے چروں پر سعادت کے حاصل کرنے اور اہل کی شفقت ہو کر پیاس کی شدت اور خوف الہی سے تیر کی پیرا ہوئی تھی۔ یہ ہر دوسرے خدا کے ہر شرف پہنچے ہوں گے ہر شرف ہوں گے۔ حساب سے فارغ ہو کر جنت میں جائے وقت جو دنیا میں خوف الہی سے روئے اور غفلت و اہل کی ہر ہر گھن ہوں گے۔ وہ اس روز پہنچے اور ہر شرف اس کے۔ یہ اہل سعادت کا حال ہو گا ان کے بعد اہل شقاوت کا حال بیان فرماتا ہے جو وہ ہوندا

پانچواں حادثہ : اور جب یہ حالت ہو جائے گی تو انسان کیا دوشی جانوروں کے بھی گوشہ دل کو اس بھانہ میں گمے والا مھوش حسرت اور جنگلی جانور جو آنا انسان کو سے اور بھاگے ہیں اور وہ قیاس میں بھی ایسے داسرے غیر بھانے کے گرج کر رہا ہے۔ ہر نثر سے نکری، بھڑکنے سے۔ ان سب پر راجہ پنچ صورت یہ سول اور بہشت طاری ہوگی کہ سب جنگل اور پہاڑ چھوڑ کر آبادی میں ہونے کے لیے جمع ہو جائیں گے اور اب بھی جب وہ آتی ہے یا جنگل میں آگ لگتی ہے ایسے جو اور جو انسان سے بھاگتے ہیں ان کی منہ منہ ہو جائے ہیں۔ ٹیر اور جنگلی جانور وغیرہ کو ایک عادی بھاگ کر ہے۔ مصیبت میں غرت اور باطنی بدولت کا فوہ دے جاتی ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حشر کے روز وحوش بھی ان کے باقی قہاص و دلیلوں کے لیے جمع ہوں گے۔ ان میں اس وجہ سے یہ بھی منقول ہے کہ وحوش کے حشر سے مراد ان کو مرنا ہے۔ عرب کہتے ہیں حشر جمع الصفہ نیکو لوگوں کے مال اور جان نفع سے کٹے ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible]

فہرست کتب خطی کو بہن مسعود جلال نے تحفۂ کاف سے بھی پڑھا ہے اور کاف کی تجد کاف کا استعمال زبان عرب میں بہت
مکمل ہوتا ہے نیز کہ کافور، تانور اور قصبہ وغیرہ لفظ

[illegible]

یہ پیمانہ ادا کر دینا ہر ایک کے لیے واجب ہے۔ تب عینیت نفس و احاطہ ہے ہر ایک شخص جان لے گا کہ وہ کیا ہے؟ کیا اعمال نیک و بد کے یہ جناب اٹھ جائیں گے۔

فائدہ: پھل مغسول کرنے کے بعد بار بار دھو کر کھانا لیا جائے۔ یہ معمول کیا ہے۔ یہ بوجھ مرگ ظاہر ہونے کے بعد مرگ قیام صحرائی ہے۔ اس وقت اس کو ٹیک وڈ معلوم ہوا ہے۔ گے۔ آفتاب کے نذر ہونا شروع کیا۔ تعلقات ہمسائیہ سے دست بردار ہو گئے اور ہتھیاروں کا بے

نور ہوگا اس کے نور اس اور چوکی کا بیکار ہو جائے گا۔ یہاں سے طائر اس کے بنیاد جسم کا لہر جاتا اور اس کے بڑے بڑے اور اول کا باطن ہوتا ہے اور کاجن نہ نہیں کے بیکار ہونے سے مراد انسان کی قریب اھوں تناسل کا بیکار ہوا ہے اور وحش کا جنج ہوگا اس کے خیرے انگیز کاسوں کا تصور اور ان کی صورتیں سامنے آتا ہے اور پلاں کو نرم ہوتا ہے اور وحش کا اس کے سبب اور آواز اس کا باطن اور وحش کا استعارہ ہے کہ ہر ایک سے کنارہ ہے اور انہوں کا جوڑا جیت سے مراد کھات کسبہ کا ہن کے مناسب چیزوں سے اور جانا ہے۔ طہرائی کھات کا ظہور لی چیزوں سے نور وانی کھات اور ظہور و محارف کا نور لی چیزوں سے جوڑا لگا جاتا ہے اور موزوں سے مراد وہ انسانی لہری اور مرکب ہیں جو اس کے انہوں واریت ہیں ان کو نہ گوارہ کرنا استعارہ ہے۔ ان سے سوال ہوگا کہ ان کو کس طرف کیا تھا یا بے شکل جس نے پہلے اور ہر موقع خدا اور قوت کو صرف کیا کو گناہہ معصوم پر کو قہر میں ڈال رہا۔ مثلاً قوت شہوانی ایک اس کی عطا کردہ امات ہے۔ اگر اس کو اپنی پیروی پر مداح و چیزوں کے کھانوں میں صرف کی تو سفاقت نہیں اور نہ تپ و عقاب ہے۔ یہی طرح قوت غصہ ایک واریت ہے۔ اگر اس کو قہر قوت وغیرہ ملے گی کہ لے اور کھانوں کے مقابلے میں اپنے ہوس اور ملت کے خوف کا دیکھنے میں صرف کی تو بہت خوب۔ اگر زہر استوں کے شنائے اور قوتوں پر قہر بھگائے جس میں صرف کیا تو غراب اور غراب ہے۔ یہی طرح غفلت بھی کو اپنی ایک امات ہے۔ اگر اچھی باتیں کیں نہ کی ہو و شہادہ امر یا العرف دینی اکثر و املاط میں انسان میں صرف کی تو اگر ہے اور نہ ہار۔ جس نے اس کو بے ہوش و دلی غفلت ہوئی غفلت سے انہوں کے شنائے اور نوروں میں تضاد کرانے اور نقصان دہی میں صرف کیا۔ غلاب ہے اور صوفی کے کھانے سے مراد حقان اور انہوں کے وصال غلاب ہیں کہ جن میں انہا کی بیعت ہے اور آسمان سے کھانے سے مراد احکام دینی کا ظہور ہے جو بوقت مرگ ہوتا ہے اور دوزخ کے دیکھنے سے مراد وہ شہادہ انہوں میں جو موت کے بعد ظاہر ہوں گے اور جنت کے نزدیک لانے جانے سے مراد وہ دور اور مکان ہیں جو عالم برزخ میں جانا ہے۔ ان کے سامنے آتے ہیں۔

یہ کہنا کہ ان بارہ چیزوں سے جو چیزیں مراد ہیں تفسیر نہیں کیے تا وہی ہے۔ ہاں اسی کہنے کا سفاقت نہیں کہ ان چیزوں کی طرف بھی لگا ہوا قرآنیہ میں اشارہ ہے۔ غلاب بات ہے کہ کسی لے کر قرن مجید کے لیے ظہر ملتی ہے۔ اس کے اندر دینی پروں میں جو کھو معانی ملتی ہیں وہ ایک اور ہائے بے شمارت جس کو وہاں تک رسائی ہو دیکھیے۔

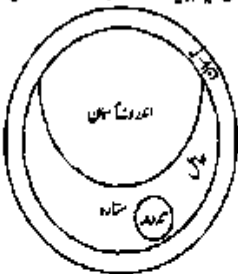
اسی طرح بعض صوفیہ کر مر جاتے ہیں ذات شمسی محووت میں شمار ہے محلی ذات و صنت کے غلو کی طرف جو کویہ عارفین پہاڑی ہے۔ پس اس وقت ان کی اور ان کے آفتاب کے نور ہو جاتے ہیں اور ان کے غفلت کے منار سے منہ لے کر جاتے ہیں۔ بسبب غلبہ نور ذات و صفت کے اور اس وقت ان کے دلوں کے پہاڑ بھی زار و صاب محبت غلبہ ہو جاتے ہیں اور جاتے ہیں اور کھوے کھڑے ہر جاتے ہیں اور ان کے انہوں کی بار بار اظہار اس کے سبب طلال سے سامنے بیکار ہو جاتی ہیں۔ پھر اس وقت وہ اپنے سے دور یا نرم ہو جاتے ہیں اور وحش پر غلبہ ہو جاتے ہیں اور جاتے ہیں اس کا پاس و انہاں کا کرام کھار۔ کھو باقی نہیں رہتا اور ہر عارف کے ان انہوں میں ایک قوت ہے اور اسی طرح وہ ہر عارف کا نفس طہر سے جوڑا لگا رہا جاتا ہے۔ پھر وہ دوزخ میں غلاب کے ہانوں اور صاف کے بہشتوں میں۔ اگر ہے۔ جیسا کہ انہاں مقامات مراقبات میں ہا کرتے تھے اور اسی طرح مقامات کے بار غلاب کے کھانے جاتے ہیں۔

وہد و علم اسرار کلام

فَلَا أَقْبَمُ بِالْخَيْسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنْزِ ۝ وَالْيَلِيلِ إِذَا أَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝
إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَرٍ

فائدہ ان شبہات کی اس حرکت کے متبادر اسباب تلاش کئے گئے ہیں جو انہوں نے جوہر میں عظیمیوں کے وجود میں نہ کہا کہ آسمان کے گھٹن (زل معالیٰ) میں ایک اور دوسرا آسمان ہے۔ اس کو حال کہتے ہیں اور حال میں ایک کپڑے پر سیاہا ہوا ہے جس کو تدویر کہتے ہیں۔ اس تدویر میں ستارہ چڑھا ہوا ہے۔ پھر وہ تدویر اس میں ستارہ کو لے کر گھومتی ہے اور گھومتی ہوئی تدویر کو لے کر مائیں گھومتی ہے اور اس گھومنے میں تدویر اور اسی کی حرکت موائی ہے ستارہ سپرد حاکم ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف ہے تو اسی کی حرکت عکس ہوتی ہے۔ پھر وہ طاقت اگر اس وجہ تک ہے کہ جس تدویر ستارہ ایک کی حرکت سے آگے بڑھتا ہے تو اسی تدویر مخالف حرکت سے ہٹتا ہے۔ اس سے اس وقت یہ ستارہ پھر وہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف حرکت غالب آکر اس کو الٹا دھری دیا کہ اس نے گئے کہ جدھر سے وہ چلا تھا تو اس وقت وہ ستارہ اپنا حرکت کر رہا ہو معلوم ہوتا ہے۔

حالی اور آسمان اور تدویر اور ستارہ کا نقشہ : اس لیے ہر ایک ستارہ کے لحاظ سے سات آسمان تسلیم کرنے چاہئے۔ پانچ انہی ستارے اور دو چاند اور سورج ان کو بھی سیارہ کہتے ہیں۔ سب سے ایک سیارہ کا مقام ایک ایک آسمان قرار دیا ہے اور دیگر کرتے نظر نہیں آتے اور ایک ہی جگہ ثابت رہتے ہیں (ہمارے آسمان میں آسمان قرار دیا۔ اس کے باروں آسمان ہمارے آسمان کہتے ہیں اور طوائف اسلام نے انھوں میں آسمان کو فرض ہے اور حکما و حال (جو آسمان کی میر کے قائل ہیں نہیں دے) جب ان کا میلان واقعی جان کر لے لیں تو کچھ سوچ کر حال ہو رہا ہوتا ہے۔



فائدہ: بعض مشرین کہتے ہیں کہ غرض۔ جوہر۔ کس کل ستاروں پر ملاق آتا ہے۔ رات میں مشرقی سے مغرب کی طرف چلتے ہیں۔ دن میں غائب ہو جاتے ہیں اور رات میں مشرق کی طرف چلتے ہیں چنانچہ سے آگے روز نمودار ہو کر چلے گئے۔ آج پھر وہیں سے چلے گئے۔ الفرض طویات کا انتخاب اس کی قدرت کی دلیل ہے۔ اس کے بعد عالم میں ایک اور صرف روزانہ سے اپنی قدرت کا کمال کا ثبوت دیتا ہے اور اس کو بھی دو قوت دلاتے کے لیے اسی قسم کے نمونے سے صادر فرماتا ہے۔ فاصلہ و فہل لہا عیسیٰ اور حم ہے۔ رات کی بجائے دو ڈھلنے پر آنے لگے۔ محسن کے حق رات ڈھلنے کے ہیں۔ (محسن اہل ما: اور برکشاف) اور آنے کے بھی ہیں۔ رات ڈھلنا بھی کسی قدرت کا ثبوت ہے یا تو دنیا پر اندر میرا ہوا تھا اب مجھے لگا اور پھر وقت سب نمودار ہو کر برکت کا بھی وقت ہے ہمارے سے مناسبت دیکھتا ہے۔ اس لیے اس کی بھی قسم کھائی۔ اسی طرح رات کا آواز اور دیا پر چھا جاتا: بھی ایک تھیر خیم ہے یا تو روشنی بھی یا اندھیرا ہونے لگا۔ وہ صبر لہا اتھیں اور حم ہے صبح کی جگہ روشنی ہونے لگے۔ یہ تیسری قسم ہے جس میں اس نے گویا رات ایک ٹھیک قسم میں کھنٹے بیٹھا تھا۔ پھر سانس لیا اور رات پانی اور یہ توجہ رات ہے۔ یہ ایک حلیہ استعارہ ہے۔ پہلے اس پانچ ستاروں کی قسم کھائی کہ جن کی حرکت اور رفتار اس کی کیمیا کی روشنی ہوگی ہے۔ جس میں اس طرف لیا تھا کہ دنیا میں یہ پانچ ہوں اور حم کی ان پانچ ستاروں کی طرح روشنی پھیلانے والے تھے مگر ان کی روشنی بھی شریعت اقوام کے تغیرات کے لحاظ سے سدا کے لیے ایک چال پر تھی اور وہ پانچ ستارے ہیں یہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ان پانچ ستاروں نے ہر چھوڑ دیا کہ

ذہب و دھند سے پاک کیا۔ ان کے بھڑے بڑے بکر چیلر و گھڑوت پر مٹی کی تار کی نے جہاں کو گھیر لیا تو یہاں تک کہ رات یعنی چل وٹی تھی۔ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد سے ہوا پھر قرأت پھیل گئی۔ یہ زمانہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد سے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت تک کہ اس رات کے بعد اس رات و رجم و کریم نے جوانی تکبیر باند سے دنیا میں سات دن بدلے۔ یہ سارا کو ۲۱ ہے۔ آنحضرت ﷺ کو صبح کیا مگر آپ کی بعثت سے کچھ آگے وہ کھڑا رہا۔ کی کی اندھیری رات ذیل میں تھی اس لیے لوگوں کو کچھ کچھ بھی اظہار نمودار ہونے لگے تھے لیکن کسی کو جوں میں سے وہ تار نہ ملانی دی گئی کہ ہماری پریشانی کا زمانہ ختم ہوا جاتا ہے جہاں کا بادی ۲۱ ہے۔ آنحضرت ﷺ آفتاب جامعہ کے سے پہلے دنوں میں طلع ہوا اور جاگروں کو کدیا۔ ان چارے کے ساتھ۔ اور وہ صلی رات اور عبادت کی محنت کی قسم کہ کر لڑتا ہے کہ ان غلوں و رموز کی کو کہ یہ قرآن جو کہ صادق کی طبع روٹھی پھیلا رہا ہے اور خود کو نکالنے دے کہیں نہ لے رہا ہے جیسا کہ اور شہداء یا مضمین دلی کرتے ہیں بلکہ ایک معزز رسول کی زبانی پہنچا ہے یعنی جبرئیل آپ کے پاس دی جاتی ہیں اور پڑھ کر غنائے ہیں جب آپ میں کو تم کو گوں گناہ تھے ہیں۔ اس مضمب کی طرف اور بہت سی آیات میں الحما و تفرغ ہوئی ہے۔ علیہ شیعہ اللہوی دوم و فاس ہیں رسول کو کہہ کے معنی اب اس پر یہ شبہ نہیں کہ (کہ جب یہ رسول کریم کا قول اوقات اللہ کا حکم کیے کر ہوا حالانکہ بالا خالق قرآن مجید کو کہہ رہا ہے ان کا کوئی مسلمان بھی منکر نہیں ہاں کہہ رہا ہے کہ اس لیے کہ قرآن ہے یہ ہر شخص کی جبرئیل کی تعریف بلکہ یہ کہ جبرئیل نے کہا خدا کی طرف سے جیسا کہ آیات میں ان معنی کی تشریح ہے۔

اسی سہ سے بعض علماء اس کے بھی قائل ہوئے ہیں کہ قرآن مجید کی عبارت جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے ہے اور معنی خدا کی طرف سے جبرئیل کو اظہار ہونے اور جبرئیل وہ عبارت مع خلافاً آنحضرت ﷺ کو گناہ تھے کہ یہ بھی ایک لغو بات ہے کہ کہیں کہیں اس پر عمل طبعیہ السلام کو خدا کی طرف سے معنی القادوس تھے وہی کو لفظ کی بدعت بھی القادوس تھی۔ کیا خدا نے پاک و لفظ کی بدعت نہیں تھی اور جبرئیل علیہ السلام کی کوئی بات اپنی طرف کی ہے۔ ہر حرکت و سکون خدا نے خدائی کے حکم سے ہے وہ تو ہی طبع ۲۱ میں ہیں کہ جس طرح انسان کی زبان تاج ہے۔ زبان از خود نکلتی ہوئی ہے وہی جو انسان بولنا چاہتا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام کے چند اصناف یا ان فرما ہے جن سے وہی کی مضبوطی اور استحکام متعلق ہے۔ اولیٰ کریم کہ وہ معزز فرشتہ ہے ایسا دیا نہیں بلکہ اسویٰ اکبر ہے اور حضرات انبیاء مجتہب اسلام چونکہ بعد ہر مرتبہ میں ہیں ان کا تجربہ دیا نہیں کہ ہر وقت حق سبحانہ سے بغیر اس واسطے کے کام کر سکیں۔ اس لیے وہی آتے ہیں۔ یہ نورانی شخص کہ جس کا جو اس رتبہ پر پہنچو ہو ہے کہ بلا واسطہ حق سبحانہ سے کام کر سکتا ہے نہ واسطہ قرار دیا گیا۔ (۲) ذی قوت و قوت والا۔ ہر وقت میں اگر قوت خدا سے تو ہمگی بیجا ہر وقت ازانہ رستہ اور کسی قوت جبرئیل ہے کہ جب یہ سن لی کی طرف توجہ ہوتی ہے تو وہی کے معنی تخلیقات و قوتات کو جو غلطی میں پڑنے کے سبب ہیں یکے لخت باطل کر دیتی ہے اور اس وقت ان میں کوئی ارتقا کے تسمیہ کا پانی نہیں رہتا۔ پھر جو کچھ وہ بولتے ہیں وہی ہوتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں وہی کہتے ہیں جو کوئی ان کے سرچ حکم ہوا ۲۱ اسطوار ہے جس طرح اسٹری آپ نہیں بولتی اس میں کوئی عور و بگ والا ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت انبیاء مجتہب علیہم السلام کا ہے۔ (۳) عند ذی العرش مکیں عرش دے کے پاس جاتا۔ نہ الا یعنی یہ کسی کو ان وقت تک رہنا نہیں وہ دوسرے سن کرنا ہے جیسا کہ ان کو بارگاہ قدس میں صرف رہنا ہی نہیں بلکہ (۴) عند قدس وہاں دوسرا بھی ہیں بیٹا و عاشق ان کے زہر فرماں ہیں اور کئی تسمیہ بندہ کو کوئی ایک بات الہام ہوا کہ کرنی ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام ان لانا کہہ میں سے کسی ایک کو کہیں کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت دیا کریم کے الہام میں ہوا کہ ۲۱ ہے اور یہ راق ہے الہام انبیاء الہام اذیاء میں۔ حدیث صحیح میں آیا ہے ان لانا کہہ میں بہن و امسک لہ جائز۔ ہینے ان غایب و بالشر و کفر یہ بالحق و امامہ

انکے باہر دیکھو وہ بدعتی باطنی ملت ہے اور وہ فرقہ کی سرکشیطان کی اور کمال میں القا کرنا ہے اور فرشتہ میں وہ شیطان تو بالیٰ نے اور حق ذات سے انکار کرتا ہے اور فرشتہ کا القاء بھی پر ہمارا اور حق کا تسلیم کرنا ہے (۵) میں کہ جبرئیل میں بھی ہیں۔ یعنی یہ وہی شیطان کونی کی یاد دہانی نہیں کرتا کہ کئی آدمی بھی اس سے پانی

چونکہ کام افغانی کے بندوں میں فتنے میں داخل ہیں۔ ایک جبرئیل علیہ السلام یہاں تک تو ان کے کلمہ بیان فرماتے تاکہ عداوت اور جھڑکائی سے بدرجہ کمال ان میں جھگڑا ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ ان کا اقتدار عداوتی میں بھی از حد ہے اور دنی کوئی اور کجی الی نقد اور مگر مگر بھی فرق ہے۔ ایک تو بادشاہ کو جو بد راغراض کوئی اور کجی کو نقد ہو بادشاہ کا بیٹا ملے اور ایک امیر کبیر بزارہ اور بادشاہ کے کجی کا نقد ہو اور بادشاہ سے فرق ہے۔ اس لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بادشاہ و قدس میں بد راغراض کوئی اور کجی بیان فرمادیا۔ اور وہ بدعتی نہیں ہے۔ اب ان کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ ان کی عداوت اور حق کی اور اسلام کی بدعتی کوئی اور کجی بیان کرنے ہوئے تھے۔ پھر ایسا سچا اور ایک آدمی کہ جس نے تمام عمر بھی بصورت نہیں ہونا۔ کجی کوئی معنی نقد یعنی اس سے مراد نہیں ہوئی جس سے بزرگانہ اخلاقی اور مردانہ ضرب اہل اول و خطاب کی مصلحت و نہ کوئی ایسا بصورت یا نہ تھے کہ جس سے بزرگوں صاحب سر پر انچائی مار دھڑکیوں لگے۔ تو ملاحظہ فرمائیے وہی فوائد کلمہ قلم متوفی ہو رہی۔ عقلائی شان سے بعید ہے۔ جس سے چرھا لے۔ کہ بعد اسی جبر کو بھی اور شاعرانہ ہے۔ و صاحب کجی کے بعد جن کو تہمت اور بدعتی خود بخود (۱) اور ان میں جو ایسی بھولی بات کہ کر صفت اپنے سر پر بصورت لیتا۔ یہ بھی تو عام سے تو کہہ دے۔ یا مائل ہیں۔ انہی کے کہہ دے۔ یا مائل ان سے عقل سمجھتے ہیں۔ پھر جب یہ بھی نہیں تو اس واسطے کہ سچ دہانے میں بھی کوئی کام پائی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ان کو یہ بات پائی تھا کہ آپ نے بھی ہیں جو ان میں بھی مگر ممکن ہے کہ جبرئیل سے آپ نے یہ کلمہ نہ سنا اور جبرئیل کو دیکھ بھی نہ۔ کوئی اور شیطان ان سے کہہ کر کہہ جاتا ہو اور وہاں کو جبرئیل سمجھتے ہوں۔ اس کا جواب وجہ ہے ولقد ادا بلاغی القلوب۔ (۲) (۳) نے جبرئیل کو ان کے مشرقی آواز دیا۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ وہاں کو بھی ہے۔ اور ان میں جبرئیل کا کہہ کر جبرئیل سے عقلائی نے حق اقل اور دیکھا اور یہاں حق میں پر دیکھا فرمایا۔

قول محققین : اعلام دہانت پر کہ حق اقل اور وہی حق میں ہے۔ مشرقی کنوہ بھی کہتے ہیں کہ جبرئیل کا کہنا الی طرف دیکھو خدا اور خدا سے مشرق۔ سنا ایک میدان ہے اور یہ دیکھا اندام دہانت نہایت میں ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ حق اقل کہ بندہ کوئی حق میں کا یہ واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں دیکھا آپ نے خدا میں مشرق دیکھتے تھے اور وہ اور اقرار ازل ہوئی جب کا وہ کہہ دے کہ تو حق اقل سنا دہانت پر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اسطہرہ آئینہ زمین مری پر بیٹھ ہوئے انکائی۔ یہ اپنی اصلی صورت میں نہایت عظمت و جلال کی صورت تھا اور کہہ دیکھا ہوا تھا۔ اس سے بے اور کے ملاحظہ پر تھے تو اس کو حق اقل نے تعبیر کیا اور نہ وہی نقد فی عقل کا قلب غوسوں کو حق اقل حضرت جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم نے انکائی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دیکھا۔ (۱) اس وقت کے کلام۔ حقائق میں نہ لایا گیا اور وہاں سے بعض کہتے ہیں اور دیکھا تھا۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ عالم شل کے واقع ہیں۔ ایک حق اقل جو کہ حق اقل کو دیکھ دے ہی ہوں ہے اور دہانت کوئی اور عالم شہر سے ملی ہوئی اور ان کا جب سے اس کو حق اقل میں کہتے ہیں کہ عالم شہر کے قریب کھنکے کے سب ظہور و افلاک اس میں ہو دیا ہے پھر جنہم جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہ اپنے کلمات کے مستلزم شکل میں انحضرت کو کہہ دی ہیں تو اقل حق اقل پر جسم و شکل مثالی کا لباس پہنے ہوئے نظر آئے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوئے یہاں تک کہ حق اقل کے قریب پہنچ گئے اور عالم شہر نے کہہ دیا کہ آجے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل میں ملے۔ جس میں حق اقل اور حق اقل میں سے حق اقل مراد ہیں اسناد کے طور پر یہ اس لیے کہ وہاں نہیں غائب اہل کشف و شہادت کی نگاہوں میں دہانت کی

مردود میں نمودار دوتے ہیں۔ الحاصل جب آپ پر حقیقہ پیر علیہ تکلف ہوئی اور آپ باہر کی مشہور میں بھی آپ ان کو دیکھتے تھے ولقد
 آواہ نزلہ الخوف عند سدرۃ المنتصر اور سدرۃ المنتصر کے پاس بھی شب معراج میں دیکھنے کے لیے آپ استیجاب فرما کر جنات کا شہر پیدا کر کے
 مکمل فرماتے تھے۔ ہم اپنے وہجرات میں بھی اشتیاء نہیں دے تھے اور یہ محسوسات میں تو پھر اور وہ کام حضرت ابو عبد اللہ علیہم السلام کا تو کیا کہنا ہے
 جن کے سامنے خالق الہیہ کا مختلف ہیں۔

اب ایک شہر یہ بانی رہ جاتا تھا کہ مصلح سے گرفتار علیہ السلام کا من ہوں۔ کامن بھی فیض کی باتیں جنہاں سے کسی کو بیان کیا کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں علی علیہ السلام نے قرآن مجید فیض کی باتیں بتانے میں نکل اور کسی نہیں کر رہا ہے۔ یہ خلاف کلام کا من کے ساتھ آخرت بیان کر سکتا ہے۔ انسان کی سعادت و فلاح کا راستہ بتا سکتا ہے۔ نہ صرف اعلیٰ درجے کے افراد ایک ماہرہ باتوں کی خبر دے سکتا ہے۔ نہ پہلی استوا اور اگلے نصف بطور اسلام کے گزشتہ حالات بیان کر سکتا ہے، جس میں عبرت و نصیحت کوٹ کوٹ کر ہماری ہے۔ نہ آئندہ آنے والے واقعات و ہولناکی کی خبر دے سکتا ہے، جن پر مطلع ہو انسان کو ایک آنے والے زلزلہ کی بجائے اس کے لیے ضروری طور پر تیار رہے۔ صرف دنیاوی معاملات پیش آنے والوں کا کچھ بہ ظاہر بیان کیا کرتا ہے۔ وہ بھی پورا جس ایک بات حق جو سامنے رکھی گئی ہو، انکشاف ہوتے ہیں، رد فرما دیں سے بڑھ کر منافقات غیر دنیا و علیم السلام کا حال ہے۔ برخلاف الہام وغیرہ اور خصوصاً اس وحی کے بذریعہ بریکس ایکن اتنی ہے یعنی قرآن مجید اس میں عوام جس قدر چاہے پورے ہیں اور پھر عالم بیاد ہے۔ اس میں سے بھی بعد و سرودات ثابت ہے۔ باقی زیادہ کر کے عرض ہونے لگا تھا پائے دو چند ہونے لگتی تھی کہ میں کامیابی حاصل کرنے یا نا کار ہونے کا بارش ہونے یا بارش ہونے سے جو مصعب فوت سے دور تھا۔ گرا گیا۔ اس لیے قرآن مجید فیض کی باتیں بتانے میں کسی نہیں کرتا، برخلاف کامن اور اس کے حکام کے کردہ اس باتوں میں کسی کرتا ہے۔ بالکل ہے۔ اس کیلئے اب و مرد اور کسانوں نے لفظ طعنیں کو ٹھکانے سے نہ چاہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ قرآن یا محمد (ﷺ) خوب کی باتیں بتانے میں مستم نہیں ہیں یا باتیں نہیں سنتے۔ گویا جب تک وہ اصل کا نتیجہ ہے مٹی جب وہ ان واسطہ شدہ دسترس ہیں تو مستم نہیں بلکہ جو کچھ ہدایت کی طرف سے روایت کرتے ہیں اس میں شہ ہیں۔ دین مسعود ملو کی بھی یہی قرات ہے اور عائشہ بیضا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا کرتے تھے۔ روایت سیاسی کو دار طعنی نے ان لوگوں اور مانگنے والی قرآن سے خدا سے چاہے جس کے معنی ہیں کہ ان کو شیخ نکس۔ دینی کے پہچانے میں نکل نہیں کرتے۔ اس میں اس وجہ سے مٹی بنتے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور دیکھ جان کر اسے اس بحث کا خاتمہ کرنا ہے۔ کہ لہو ماہو بقول شیطان الرجیم کہ یہ قرآن شیطان نے دیا
 کا کیا ثبوت ملے گا۔ جب تم کہتے ہو کہ قرآن بشریہ ہے تو یہ حکام یا جو کہ یہ ہمہ ائمہ کا کام لیتے ہو۔ سو یہ بھی نہیں کہ یہ کہ انہیں
 کے جانا میں مشہوم ہے۔ انھوں نے جو زیادہ جوت اور ان کو شیطان یا جن عیث کا کام کہتے ہو ان سے انجواب افعال یا فکر کر کے تو یہ بھی نہیں
 تم نو، ان کا کام میں خود کرو۔ کس نے یہ عمل سے درشت پچھانا جانا ہے نہ اوست سے عمل۔ اس قرآن مجید میں بشریہ مطالب ہیں نہ قہید
 باری تعالیٰ ذات صفات بلکہ افعال میں بھی بت پرستی اور وہ جہات پر بھی کی کہ صحت ایسے کاموں کی ترقیب و غیرت سے صدقات و صلوات کی عبادت
 صفت صدقات و جہاد و استیلا و صبر و طہار و خیر و کار و اعانہ کی نوعی ہے کہ صول سے غرت خصوصاً افعال شریعت و فلسفہ و فکر و غور و ادوار

معاہدہ کشاف کیلئے پیش، انتظامیہ کی تیار، اچھا اور سبب الگ کر ان دونوں حصوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ جس اوراد میں اکثر غلط فہمیاں کرنے والے
 ہیں کہ ان کے ہر جہاد جہاد غلط شمار ہے نہ یہ یاد رکھئے اور اس کی جڑ سے نکال دے اور اس کا نام نہیں، اور اوراد بان کی جڑ سے۔ ایک کی تیار اور راجہ صاحب
 علی نے سبب اس کی تیار اور دہشت کی کی جڑ نکال دے۔

مردودہ یعنی اصل ہے۔ دوا لغوت سے مراد پیچھے ہٹنا۔ کام نہ کرنا۔ جس نے اول سال کی شادی کی یعنی نکاح میں آیا اور کہاں سے کوٹھن کی تو اس کا ٹھکانا جنت ہے اور جس نے اس کے برخلاف کیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مقلد حضرت سے مراد وہ اعمال ہیں کہ جو اس نے اول عمر میں کئے۔ دوا لغوت سے مراد وہ جو آخر عمر میں کئے۔ یہ باوجود مسلم کا قول ہے۔ بعض علماء اس کے سنی ہو کر بیان فرماتے ہیں کہ ما بعد سے مراد وہ اعمال ہیں جو اس سے مراد ہوئے اور ما لغوت سے وہ رسوم مراد ہیں کہ جن کی اس نے پیادہ زانی بھی نہیں کاموں کی پیادہ زانی کر دیا ہے کیا ہے۔ تاہم ایک کام ہیں تو اس کو بھی ایسا ہی قرار دیا جاتا ہے جیسا کہ اس پر عمل کرنے والوں کو ملے۔ بھادو اگر ہی بری رسم کا تم کے کیا تھا تو اس کے لیے بھی ایسا ہی قرار دیا جاتا ہے جس قدر کہ اس پر عمل کرنے والوں کو ہے۔ یہ خصوصاً ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس کو طہیضہ سے حاکم نے سہ چھ نکاح کیا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ما بعد سے مراد اعمال ہیں ایک دہ دوا لغوت سے مراد وہ عمل اور ہے جو اس نے دل چاہو کر لیا۔

سوال: یہ واقعہ تو صحیح مراد اول کے ہیں۔ پھر اس وقت تو انسان یا مرد سہ ہوں گے یا قریب مردنی حیثیت میں جتنا ان کو اعمال خیرہ و شر کیہ کر کے معلوم ہوں گے؟

جواب: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متصل بذاتہ ہر انہیں بلکہ دیکھتا رہے جس کی اللہ تعالیٰ پر حاشا اور اعلیٰ صورتانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ۝
فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ كَذَّبْتُم بِآيَاتِنَا ۝ وَإِنَّ
عَلَيْكُمْ لَنُحْظِينَ ۝ كَذَّابًا كَاتِبِينَ ۝ يَكُونُونَ مِمَّا تَفْعَلُونَ ۝

اے انسان! اہم! تم کو کس نے ایسا غریب کر دیا ہے؟ وہی کرنا کہ جس نے تمے بنا کر مجھے بھی بڑی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔ اے انسان! جس نے تمے کو پیدا کیا اور تمے کو عدل سے عطا کیا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔

ترکیب: اگر کسی نے دل اللہ جل جلالہ سے ملنے میں غفلت کی ہو تو یہ سب لکھ کر دیکھ کر اس کی حالت سے تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔ اے انسان! جس نے تمے کو ایسی صورت میں بنا دیا جس سے تم کو دیکھ کر ہر ایک کو تعجب ہوگا۔

تفسیر: جب یہ حالت ہے کہ ایک روز قیامت آنے والی ہے انسان اس روز اپنے ایک دو اہل کا ہاتھ کر کے ہنسنے لگے گا۔ اچھا! تم کو آج اسے ہی آج تم کو خواب خرگوش میں ہے سوئے ہو اور خدا تعالیٰ کی کرمی کے سبب (کہ جلد دنیا میں داخل ہو کر سزا نہیں دیا اور ایک دو کوئی نشتوں سے بھر کر رکھا ہے) نکلیا میں کوٹھن کرنا تو کرنا ہوگا کہ اس کے رسولین سے مطالبہ کر رہے ہو اس کا ٹھکانا جہنم میں کرنا آیات میں کثرت اور ہر اثر اللہ میں ارادہ فرماتا ہے۔ تعالیٰ ہی اللہ انسان ماغولت ہو بلکہ شکریہ کر کے انسان اچھے اپنے رب کریم سے کس نے مغرور کر دیا؟

خدا! بعض علماء فرماتے ہیں کہ انسان سے مراد کافر ہے کیونکہ وہی قیامت کا شکر ہے اور یہ ان کا ریت و اہل و عیال کے لئے کراہی کا لفظ

ہے یا مگر بائیں سے چپ کر لگی ہے یا زردی سے لہر جہ سے بدوشت اسے کر لگی ہوا ہے۔ سو بائیں دایاں دونوں کا اس سب باتوں کی گئی اس ایک جملہ و ماہر عنہا بدھتیں ہیں کر دئی کہ ہر سو یہ بائیں نہ ہوتے پاؤں کی۔ معتر کا نہ سب ہوا اس کا ہر اس جس سے معتر نے یہ بت کیا ہے کہ سلطان کیر و تار کر کے اسے مل بیٹھ جھڑپیں کرتے۔ کہ یہ کہ وہی ناظر ہیں اور کاروں کی بہت آگیا ہے۔ و ماہر عنہا بدھتیں کہ وہ ہل سے غائب نہ ہوں گے کسی لگی نہ لگی جسے جیسا کہ ایک جگہ آیا ہے۔ و ماہر ہوا سحر صفا اس کا جواب امام راہی فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ تہا را تہو و قطعی ہے اور الفاظ کی محرم و اہل قلب ہے۔ مگر اس سے ثبوت کرنا چاہئے اور لکن اس لیے کہ اس حال میں معترف باہم کا معروضاتی میں آئے ہو کر ہے۔ جس شخص ہے کہ یہاں اللہ سے مراد کاروں ہیں جن کا کر چلا آتا ہے جو روز جزا کی تکذیب کرتے ہیں۔ مگر وہی قطعی میں مل جاتا ہے۔ مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اہل کیر و تار ہیں۔ کہ اس لیے کہ پہلے آچکا ہے لولتک حد الکفر العجوب کا کفر ہی کا کر و تار ہیں اس لیے یہ بات کہ اس کا الگبار ہی میں اطلاق ثابت ہیں یہ مسلم ہے اور اگر یہ ملتی تسلیم کر لیا ہو وہ تو ماہر عنہا بدھتیں کے معترف کے لیے ان کاروں میں سے لکھا کا ملو کا کافی ہے مگر اہم غرواف کہتا ہے کہ معتر کا اس آیت سے استدلال فی صحیح نہیں کہ اس لیے کہ یہ کہ وہ خود کسی کر و تار سے وہاں سے نقل نہیں کرتے۔ نہ یہ کہ خود ہوا حقان نہیں لکھا ہے کہ اسویہ ممکن ہے کہ وہ ان میں سے اہل الکفر و تار ہوں وہ اسے ممکن ہے کہ ایک بات کے جو اپنے فضل و کرم سے اس شفاعت سے انکار دیا ہے۔ جیسا کہ احادیث مجوس و غیرہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کے بعد نہ روز کی شدت کے ظہر دے گئے سب کی بوجہ پست و ماہر و ماہر و اللہ کے اسے انسان کو کیا جانتے کہ کیا ہے جزا کا ان؟ مگر اس کا اندازہ کرتا ہے۔ شو ماہر و ماہر و اللہ کے معترف کر لیا جانتے کہ اسے جزا کا ان؟ یہ اس لیے کہ ان کے جس نہ صاحب ہیں اس روز کے صاحب ہے آگے چوکی نہیں مگر ان کی حقیت کے یہ کر و تار ہو گئے۔ اس کے سوا جزا کا سالہ میں عقل میں بھی طرح سے نہیں آسکتا کہ انسان کے حال کیا کر لیا مناسب نکال میں عقلی ہو کر راحت و رنج ہو کر ہوں گے؟ خیر حقیت جزا کر لیا جائے کہ اس لیے وہ ان کی ایک بات پر حق قائم کرتے ہیں جو نہ لولتک نص نفس شناساں روز کوئی کسی کے لیے تو انہی حیات نہ۔ کچھ گاندھائی نہ باب نہ روز کوئی اور اہل قرارت ہو کام کے کا جیسا کہ وہاں شریک ہو جاتے ہیں اور وہی معیت میں کر کش کرتے ہیں وہاں یہ ہوگا۔

فائدہ اضافی گروہ نص گروہ شناساں گروہ تہاں گروہ کے علوم سے یہ بات کہ ای کہ اس روز کسی کا بھی اختیار نہ ہو گا و نیز اس ہودہ نلہ اس روز اللہ کی اختیار ہوگا۔ یہ خلاف دیکھا کہ یوں پر مانی کی حکومت ہوتی ہے۔ آکا کی و کر و نظام پر پادشاہ کی رحمت پر مگر اس روز ہر اس کے اور کسی کی حکومت نہ ہوگی۔ فائدہ ۱۳: اس آیت سے شفاعت کا ذکر جیسا کہ معتر کرتے ہیں شفاعت ہے کہ کسی نے کہ شفاعت اپنا اختیار نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اور نہ سے تم سے ۱۴: وہی دوسرے ہے۔

(۱۴: وہی دوسرے ہے۔ جہاں میں پست آیات ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيْلٌ لِّلْمُصْطَفِينَ ۚ اَلَّذِينَ اِذَا اَلْتَسَاوَا عَلٰى الشَّيْءِ يَسْتَفْتُونَ ۚ وَ اِذَا كُنُوْهُمْ اَوْ وُزِّرُوْهُمْ يُعْمِرُوْنَ ۚ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۚ يَوْمَ عَظِيْمٍ ۚ

خدا کے حالات میں بھی جیسے کہ لکھ کر قیامی ہندسہ کے قوس میں لکھنا کی گئی۔

قرآن مجید المصطفیٰ لکھ کر معوضون لیوہ عظیمہ یہ جو اس کی لکھ کر قرآن مجید کی کرتے ہیں یہ لکھ کر قرآن مجید کے تحت اور معیت کے لئے لکھ کر ہوتا ہے۔ لکھ کر میں حاضر ہوا ہے؟ گوہر ان کا کیا کارائش کی تھی اور نہ ت کا کل میں اور قیامت کے دن میں کفر سے ہونے کا انکار کرنا ہے۔ گورہان سے انکار نہ ہو روز جزا اس کفر سے ہونے کا دل میں یقین رکھنا، گورہان سے یہ چوکی سرزد ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ ان کو اپنے اعمال کے وزن اور قول کا خیال نہیں کہ کفر میں ہوتا ہے۔

وہ ان کیسے ہو کہ وہ جو ہر جہاں سے بے ایمان ہیں انہوں نے کہا کہ جس میں تمام لوگ سب عالمین کے لئے کفر سے ہوں گے اور لکھ کر عالمین میں اور ہے کہ کوئی کے حقوق کا انصاف کرے گی۔ یہی وہی وجہ ہے کہ اس کا کھٹکنا ہے اور نہ ہی ہفت اس روز غلوں کے بدلے لینے پر مرکب ہوں۔

حقیقت میں بغیر سرگزشت کی بات قہارے والی اور کوئی چیز ہے تو کیا خیال ہے۔ وہ نہ کام وقت کی قانونی ہندسہ اور کوئی ترتیب و ترتیب بائیں نہ کوئی جیسا کہ آج کل ہم لوگوں میں یہ لکھ کر اور خیانت کا زیادہ رواں اس لیے دیکھتے ہیں کہ قیامت کا قاعدہ نہ کہ ہوتا ہے۔

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُتُورِ لَفِي سِتْرِي ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَخْفَى ۚ كِتَابٌ مُرْقُومٌ ۝

وَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُمُونَ بِآيَاتِنَا ۚ وَالَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِتَابُ الْفُتُورِ ۚ وَلَا يَنْفَعُهُمْ كِتَابُ الْفُتُورِ ۚ

مُضْطَرِبِّ أَتْرَابِهِمْ ۚ إِذَا نُفِثَ عَلَيْهِمُ الْأَسْقَابُ ۖ فَإِذَا هُمْ كَالْعُتُوبِ ۝

نہیں کہیں ہندسہ کا روز ہم نہیں ہے اور اسے صاحب انہوں کو ہاتھ ہے یا ہے ہمیں نہ لکھ کر ہندسہ والوں کی نہ کہ ہندسہ کے دن کو لکھ کر ہے اس کی کوئی جگہ بھی ہے خود سے بڑھ کر ہے۔ یہ لکھ کر اور کوئی ہندسہ والی ہیں اور نہ ہے اور نہ لکھ کر ہندسہ والی ہیں۔

ترکیب : کہہ الا کثروں علی انھما کہ روز قیامت میں اس کی لکھ کر اور کوئی ہندسہ والوں کی نہ کہ ہندسہ کے دن کو لکھ کر ہے اس کی کوئی جگہ بھی ہے خود سے بڑھ کر ہے۔ یہ لکھ کر اور کوئی ہندسہ والی ہیں اور نہ ہے اور نہ لکھ کر ہندسہ والی ہیں۔

۱۔ کہوں

۲۔ حال ہے اور قیامی ہندسہ کے قوس میں لکھنا کی گئی۔

رواج غیث اس ہاک بدن سے نکل کر اوجاچی سر اور غراب کی جگہ ملے۔ تب وہ اس کو کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس سے ہر ہوتی ہے جس جگہ سے لے کر گزرتے ہیں وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں یہ کون دوج غیث ہے؟ تب وہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں ہے، م سے یا م نے ہیں۔ پہلے آسمان تک لے کر آتے ہیں اور وہاں چھوڑ دیتے ہیں مگر اوپر چڑھنے کے لیے روزانہ نہیں نکلتا اس مقام پر نبی ﷺ نے چارین نامی لائقہ لہر انوبہ السماء ولا یدخلون الجنة حتی یدخلوا جہنم فی سحر الخیاط کمان کے لیے آسمان کے دروازے نہ ٹھہریں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اوت موئی کے تے میں گزر جاوے تب ہندوستانی فرما ہے کہ اس کا نہ مچھیں میں نکلوں۔ سب سے پہلے زمین میں تب اس کی دروازہ پر سے پیچے پھینک دیا جاتی ہے اور اس مقام پر آنحضرت ﷺ نے پارتہ بڑی وصی یثرب ہائے فکا لہا عر من السماء اذ یہ کہ جس نے اللہ سے شکر کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا ہے تب جہنم میں اس طرح غریب سے غراب ہوتا رہتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد دوج کو غیر راقی ہے ہوراقی کو غراب و ثواب ہے جس میں ہاں پڑا رہتا ہے اور یہی معلوم ہوا کہ جہنم بحر ہوس کا قید خانہ عالم ہستی میں ہے اور وہاں نام گھنے سے یہ مراد ہے کہ ہاں دوزخ رہتا ہے جہر کہ مثل خانوں میں تیرہوں کے لیے مقرر ہوا ہے اور جب کوئی قیدی آتا ہے تو اس کا نام اس میں کھلایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اس جہنم کو دوزخ کی جگہ بھی کہا جاسکتا ہے نہیں اور یہ دراصل قید خانہ دہلیکین جس کا ذکر اعلیٰ آیتوں میں آتا ہے۔ عالم بلا میں ایک نہ فرما اور فرحت کی جگہ ہے۔ قیامت تک وہ جہنم میں پھر جہنم میں اور تک نہیں میں اور پھر دوزخ میں رہیں گے مگر جہنم کا بیڑی جگہ ہے جیسا کہ ظہن جنت کا بیڑی مقام ہے۔ حضرت رجا علیہ السلام نے بھی لکھن اور ظہن کا کھکھ حال بیان فرمایا ہے چہ چہ پھیل لہا کے سلاو میں اب میں حضرت کا یہ قول معقول ہے۔ ۱۹ ایک دستند تھا جلال اور عین کچر سے پہنچا تھا اور روز شان و شوکت سے عین کرت تھا (۲۰) اور ۱۲۴ ایک غریب آدمی جو اسور سے ہجرت تھا جس کو اس کی بیوی بڑی پر زال جانتے تھے۔ ۱۲۱ وہ اور دوزخ لکھا تھا کہ ان لوگوں سے جو دستند کی پر کرتے تھے پتا میں ہرے بکے کچ آگے اس کے کھاڑے تھے۔ ۱۲۲ دینا ۱۱۱ ایک دوزخ میں گیا اور فرشتوں نے اسے لے جا کر ابراہیم کی گود میں رکھ دیا کہ اس لیے کہ عالم راحی میں اور اوجان سے علی حالت میں رہتی ہیں۔ یہ کاماں کے بہرہ ہے اور دوزخ میں گیا اور کازا گیا۔ ۱۲۳ اس نے دوزخ کے دینے ان غراب میں ہر کے اپنی آنکھیں کھلیں اور ابراہیم کو دوزخ سے دیکھا اور اس کی گود میں خضر کو اور اس نے پکڑے گا کہ اسے باپ ابراہیم کھ پر ہم کر اور دوزخ کو کھینچ کر اپنی جگہ کا سرانی میں بھگو کے میری زبان ٹھٹھائی کرے کیونکہ میں اس کو میں ترہا ہوں ۱۲۵ اب ابراہیم نے کہا اے بیٹے یاد کر کو تو اپنی زندگی میں بھی جڑی نے پکا اور خضر زنی جڑی میں سوہ لکھی پاتا ہے اور ترہا ہے۔ ۱۲۶ اس سب کے ۱۲۷ سے فرما دے در میان ایک بڑا گڑھا حال ہے کہ ایسا کہہ دے جو یہاں سے تہارے پاس جلیا چاہتا ہے ناںکھیں اونہ سے لوگ جو وہاں ہیں اس پار ہمارے پاس آنکھیں۔ ۱۲۸ تب اس نے کہا اے باپ تیری سنت کرتا ہوں کہ تو اسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ ۱۲۹ کیونکہ میرے باپ کا بھائی تھا اس کا نام پوچھیں دے ایسا نہ کہ وہ بھی اس غراب کے جگہ میں آویں۔ ۱۳۰ ابراہیم نے کہا ان کے پاس سوئی اور انہما ہیں چاہیے کہ وہ ان کی آسمان۔ ۱۳۱ اس نے کہا انھیں اے باپ ابراہیم پڑا کر کوئی مردوں میں سے اللہ کے پاس تو وہ توبہ کریں گے۔ ۱۳۲ اس نے کہا کہ جب وہ سوئی اور یہاں کن نہ سننے ہیں تو مردوں میں سے آکر کوئی انھیں کر جاوے تو اس کی کب تکس گے۔

یہاں سے یہ باتیں معلوم ہوئیں (۱) یہ کہ مرنے کے بعد غراب و ثواب ہوتا ہے اور ہر طرح کا غراب پاتے ہیں اور تک راحت اور اسی کو شرع میں کسی قبر کا غراب و ثواب کہتے ہیں (۲) یہ کہ کیلونا کا مقام بالاتر ہے جہاں دور سے ابراہیم کو دیکھا اور ان کے پاس خضر کو بھی اور اسی کو شرع میں ظہن کہتے ہیں اور وہاں کا مقام ہستی میں ہے جہاں ترہا ہوتا ہے۔ اس کو جہنم کہتے ہیں جس نے

خانہ سے لکھا مشکل ہو (۳) مرنے کے بعد دنیا کی باتیں اور اپنے اقدار کی عزت اسی بات پر مبنی ہے اور سب کو جانتا ہے (۴) مرنے کے بعد یہود انعامات میں آتے ہیں ان کی حضرت موسیٰ اور دینار انبیاء علیہم السلام نے بھی خبر دی ہے جو عرب کے زندہ ہو کر واپس جا کر غیر دیے سے زیادہ مستحق ہے۔ (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام روحانی باپ ہیں اس لیے اسلامی ان پر بھی نماز میں درود بھیجتے ہیں۔ فرماتا ہے وہیل ہو صنف للہمکین کما روزہ جی جس روز کہ بدکاروں مگر جن میں داخل ہوں گا اور دن بہت دور نہیں مرنے کی دیر ہے (۶) جملہ مسلمانوں کی بڑی قربانی ہوگی جو اہل باطن کو آج دنیا میں جملہ نے ہیں۔ بعض تو اہل فانی ہی کہیں مانتے۔ کہتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں آپ ہی پڑ گیا پیدا ہوتی ہیں آپ ہی مانتے جاتی ہیں۔ خود صرف ایک واک بات ہے جو دن سے کافروں میں پڑی ہوئی آئی ہے۔ یہ طہارت کل فرشتہ میں بہت ہیں۔ خصوصاً کے چند عرصے جن کی خطبہ میں روز بروز بتائی جاتی ہیں ان کو تاریک گڑھے میں داخل رکھا ہے۔ بحران میں کوٹھلی ہیں جن کو نیچری کہا جاچکا ہے اور کچھ بڑی اور بادی ہیں اور کچھ خانی ہیں کہ سب باتوں کو جہات و خیالات ہی کہتے ہیں اور بعض خدا خانی کو تو نہیں جھٹلاتے اس کے تاں ہیں مگر بحران کی معائنہ تو حید از جزیرہ اندر کے منکر ہیں۔ مگر کسی نے قہر سے اس کے اور اگر افسوس کر کر کے یہاں کے ہیں جیسا کہ مشرکین عرب و مشرکین ہندو اور فرقہ فوجی مگر کسی نے خدا خانی کو کلمات پر تو جس کر کے اس کی ذمہ مقدس کے حصے کر ڈالے ہیں جن کو کافرم کہتے ہیں باپ پوتا روح القدس۔ مگر اس کے توجہ میں کیا کہا تھا مانتے ہیں۔ کہیں ریاضات سے اور خلعت اور شکل سے ثابت کرتے ہیں۔ بعض گردن جو کچھ مسلمانوں کے علوم سے واقف ہیں۔ سمجھے ہوئے ہیں اس کو تہذیب اور عزت کے قالب میں ڈھالنے میں اور صرف کرام کے اقوال و اشعار سے عامہ کو دھوکا دینے کے لیے سعی کرنا کرتے ہیں حالانکہ تہذیبات کو سمجھنے و عزت سے واقف نہ ہونے سے آگاہی مگر پورے ہیں اور ان کی اس وسیطی سے جو تحقیق اہل اسلام کے نزدیک قابلِ تنسیخ ہے ان کی خوب تدروائی کرنے میں اور بعض نے جملہ اصولِ شہاد میں کوئی نہ کیا ہے اور ان کے پیروان کرنے سے اس کو عاجز نہیں ہیں جیسا کہ فرقہ آریہ بعض نے حضرت انبیاء کو بھندہ دہکشی کی کوئی نہیں مانتے نہ نبوت کی کچھ ضرورت سمجھتے ہیں جیسا کہ فرقہ آریہ اور برہمن اور بعض دنیا کو کو مانتے ہیں لیکن غالب غافل کہیں مانتے جیسا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو نہیں مانتے اور یہی مانتی حضرت محمد ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہ سب کلمہ ہیں جن اور ان کے سوا یہ سچہ قدرت کے منکر بھی کلمہ ہیں جن جو پروردگار میں اس کی قدرت کے کرشمے دیکھتے ہیں پر نہیں مانتے اور قیامت ہو کر اور سزا کے سحر تو کلمہ ہیں جس سے بہت خیال سے کلمہ ہیں۔ کسی لیے کہ دل کھول کر بدکاری کرنے کا یہ عمدہ ذریعہ ہے اس لیے انھوں نے کلمہ ہیں جس سے ایسی گروہ کا ذکر کرتا ہے قتال للذین یسکتون ایومہ الذین وہ کلمہ ہیں جو وہ دنیا کی تکذیب کرتے ہیں اس کو نہیں مانتے اس لیے دل کھول کر بدکاری کرتے ہیں۔ اس معنیوں کو اس جملہ میں بیان فرمایا ہے وہاں تک کہ یہ ہر ذریعہ کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گرا ہوا ہو بدکار ہے۔ اس کی یہ سرکشی اور بدکاری وہ جزا کے خیال کو بھی دل میں نہیں آئے دیتی۔ جیسا کہ عرب کے بت پرست تھے اور اب یورپ کے پیش پندہ حرام کا بدکار لوگ ہیں۔ انسانی علیہ آہنا قل اسطیر الذلین جب ان کو ہادی آجی سنائی جاتی ہیں انھوں نے وہ کہ جن میں سزا کا حال ہے تو ان انھوں میں اڑاتے اور کہہ دیتے ہیں کہ یہی کہناں ہیں یوں ہی کہتے چلے گئے ہیں کسی نے دیکھ ہے۔ آج کل حکم انگریز کی اثر رکھا جاتا ہے کہ انہوں سے جو انھوں کے خیالات ان کے دل پر نقش کئے جاتے ہیں اور کسی قدم خود بدو کے سر سے نکھائے جاتے ہیں تو وہ الہامی باتوں سے حسرت کرتے ہیں اور مرنے کے بعد جزا سزا کے قابل نہیں رہتے۔ مگر وہ خوب سے خوش اور زکا کاری کرتے ہیں۔ پاک ناپاک مثال و حرام کی کوئی خبر نہیں کرتے۔ قربانی کی شرع نہیں کی کسی لیے کہ جگہ ہو چکی ہے۔ آگ

[illegible]

بعض مشرقین معتقد تھے سر اوقالی لینے ہیں نہ پینے کے بلکہ شکر سے ان کے منہ خوشبو دار کئے جو دین گئے۔ جیسا کہ کھانا کھانے اور شراب پینے کے بعد ہانہ والا ہوجاتا تھا۔ جس اور یہ اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہاں جیسا کہ انکی خوشبو دار فرست خیر چزی ہیں جو اسے لی جس کو شکر سے تھپہ ہے۔ واضح ہو کہ یہاں تک ابڑا شراب انکسین سے نکلوا جاتا ہوتا ہے کہ جو خرقوں پر بیٹھے ہوں گے۔ شراب در حقیقت چکس گے۔ یہ شراب در حقیقت عجیب خاص ہے جو ہاں میں شرب وہ لی کا ملاؤ جنس رکھتی تھی۔ اس سے ہنٹ میں وہ شراب خالص میں کر ان کے رنگ و بڑ میں مرابت کرتے تھی۔ گر یہ شراب در حقیقت تقسیم ہے جو خاص مفرین کا حصہ ہے جیسا کہ آگے آئے کہ مرہ ہے۔ اس لیے اس در حقیقت بھی انکی تقسیم ہے کہ ملاؤ ابڑا ہے۔ جیسا کہ وہاں میں شراب میں شگاب و لبر و پیڑیں سا کر پچے ہیں اور کہ اس لیے کہ در حقیقت وہ فرحت و شادمانی ہے جو سوز و رات عالم سوئی کے ملائکہ سے ہوئی جیسا کہ نہ لیا میں یہ جامعہ امور و محسنات کے ملائکہ سے حاصل ہو چکے تھے اور یہ ایک نہایت عمدہ تدبیرت کو اس کے حاصل کا آئینہ کجھ کر شادمانی کرتے تھے۔ اسی طرح اس جہان میں ان کو ایک شراب خالص پلائی جائے گی کہ جو وہاں کے جو سب موجودات کو ملائکہ کر کے ان میں اس کے جمال و انکسار کا مشاہدہ کریں گے اور نہایت شادمانی ہوگی۔ مختلف تقسیم کے کردہ خاص ذات حق سے مشہور کے لیے یہ انداز اس کے کہ موجودات کے آئینوں میں حقیقت دکھائی جاوے گی۔ اس لیے اس شراب میں سے بھی کبھی جن کو شکر سے گا کر یہ بھی ذات ہے کہ کا مشاہدہ کریں گے کہ اس کے بعد فرماتا ہے وہی فلیتنا انس استغناون اور مایے کر لچے نے فالے اس پر لچے بھی اور اس کی آرزو اور خواہش کریں نہ کہ وہ اپنی نعمتوں کی جو حکومت سے غالی نہیں اور

آنحضرت ﷺ کیا کرتے تھے جبکہ صحابہ کرام میں کفار کی ناقابل برداشت ایذاؤں کی حمایت کرتے تھے۔ گویا یہ وہ قوم تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا رسول مقرر کیا تھا۔ ان کے برکات و فتوحات ہر مشہور تھے و پندار یہ توجہ سورت کے شانہ نزول سے زیادہ ترجیحاں ہے۔ واللہ اعلم بہر احوال۔

الغرض ان تینوں جزوں کی قسم کھانے کا یہ فرمایا ہے۔ اس میں خلا کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ بات جس پر قسم کھائی اور جس کو جواب قسم کہتے ہیں مکہ مذہب ہے۔ حق وقت کے کاٹھن اپنے ذوقی سینہ و طریک کا کام سے خوب کھجے تھے۔ بلکہ کسی نے کہا وہ ایمانداروں کا دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا اور عسکران کا ہر دھوکا کیلئے اسی کے قریب قریب کچھ اور فرمایا ہر طور و حال ایک ہی ہے اور یہ غیب کی ہے کسی لیے کہ کلام میں بعض اوقات قسم کھاتے ہیں اور وہ بات کہ جس پر قسم کھائی تھی ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس کو مخاطب و معظم خوب جانتے ہیں یا اس کے خفا میں کوئی مصلحت ہوتی ہے۔

دیکھ کر اصرار مانتے ہیں کہ وہ بات جس پر قسم کھائی تھی ہے اسی سورہ میں مذکور ہے مگر بعض نے کہا وہ ان بطنیوں و بنی نضدہ و غیہ ہے اور بعض نے کہا یہ جملہ قتل اصحاب الا بعدہ اللہ ہے۔ چونکہ کلام الہی سب معانی پر حاوی ہے ہر احتمال و درست ہے فقال قتل اصحاب الا بعدہ انشاء طاہریت ہوئے (ایمانت ہو جاویں) کو کئی آگ سے خدقوں کے بھر دے والے۔ اذات القودہ آگ بھی کسی بھی انداز میں وہی بطنی بہت تیز ہے چوڑے گڑھے کھود کر کہن میں لگایاں بھری تھیں اور آگ لگادی تھی۔ جب شعلہ زلنے لگی تو ایمانداروں کو ان کے وہ ایمان سے باز نہیں کرتے تھے تو اس کو کئی آگ میں بکھر بکھرا لے لے تھے۔ لکھ عیہا بعدہ اور خود ان خدقوں کے کناروں پر بیٹھے ہوئے وہ علی علیہا یطوفون و یسجدون و یسجدون و یسجدون جو کچھ ان کے دروں سے کر رہے تھے اسی کا نشانہ دیکھ رہے تھے۔ ان کے ترپے اور بیٹے پر خوب طعنے لگاتے تھے (اس ٹھکر پر ٹھوکر بھی ٹھاکہ ہے) یہ عالم کہ مشہور و مذکور ظلم میں ان کو ایمانداروں کو یہ سزا کی چڑی ڈال دینی تھی و غیرہ و زائر کے سب نے شکیلا ملک و دعا دعوا منہد الا ان یؤمنوا بالکفر العزیز العبد صرف اسی لیے ہر اسی حرم میں ہر سزا کی جان تھی اور ان سے بدلہ لیا جا رہا تھا کہ وہ اپنے ذمہ و مست و مستور و مصلحت پر ایمان لائے تھے لیکن ایمان لانے والا امر ہزارہ یا کفر تھا۔۔۔

لجوج قریب کن یا فیم از غیب غریب
کہ ایں متحول راجز ہے معانی نیست قصیر

اور ایمان بھی کس پر اللہ پر جو تمام مخلوق کا خالق و مالک ہے وہ اس پر زیر دست بھی ہے۔ منکبوں اور ترانہ کنوں کو چاہے تو ہم ہر میں خاک میں ملا دے۔ اس بات کا بھی کچھ ذلیل نہ کیا اور وجہ بھی ہے تمام غویاں اس میں ہیں۔ از انجملہ عدل و انصاف جو بھی ہے سو اس بات کا بھی خیالی نہ کیا اور وہ ایسے ظلم و ستم پسند نہیں کہ اگر یہ بھی نہیں کہ اس کے بندوں پر یہ ظلم ہو۔ اس کو خبر نہ ہو کہ وہ اللہ علی کل شے مہربان ہے کہ اس کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں۔

اصحاب الا بعدہ کوئی شخصیت | اب وہ باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ وہ اصحاب الا بعدہ و کتبیں نے آگ کی کھنڈیں کو کھادی تھیں ایمانداروں کو ہر ایمان آگ میں لٹا دینا کون کوٹ تھے کس ملک میں ہر کس زمانہ میں تھے اور ان کو کیا وجہ تھی؟

نتیجہ عمل نے کہا کہ یہ واقعہ تین جگہ ہوا ہے۔ ایک یثرب میں جو ملک یثرب میں واقع ہے اور ایک بارشام میں اور ایک بار فارس میں۔ لیکن میں ان دونوں نے کھانیاں کھدو کر آگ سے بھردی تھیں۔ ان میں ایمانداروں کو ان کے حرم میں ڈال دیا تھا۔ تمام بھی اسیوں روئے نے ایسا ہی کیا تھا۔ دس میں بخت نصر نے اسی کے بعد میں دنیاں طبعیہ السلام تھے۔ ابن احمد و ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جوشہ میں بھی ایک بار واقعہ لڑا ہے۔ ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ واقعہ میں اسرائیل میں لڑا ہے جبکہ ان

میں بہت برقی کار کا راجہ اور انہوں نے ہندو مت کو ایمان سے روکنا چاہا تو خندقیں کھدوائیں اور ان میں توگ جھاڑیں اور بہت کوٹھڑا کر دیا اور ہم کو پاک تو اس کو چھو نہ کرے اس کو آگ میں اُس ویادے۔ مگر ان آیات میں ان میں سے کون کسے واقعی کی طرف اشارہ ہے؟ باطنی فکر کی معظم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نے جو محسوس کیا تھا اس کی طرف اشارہ ہے کہ لے کر اس واقعہ کو چاہتے تھے اور اس کے دیکھنے والے بعض حلقہ آغوش حضرت عثمان کے مہذب پائی تھے اور فریض کو اس واقعہ سے محبت دلائی گئی کہ وہ بھی اصحاب الاہلہ کی طرح فریب ایمانہ رواں بہ ظلم و ستم دھاتے تھے۔

مسلم نے اپنی بیگم کے اخیر میں اسی طرح لکھا ہے اور اس واقعہ نے اس کے لیے صیغہ روئی دہن سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ان نغول میں باہم کسی قدر ملاحظہ و مطالب میں کیا نہ داتی ہے مگر ترمذی نے جو نقل کیا ہے اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں کہ نبیؐ بادشاہ اور اس کے ہاں ایک بڑا کھانہ تھا۔ اس نے ایک روز بادشاہ سے کہا کہ میری عمر اخیر ہوئی۔ آپ کسی چیز دینی لڑکے کو میرے واسطے فرمائیے کہ میں اس کو اپنا بیٹا سمجھ کر چوں جب ایک ہوشیار لڑکے کو چھین لیا۔ اس کا نام کے پاس آیا چاہا کہ ہندو اور مسلمان میں ایک واسطہ ہے اپنے مسودہ میں ہا کرنا تھا مگر راوی کہتا ہے کہ اس مہذب واسطہ لوگ صلی اللہ علیہ وسلم نے برحق تھے بلکہ کامیاب سے بھی ملے لگا۔ واسطہ نے اس کو دین حق اور جو حقیقت تعلیم کرنی شروع کی اور لڑکا ایمان لے آیا۔ کھانے کے پاس آئے میں دیر ہوئے گی نہ اس کے گھر والوں سے کہلا بھیجا کہ یہ کہاں رہا کرتا ہے۔ میرے پاس تم آتا ہے۔ گھر والوں نے کھانا کھانے سے اس بات پر اس کو اور بیت شروع کی۔ ایک روز رستہ کا ہوا تھا کسی مہذب چادر نے۔ کھانا کھا۔ بعض شہنشاہ کرتے ہیں کہ وہ شیر تھوڑا کھلے۔ کتے میں واسطہ چھوڑا۔ لوگ کے کھانے تھے۔ جب اس لڑکے نے ایک جھڑک کر یہ کہا کہ اچھی اگر واسطہ ہے۔ کی بہت حق ہے تو میں سوال کرتا ہوں کہ اس جھڑے یہ سوزی ہوئے۔ یہ کہہ کر اس نے جھڑک چھوڑا۔ اس سے وہ سوزی ہوئی ہوئی مر گیا۔ لوگوں میں چرچا ہوا اور لڑکے کی بڑی تعریف ہونے لگی۔ یہ شیر و من کر ایک اور واسطہ لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ تیری اچھی دیکھیں، اچھی کر دے تو میں تجھے یہ کھوں۔ وہ فائدہ بادشاہ کا واسطہ تھا۔ لڑکے نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ صرف یہ کہ جو تجھے چھو جائے۔ تو تو اس پر ایمان لے۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ لڑکے نے وہ کی تو اس کی اچھیں روشن ہوئیں۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو بہت پرست تھا اس نے اس سب کو دیا اور اس فائدہ سے اور واسطہ کو دے سے چھوڑا اور لڑکے کی بہت عہدہ کی اس کو ملائی چھوڑی سے شروع۔ جب شاہی لوگ اس کو اوپر لے گئے تو وہ خود کو کمر کر کے اور لڑکا بچا رہا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ میں کو کشتی میں سو کر کے دیا میں نے جا کر غرق کر دوں گا میں بھی شاہی لوگ قذیب کے اٹھ کر لڑکا سلامت لے آیا۔ تب لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھے بھی نہیں دیکھیں گے مگر اس مذہب سے کہ مجھے سون پر چڑھا دو اور یہ کہہ کر کہ واسطہ ہذا اظہار (اس لڑکے کے رب کے نام سے) میرے تیرا دے۔ بادشاہ نے ایمان نہ کیا۔ لڑکا مریا۔ اس کی کھینچوں میں تیرا گھر مرنے وقت میں نے ان پر ہاتھ دھر لیا۔ بادشاہ سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ان تین نفوس کو تو ہانک لیا جو آپ کے مذہب کے برخلاف تھے مگر آپ کو سب لوگ آپ کے ایمان کے مخالف ہو گئے لڑکے کے رب پر ایمان سے آئے تب بادشاہ نے حکم دیا کہ خندقیں کھودو اور ان میں لکڑیاں بھر کر آگ لگا دو اور لوگوں کو کھڑا کر کے حاضر ہوں اور کہا جائے اس دین سے تم میرے دین سے اس کو آگ میں ڈالتے جاؤ۔ تب شاہی کھڑوں نے ایمانہ رواں کو آگ

۱ کانن مودکر جی واسطہ پرست جی واسطہ سے مراد نہیں ہے اور بادشاہ سے مراد انہوں نے لکھا ہے یا انہوں کا کہہ کر مگر مادیات میں رہا ہوں سے اصل قصہ میں فرما کر داشت ہوئی کسی کے لیے کہ کھن، دانت میں یہ کہہ کہ وہ ان کا بادشاہ ایمان لے آیا۔ اس سے نقل نہیں کیا بلکہ دوسرے بادشاہ سے جو انہوں نے ہے۔

بھول گیا تھا وہ سچ، لیکن کیا خوب کہا ہے عارف جانی نے

نورِ عشقتِ خیر۔ بہت کم اے وہ

وہ نہ خاموشی کہ ایں شور و فغان مجھے نیست

مگر پھر نہ کہ ایک ذرہ بچا ہے خیر اور کتنا اس لائق نہیں کہ دس کی مران میں لگا دیا جائے بلکہ جس کا دل یہ ادا کیا ہو نصیب
تو کہ وہ اس سے فائدہ مند ہوگا جس نے اس کے بخیر دیا کہ امن نصبت اللہ کر فی کما رآپ پہ سمجھیں کہ کفر نفع دے گا۔

شہد! آنحضرت ﷺ پر فرض تھا کہ سب کو نصبت کریں خود کوئی اسے نہ مانے۔ اس کو کتب و یاد نہ ہو کہ اس لیے آپ تمام غلظت کے لیے
بادی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مگر یہ قیدیوں کا فی کما کر دے کر کتب دے کر کیر کر دے؟

جواب! پہلے اور دیکھیں فرق ہے پہلے عام ہے وہ ایک حکم کا پہلا دینا ہے خواہ کوئی اسے نہ مانے۔ جو نہ اسنے اس پر بحث فرما کر
جہاں کی اور دینی نہ کیر جس کے معنی ہیں یاد دلانا یا سمجھانا۔ وہ یہ ہے کہ یہ قصص پہلے جانتا تھا اس کی ضرورت میں یہ، جس میں علق و موافق
سے بھول گیا تھا۔ اب اس کو کہہ کر یاد دلانا ہے کہ یہ چوتھی سچاؤ کو علم ازلی سے معلوم ہے کہ اس کو نہ کیر فائدہ دے گی۔ یہ اس عداوت سے
ہے۔ عارضی کر ہی اس پر ظاہری ہو گئی ہے۔ فغان کو نہ کہ وہ اسے کسی لیے کہ پڑائی کر دے مگر وہی نہ رہا تو کچھ گوارہ دے دے کہ آپ
اپنے طور پر اس سے جس کے لیے نہ کیر کو مفید دیکھیں تو نہ کیر کریں مگر نہ جانتا تھا اسے اسے اسے اس لیے کہ ہے۔

بعض علماء نے اس شہد کا یہ جواب دیا ہے کہ سنی عبارتوں میں ہے ان نصبت الذکر فی الاولیٰ ذلک کہ خواہ فائدہ دے یا نہ دے
آپ سمجھا دیں مگر دوسرے نے تو حد ف کر دیا گیا کہ معلوم ہو کہ تصور اصلی قطعاً تھا دینا ہے اور بعض نے جو جواب دیا ہے کہ کسی شے کو کون
چیز پہ معلق کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جب شے کو جس پہ معلق کیا ہے نہ ہو تو یہ بھی نہ ہو سکتا ہے کہ ایک شے کے چند اسباب ہوں۔ ہر
ایک کے پائے جانتے سے یہ شے پٹی جانتے اور ان میں سے ایک کے وجوہ پہ معلق کی جائے اور یہ نہیں کہ جب یہ موتی شے ہو تو کسی سے
اس کی افست و مر اسب پایا جاتا ہے۔ بعض نے جواب دیا ہے کہ یہ ایک صحیح اور وہی بات ہے کہ کسی کام کو کسی فائدہ سے اور تصور اصلی سے معلق
کر دینا ہے تو اس جب کسی شے کو کام دے کہ آپ علاج کیجئے اور علاج سے شفا پاتے دیکھیں اور صورت یہ ہے کہ علاج ہر حال میں اگر فائدہ
ہے۔ اب یہ بیان فرمایا جاتا ہے کہ نہ کیر کسی کو کتب دے گی اور کون اس کے کتب سے خود بہرہ لے گا۔ قتال سید کو من یعنی اس وقت
نہ کیرتے وہ بہت جلد سو جہاد کے کہ جڑ دے گا۔ اس شخص کو کہ نہیں قسم کھاتی ہیں ایک اور جو اور آخرت کو راہی لیں جڑ دے گا کہ اس
قین۔ اور وہ کہ نہ کیر کسی جڑ دے گا۔ مگر یہاں بلکہ ضرور دیکھی ہیں۔ پھر انوں قسم کے کتب دے جاتے ہیں۔ دل قسم کے تو خوب ہی دیتے ہیں اور قسم
دہم کے بھی بولناں کے سامنے طلبہ آخرت کی تصویر کھڑی کر دیتی پانی ہے تو وہ بھی وارم نے میرا۔ ان دونوں فرقوں کو اس میں شامل کر لیا
کیا۔ پھر افریقہ وہ ہے جو مکر اور خف و حاد ہے! عثمانی کر دے چنانچہ اس کی نسبت میں فرماتا ہے۔ وہ پہنچنا اللہ تعالیٰ کا اس نصبت و نہایت
سے بہت زیادہ اشیاء وہ ہے کہ جس کے اعلیٰ تراب ہوں لیکن اس کا دوست ہو اور اس وقت ہے کہ جس کے اعتقادات کی جڑ ہوں۔ پھر
اور یہ کسی اور عداوت یا کسی کی تحقیر سے ہیں تو یہ بھی سمجھانے سے کچھ جاتا ہے اور آخرت سے انکار کرنے کی مشاقی کرتے کرتے اور بہت
بھری اور عثمانی کرتے کرتے ایک ٹکڑا دیکھ پڑا کر دیا ہے تو یہ اس کا ہے۔ اس کے حق میں آیا ہے نہ لایعہ لایکات والندو اس میں ملد انہی
سے کہ مراد ہے۔ اس کا انجام بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یصلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ جڑی آگ میں جڑے گا اور جی کی آگ صغریٰ اور وہاں کی
آگ کہ کہی ہے یعنی سخت سوزش والی اور پھر جہنم میں جہنمات ہیں۔ ایک سے ایک جڑا۔ یہاں جو یہاں اٹھتی یعنی بدعتی ہے اس کے یہ وہاں
آگ بھی بڑی ہے۔ یہی شقاوت آگ کہ بن جاتا ہے کہ اعلیٰ ذہانہ مجرد دنیا کے مصائب ناقص ہر ارادت سے موت و شکار کی کرتی ہے۔ اسی

لیے ایک سخت مصائب میں لوگ موت کی زد و نیا کرتے ہیں اور بعض خودکشی بھی کر لیتے ہیں مگر وہاں موت بھی نہیں جیسا کہ خبر دیا ہے۔ نہ لایہ موت تھا کہ پھر اس آگ میں موت بھی اس کو نہ دے گی۔ ادب سے اس لیے کہ اس عالم میں بار بار کے حکام بدین پر واجب ہیں کہ اس کے پاس لیے جس طرح راہ اور خانہ پر نہ ہوگی کھانا بھی نہ ہوں گے۔ وہاں ایک چڑی مل جانے کے بعد دوسری چڑی تیار ہو جائے گی کھانا بدھا جھوڑا تیار ہو جائیگی اور نہ زندگی اچھی طرح سے ہوگی کسی لیے کہ ہر وقت موت سے زیادہ تلخی و کھنکھائی ہوگی اور انکی زندگی زندگی کی معرفت میں زندگی میں نہیں کہتے۔

پہلے فرمایا تھا کہ ذرے والے اس نصیحت سے جہد کچھ جادوی گئے۔ اب اس نصیحت کی تشریح اور اس کا ایک قیہ بیان فرماتا ہے۔ قیہ اللہ من ترک علی کہ تحقیق قیہ جالی اس سے کہ جو پاک ہیں کیا۔ یہ کی عام ہے اول جسم کی پاکیزگی جو ساتھ غبار و گوشت وغیرہ سے اور نیز ناپاک کپڑوں سے عام ہے کہ وہ عیسا پاک ہوں کہ ان پر بھی تیس کی ہوں یا عیسا کہ مال پر یا مشربہ سے نہ لے گئے ہوں یا مشربہ سے نہ لے گئے ہوں جیسا کہ مرد کے ہے ریشم اور زری و تاجا و اس زور قیہ و جادو کی وسیع و تراش ہر اور نیز جسم کو کھنکھائی ہواستوں سے بھی پاک کیا ہو۔ جنات یا حدیث اضر سے قتل اور وضو کے ساتھ۔ کسی لیے کہ جسم کی پاکیزگی اور روح کی پاکیزگی میں بڑا اولی ہے۔ اس کے بعد روح کی پاکیزگی ہے ہر بھی مقصد اصلی بھی ہے اور دوسرے فی نحو تیس کیا ہیں۔ اول کفر و شرک اور دیگر عقاید باطلہ مطاعن بھارت کی ذمت یا کسی مسئلہ کا انکار یا انبیاء علیہم السلام کو ان کے کلمات و اشارات اور کتب و سوانح و عالم آخرت اور مائیکہ کا انکار یا ان میں کوئی خیال یا باطل جیسا کہ کفر و فتنوں کو ہوتا ہے۔ ان سب سے خذیکہ ایمان کا اور عقائد کا دل پر قیہ کرنا ہے اور یہ روحانی پاک ہے۔ ہر اخلاقی ذمت اور اخلاقی بد سے پاک حاصل کرتا ہے۔ زنا و جہیز و بیعت و بھلا و عادی کی ذمت بھی ہے چاہے وہ کھانا یا فاسد سے پاک کرنا ہے۔ جس کے لیے قیہ و استغفار اور ذمت اور انکھوں کے انور و امروہ و صبا میں نہ کسی طرح کی پاکیزگی جیسا کہ عیسائی سمجھتے ہیں۔ اور نہ کسی اور اس کو نہ جیسا کہ خود دنیاں کرتے ہیں اور اسباب حقوق کی بھارت سے بھی پاک یا عامل کر رہ۔ عام ہے کہ حقوق اللہ ہوں جیسا کہ اس کے فرائض و واجبات جن میں زکوٰۃ و اموال و صدقات بھی شامل ہیں یا حقوق العباد ہوں کہ ان سب باتوں سے صرف پاکیزگی اور ہوتی ہے۔ ابھی تک کوئی تیار کچھ نہیں پیدا ہوا اس لیے کہ رنگ پیدا کرنے کے لیے ان سطحوں میں اثر فرماتا ہے و ذکر اس کے ساتھ کہ اسے رب کا نام لے عام ہے کہ ذکر قیہ ہو یا ذکر لسانی ہو نہ ہو یا جبر و شریک و شرعی ہر سونے طریقوں سے ہو۔ ذکر لسانی سے روح پر ایک اسکی نورانیت پیدا ہوتی ہے جو کسی اور کام سے نہیں ہوتی اسی لیے ایک جگر فرما یا ذکر و اللہ ذکر و اللہ کھیرا اللہ کے نطفوں۔ اب اس کے بعد ستر کی ہوتی ہے۔ مثال فصلی کے ہر نماز پڑھے کسی لیے کہ نماز میں روح اور جسم دونوں ذکر و فکر ہوا قیہ میں ہوتے ہیں۔ بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں تمام منازل سلوک کی طرف اشارہ ہے کسی لیے کہ ستر میں قرآن و روح و صافی سے تصدیق کیا جواول منزل سے بعد ذکر بعد رہ میں ذکر قیہ و طمانی اور دوسرے جگہ اور فصلی میں عربیہ مشاہدہ تک پہنچا گیا اور اسی ہے نماز کو سرانجام بخشیں کہتے ہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ تو تلخی میں بھارت کی طرف اور ذکر بعد وہ بھی کچھ غیر ہر کی طرف اور بعض میں اشارے نے زندگی حرف اشارہ ہے اور اسی لیے نام اعظم کیسے فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر یا جگہ الرحمن اعظم یا اللہ یا اللہ یا سبحان اللہ بھی کہہ کے کا نماز ہو جائے گی۔ کسی لیے کہ ستر میں یہ بھی شامل ہے۔ صرف لفظ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنے کی کوئی خصوصیت نہیں۔ نیز فصلی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تعمیر یا ذکر و فکر کا پانچ نماز کے وقت ہونا میں داخل نہیں۔ لفظ کے لفظ میں تمام ہے۔ دنیا کی قیہ اور ذرے کی قیہ سب آگئی۔ جنت اور دین و راقی سب کو شامل ہے۔

۱۔ عیسیٰ خضر بھی خوش تر ہو گا کہ کچھ کا دینے کو پاکیں یا معلوم نہیں کہ تیس ہیں اور طبع اللہ نہ ہو گا کہ بتا دے اور اس میں نہ پائی گئی ہے۔

فَذَكِّرْهُ إِذَا مَا أَنْتَ مُدْرِكُهُ ۖ كُنْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۖ (الْأَمَنُ تَوَكَّلْ
وَكَفَّرْ ۖ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۖ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۖ ثُمَّ إِنَّ
عَلَيْنَا جَسَابَهُمْ ۖ

اور یہی حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و ابن ابی مرثدہؓ کا قول ہے اور جو اس سے کسی ذمہ دار کی خبر مراد نہ لے سکتا ہے۔ جیسا کہ اردو علماء نے یوں چنانچہ (۱) لکھا ہے کہ عجم کی پہلی تاریخ کی خبر مراد ہے۔ کسی لیے کہ عرب کے نزدیک شہر و سال کا عجم سے مراد ہے تب وہ ان کے نزدیک اس خبر میں یہ خصوصیت ہوگی کہ گویا یہ تمام سال کا و چارہ ہے نہ ہر سال کے روز و ماہ کی خبر ہے جو ہر روز کے علماء سے جو اہل اقامت کا نمونہ ہے اور سال ہر برس جو کچھ نیک و بد کام ہوتے ہیں ان کا روز و ماہ ہے اور جو کہتے ہیں کہ عجم الخریہ کی خبر مراد ہے کیونکہ یہ دن منکب سے اہل اہم کے ہوا کر نے کا ہے جو قمار خدایہ خستوں کے لیے مصلحہ اور مصلحہ کا شعار ہے۔

اور ان دن و دنیا کے خدا پرستوں کا ایک تبرک تمام پر بھی ہوتا ہے جو ہر ایک اپنے خدا کے پاک و بے لوث اور بے لوث اور جہاں کے بدلہ دینے میں خاص رحمت سے جو خود ان کی قربانی کی اجازت دے دیتی ہے۔ چونکہ ہر تبرک دن ہے اور ہر تبرک کے علماء سے مشرک و عجمی نمونہ ہے۔ ہر کسی کی خبر کو انہی مبارک صبح ہے۔ شوک کہتے ہیں کہ ہذا ذی الحجہ کے پہلے روز کی خبر مراد ہے۔ کسی ہے کہ منکب کا جو منکب نمونہ ہیں اس سے شروع ہوتے ہیں اور اسی لیے اس کے بعد لیل عیشہ کی خبر مراد ہے ہر اسی صبح کی دن رات ہیں۔ بعض کہتے ہیں عرب کی خبر مراد ہے کہ اس لیے کہ ذی قعدہ تمام تاریخ کا صحیح ہوتا ہے عجم اہل اہم کی خبر ہے۔

اب اگر خبر کے بار میں لیے جلائی جیسا کہ وہ علماء نے لیے ہیں تب بھی ہر ایک صبح کے علماء سے جو مشرک و عجمی دن میں اس کے جلال و رحمت کے اظہار پر اور نمونہ ہے چنانچہ بعض فرماتے ہیں کہ خبر سے مراد انہی صبح کے علماء سے چنانچہ اور جیسا ہے جس سے مشرک و عجمی ہر ماہ اور چوتھا مراد ہے اور ان پر دنیا کی خوشی کا روز و ماہ ہے اور یہ اس کے جہاں میں ان دن کی خاص رحمت کا جو نیکوں کے لیے رکھی گئی ہے پھر پڑنے اور جنسوں کی طرح بننے کا پورا نمونہ ہے۔

بعض صوفیہ کہہ کر کہ خبر سے مراد عجمی تاریخ مراد لیتے ہیں جس کا دل عربیہ قور و کعبہ پر عجم ہے جس کو انہی کی آفرینش و قولہ ہے جسیر کہ عجمی تاریخ مراد لیتے ہیں کہ اس کے تعلیمات تک تربیت لگتی ہے۔ ہر ماہ اس پر ہے کہ ایک آفتاب ذات حق اس پر عجمی نہیں ہوا اب ہر ماہ سے ہر تبرک جب آفتاب ذات حق جلوہ گر ہوتا ہے تو روز روشن ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی بھی چیز بھی نہیں رہتی۔ یہ ہر تبرک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا اس کے بعض خصوصیات کو گواہی دیتا ہے کہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ہر دو لوگوں کو مرنے کے بعد مشرک و عجمی ہوا اور اس میں ان حضرت علیؓ کے نور نبوت کی ابتداء کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس لیے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی ہے تو اس وقت اس کی خبر بھی کسی میں اسلام تھا پھر آفتاب ہر ماہ اور دنیا کو نور کرتا گیا۔ اس لیے اس سہلی حالت کی قسم لھاتا ہے۔

لیل عیشہ کی تحقیق | دوسری چیز جس کی قسم حائی و لیل عیشہ ہے جس سے صبحی ہیں اور رات کے یہ دو رات کہ جس کی خدا تعالیٰ قسم لھاتا ہے۔ بڑی تبرک راتیں ہیں جن میں بندہ کے لیے عالم و لاسے ایک خصوصیت خاصہ ہے۔ جمہور مشرک و عجمی دن راتوں سے ہذا ذی الحجہ کی راتیں ہیں جن میں بھی جمع مشرک و عجمی ہے۔ دوسرا تو بعض مشرک و عجمی کا ہے کہ فی رمضان اس دن راتیں مراد ہیں جن میں نیزہ اتھار بھی واقع ہوتی ہے اور اسی لیے ان حضرت علیؓ راتوں میں نہایت شب بیداری کرتے تھے اور گوروں کو بھی شریک کرتے تھے اور صبح میں مختلف ہو کر بیٹھتے تھے۔ ہذا ذی الحجہ کا روز و ماہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر اور خبر و اگر چہ آپ کے ذمہ ان کام کی طرف توجہ دینی ہی ہوا کرتے تھے۔ ہر ماہ عجم کی اول دن راتیں مراد ہیں جس سے کہ جو صبحی تاریخ سے روز و ماہ کے تعلیمات مراد ہیں بکثرت وارد ہیں اور اسی لیے دن و رات کے لیے حضرت ام مہاجرین کی مصیبت اور شہادت بھی انہیں نام میں واقع ہوتی ہے۔

۱۔ غزوہ بنی المصطلق قرآن کا ذی الحجہ کی راتیں تاریخ سے

چوتھا تو یہ ہے کہ تمام سال میں سے یہ دن متفرق رہا کرتے ہیں جن میں سے پانچ رات نور خیر رمضان کی ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ جن میں لمبہ اتھارہ واقع ہوتی ہے اور ایک میوہ المغفر کی رات اور ایک عرفہ کی رات اور ایک یوم الحزب کی رات اور ایک لیلۃ المعبران یعنی ستائیسویں رات اور ایک شب رات۔ چونکہ یہ اتھارہ فی الجملہ یکم ہیں جیسا کہ چاروں میں مختلف اقوال گذرے ہیں نیز ان کی تفصیل بھی مفسرین میں اس لیے کثرت ہوئی ہے کہ ہر قول کو کچھ کچھ ہو سکے۔ بعض صرف ذکر اس باتوں سے حواس عشرہ پانچ ہفتہ اور پانچ عاشرہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ان کو رات سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ ان کو رات ہی کہلاتی تھی اور رات سے دراک اور ان سے مشغول ہونے کے وقت یہ ہفتہ روزہ گزار دیا جاتا ہے اور شب کی طرح ان پر حکمت طاری ہو جاتی ہے کہ جب نواہی کی نگرانی ہوئی ہے تو یہ بمقامی آتے مصلح ہو جاتے ہیں مگر ہر بندہ کے سب کمالات کے لیے ہمہ روزہ ہیں ان کے لیے ان کی ضرورت کی تھی اور یہ عقل و پاک و مانی عالم کا بیان ہے جو حق پرست اور موصوفہ کوئی روزہ پاس ہے۔

شائع دوسرے معنی : تیسری اور چوتھی چیز میں کی طرح کھانڈ و الشفع و الوہو ہے کہ ہر قسم کے شائع اور رزق کی قطعہ روزہ جس کو کھاتے تھے ہیں و رزق ان کے بعد ان سے کیا مراد ہے اس میں علماء کے بہت اقوال ہیں مگر وہ سب دو قولوں سے باہر ہیں۔ کس لیے کہ ان اقوال سے نفس عدا مراد ہو گا یا بعد و اول قول جو سن کا قول ہے۔ یہ ہے کہ نفس عدا رحمت و طاق کی قسم کھاتا ہے جس کی حساب سے ہے اور کھانڈ کے لیے دو کون کون ضرورت ہے اور دوسری کہ مکر و خدائے انسان و حیوان کی ضرورت کسی نہ کسی حد پر پختی ہوتی ہے۔

دوسری میں یہ اس سوچ پر انکار کیا کہ ہمہ روزہ کوئی نہ کوئی عدد ہو گا طاق ہو یا جفت اس میں بنیاد اہل دین کے حادثہ اور غالی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ان کی ابتداء یہی ہے مگر اختتام بھی یہی ایک بات مگر حائل قرار کر کے قیید قائل ہو جائے کہ آخر تک روزہ ان سے جانا ہے اور جاری رکھنے کا جملہ ہوتا ہے۔

اور اقوال یہ ہیں کہ بعد و مراد ہیں بھلا اس میں کئی کئی قول ہیں (۱) کہ عام سبب کو شمال ہے رات ان کا جوڑا تنگی بی بی کا جس افر کا جس دامن کا فقر و ان کا سہولت و مشقت کا دل و لذت کا دولت و فقر کا آستان و زمین کا بخرو کا ستر جاتی یا زلی کا مسوت و حیات کا سہیا کفر آتا ہے و من کی شی و خلقتنا از وجہیں لعلکھ نہ کہوں یہ لفظ تو سبب قطع ہے اور ہر تین کی نزد ہے و ہر انسان کا خالق ہے جس کا وہی جز نہیں۔ یہ مہیاں ہی ہیں، مجاہد و دھنیاں ہیں و رقا و لغو و کاتوں ہے۔ (۲) کہ کھانڈ میں سے قطع اور روزہ مراد ہے قطع یوم لغو ہے اور روزہ یوم لطف ہے ان میں قربانی ہوتی ہے اور دوسرے پر بہت سے احادیث آج کھار ہے۔ (۳) رزق عن نفس و اللہ العالیہ کہتے ہیں صرف نماز مغرب مراد ہے۔ نہ کی پہلی دو رکعت قطع ہیں اور تیسری رکعت وتر ہے۔ (۴) کہ دو رکعت کہتے ہیں قطع دین و روزہ کی اولی کے اور دوسرے کے بعد کے تین روزہ ہیں۔ (۵) بعض کہتے ہیں کہ ہمہ روزہ اس میں کسی نے کام نہ کیا ہے۔ مگر حواس کے لیے سے جہز ہو گیا۔ (۶) معاش کہتے ہیں قطع کل ایام ہیں رات ان کے نکلا سے روزہ و آخر دن ہے یعنی قیامت کا۔ (۷) ہمیں بنی نفس کہتے ہیں قطع جنت کے اور جنت میں کیونکہ وہ آتھ ہیں اور روزہ جہنم کے جنت ہیں کیونکہ وہ مسات ہیں۔ (۸) قطع مسات قطع ہیں علم ہے تو جہل میں ہے ہفتہ رات ہے تو بحر نہیں۔ (۹) قطع ازان کہ بعض عطا و دکان اور باغداد ہاؤس اور روزہ جو ایک ہیں ایک سر کلب۔ (۱۰) قطع عیدہ اور روزہ کو کر ہے۔

اور کئی اقوال ہیں نہایت قاطعہ میں بڑی وسعت ہے سب و عادی ہے مگر ان میں تعلیق دینا ہے جس کی طرف حاجت میوہ میں اشارہ ہو و رزق و ایام احمد و غیرہ ماننے و رویت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع اور روزہ کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ لغو مراد ہے۔ بعض جہلت ہیں و دو یا چار چار رکعت بعض طاق یعنی تین رکعت لیکن اس روایت میں ایک روایت کیونکہ ہے اور اس لیے رزق کے کہہ دو کہ یہ روایت غریب ہے اور نام احمد و رزق و حاکم نے روایت کی ہے کہ لیلۃ عشرہ یعنی کی رات راتیں اور روزہ مذکور دن اور قطع کو کون

اور قوم خود کے ساتھ کیا یا قوم خود کی پس نے جنگوں میں شرکت کی تھی اور ان کے عظیم مکان بنائے تھے کہ ہم ہمیشہ ان میں رہا کرتے۔ یہ ہم شہر عرب میں رہا کرتے تھے۔ جرے سے کہ روزانہ غریب تک ان کی ہتیرا تھیں۔ یہاں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی تھی۔ ساتھ ساتھ ان میں کرتے تھے۔ خصوصاً اور چلوں اور درختوں کی صورتیں بھی تراش کرتے تھے۔ نہایت شرافت اور حرے سے نہ گالی ملنے یا کرتے تھے کہ ساتھ یا دکا کی صورت پرستی بھی بنے تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ ان کے پاس تھے۔ آخر ایک عمارت پر ایک آدمی۔ ان کا قصہ بھی کئی بار قرآن مجید میں آچکا ہے۔ اس نے اعدا اب تک تمام کی طرف جانے والوں کو حالی دیا کرتے تھے۔ ان نے جانوں سے بھی ان کے عقیدے مخالفانہ کئے تھے۔

تیسرا واقعہ اس کے بعد تھیں اور قوم ان کا بیان فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے وہ لوگوں کو کہہ دیا کہ تم لوگوں کی جو شکرت اور تقاضا اور دعا کی جاتی ہے جس کے سچے سچے پیغمبر کی طرف سے ہے۔ ان کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ (۱) ایک کہ ان لوگوں کو کہتے ہیں کہ ایک مصلحت اور حکومت کی جیسی ہے جس پر خدا کا تقاضا ہے اور ان کی پسند کی بنا پر ثابت ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔

(۲) یہ کہ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ (۳) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔

یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۴) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۵) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۶) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۷) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۸) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۹) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔ (۱۰) ایک کہ وہ وہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس سے ان کی شکرت اور کمال و مال و جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر ان کی عمارتیں اور ان کی عمارتیں جو کمال ہیں۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْنٰهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝
وَاِذَا دَامَا ابْنٰهُ فَقَدَرَهُ عَلَيْهِ ذُرِّيَّتَهُ ۚ فَيَقُولُ رَبِّيْٓٓ اَهَانَنِ ۝ كَذٰلِكَ

اس شرمیلے جبر، مذکور اس نا تسکمانے کی حاجت نہیں بلکہ آپ کی کھانا چاہیے کیونکہ تم ہی تو اس شہر کی برکت اور درجہ والی بھوار ہلف یہ کہ تمہیں یہ بے ظالم عقلم مردے ہیں۔

ووالہد وعلو لہ اور قسم سے والدہ کی اور اس کی رحمت سے پیدا ہوا۔ یہ عام ہے، بغیر کہتے ہیں کہ والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہوا یا بشر پر خدا مائل سے لان کن اولاد۔ ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے بعد خلقنا الانسان فی کبہ کہ ہم نے انسان کو مصیبت و مشقت کے لیے بنایا ہے۔ بھراں پر غرور اور سرکشی جو خدا کے بندوں میں داخل ہونے سے دور رکھنا ہے۔ یہ بلا نسبت ہے اس سوا کہ وہ سرور ہے۔

اس مضمون سے ان نیر دل کو کو جن کی پہلے قسم کھائی یہ مباحثت ہے کہ شہر جمع خلقت ہوتا ہے۔ حاجت ایک دوسرے سے ملنا
میں پڑتی ہے کوئی بیکار نکھر رہتا کوئی کپڑا مانتا ہے تو کوئی بڑھئی کا کام کرتا ہے علیٰ ہذا القیاس۔ ہر ایک ایک ایک وھنہ اور مشقت میں
ہے اور بالخصوص شہر جہاں اول تو اس کی پہاڑی اور بستی نہ مکن کی وجہ سے مشقت ہے۔ جہاں نہ کوئی بار بار بھگت نہ کوئی میں ملنا پانی
اور نیز گرم جگہ جہاں موسم چلا کرتی ہے اور جب سے آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اور بھی دہ درادوں کو مصیبت و مشقت ہو گئی۔ آئے
دن کی نہایت گلی کوچ شراش کو کیا تھا اور ولہذا ان کے واسطے مشقت اور کج معیشت اور خیر تربیت میں ملتا ہوا ہے۔ پھر ان کی باریاں اور
پھر جو ان کو گرم جگہ کے صدر سے اور مبرا لائق اقصیٰ کے دکھ باب ہی سے پوچھنے چاہئیں اور اس میں ان کے لیے رزق و وسائل کے سامان
بیم پہنچانے اور ان کو ماحول سے آپ دکھا اٹھائے کہ حال بھی ہر ایک صاحب دلاور ہے اور پھر بھی دیکھا جائے کہ کسے کسے صاحب غنا ہے کہ
سینے پر غم میں خوں کہ رنگ دست سے نکلتا۔ پھر انہوں کی تکلیف آنکھوں کی تکلیف اور صدائے نالیک ہیں کہ جو ضعیف مہیاں بچوں کو ان کی
جسمانی حالت سے پہنچتی ہیں اور مال باپ کو روحانی صدر ہوتا ہے۔ سب کے لیے یہ فرمان کہ انسان کو مشقت و مصیبت کے لیے پیدا کیا ہے بہت
لوگ ہے۔ کیا خوب کہی ہے کسی نے ۔

جنگ میں کوئی نہ تک ہوا ہوگا کہ نہ جیتے ہی رو دیا ہوگا
 دہا زمانہ کے ہاتھ سے سالم کوئی ہوگا جو فتح رہا ہوگا
 اس مشقت کی تصویر بعض اکابر نے اس طرح کھینچی ہے کہ مولیٰ فنان کی خلقت میں آپ باؤ خاک، اُٹھنا اور چار چوڑی مضامین
 ہیں کہ ہر ایک کا نظریہ امتداد ہے اور کہ کے طریق طرح کی: یعنی پہلا ہے۔

گر کے زمین چارٹڈ غالب
جانب شیریں برآ ہے از طلب

دوسرے میں بھی ہونے اور مریض طرح کے مصائب اٹھانے کی شقت۔ سوہ باہر آنے کی شقت۔ چہرہ پر ہلکی سی
 صیف و بیان ہونے کے سبب مریض طرح کے امراض کی شقت کسی سے کچھ بچھی نہیں ملے۔ جسم، اعصاب کے نکلنے کی شقت۔
 چشم کھب، اور اس میں تعلیم کی اہمیت۔ جتنی جب عقل و دلہن کی ہر یادوں میں پڑی تو قوائے شہوانیہ و سخیہ و عوس اور ان کے
 شرارت کی ایسی شقت کہ اچھی تو بے ایک اور ہی دم کے سرے کے لیے مانتا رہی تو دین سب کو ٹیڑھا کر دے اور رسوائے خلعت
 ہو جائے۔ مگر خدا ہے کہ شیر بخیر پاتا کہ خلعت الہی کے در پہ آواز کرے جس سے عقل کی بدگوئی اور دنیا کی غریبیاں اس کو نصیب ہوتی
 ہیں۔ مگر بھی جس طرح چند اوقاف (جسٹل غلہ) کے لیے سخت نری اور مردی برسات اور نکل جس آہ دم سے نہیں پیچھے دیتی۔ دیار کے بچے
 دوڑاتی ہے چند درجوں کے لیے فوج میں لڑکر ہو کر کیا مصائب و کج کامیابیاں ہوتی ہیں۔ چند برس کے لیے یہ بھر دکان یا بھر خانہ میں مقید

[illegible]

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَبْعِدَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝ يَقُولُ اَهْلَكَتُمْ مَالًا لِّبَدَا ۝ اَيَحْسَبُ
اَنْ لَّمْ يَرَوْا اَحَدًا ۝

— 576 —

کیا وہ (جی) اکٹھے رہے گا، انکی کے (9) میں ذاتے گا وہ کہتا ہے کہ میں نے اذہر اس علیہ ازاد پا۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو انکی نے دیکھا ہی نہیں۔

[illegible]

تفسیر! یعنی یادو جو کہ انسان اخصاب تھیں یہ ہوا ہے سدا کا اٹھایا ہے پھر اس پر بھی اس کو یہ فرود پڑا ہے لہذا ان کو نہ ملے۔ علیہ
الحد کیا یہ خیال کر رہا ہے کہ مجھ کو کوئی خاص جگہ ملے گی۔ میرے اعلیٰ ہدیٰ سزا کوئی نہیں دے گا جو ہم انہوں کو دیں گے۔ گویا سزا کا ان کا گناہ کرتا
ہے اور دنیا میں بھی اعلیٰ ہدیٰ سزا کا منکر ہے اور اپنی تھوڑی سی کامیابی اور زیادتی کی سبب پر یہ ٹھنڈ کرتا ہے۔ بعض مکے کے کفار تو اپنے مال و
لگاؤ کے ٹھنڈ پر خدا تعالیٰ کے زور و جبر کو صرف صاف صاف کہہ دیا کرتے تھے کہ وہ اور ہی لوگ تھے جن کو خدا نے عمارت گردیا ہم پر کوئی قادر ہو
سکتا ہے۔ کس کا قابو چل سکتا ہے۔ چوتلی لطفکٹ ملا لہذا کہتا ہے کہ میں نے اپنی خلعت میں بہت سال صرف کر دیا ہے۔ بڑے مہر
گھوڑے لڑائی کے قابل اور جے مہر ہتھیار ڈرے ہیں۔ بہت لوگوں کو کھلا لیا کہ تھوڑا ہی دے کر تیار کیا ہے۔ مگر وہ ہجرت مقابلہ اتارے

[illegible]

أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ۚ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۚ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۚ فَلَا
تُفْتَحُمُ الْعُقَبَةَ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ ۚ فَكَفَىٰ ۚ أَوْ لَعْنَهُمُ فِي
يَوْمِ الْحُكْمِ ۚ يَتْلَمَذُونَ ۚ أَوْ تَمِيزُونَ ۚ أَوْ تُكِنُّرُونَ ۚ ثُمَّ كَانَ
مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالرَّحْمَةِ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
الْمَيْمَنَةِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الشِّمَاقِ ۚ عَلَيْهِمْ نَارُ مُؤَصَّدَةٍ ۚ

[illegible]

المعنى الاستعانة بالقرار الجليل بمعنى النفس فمعنيين مفعول لا متعلق بتجعل ولستنا وشعني معهما فان في المعنيين
مفعول ثان للهداية الضمير المصوب مفعول اول قال اصل العربية اهدى الخريق في النار شارب فلان ما اهدى النار في
الرحمة جارية بسبب انها والحق المتعقل كوضوح الطريق الى المال لا يصد الفاروق بها عنه عاتد المفسرين سيما الجراء والشر ومن اهدى
الباشا وقمرته وسعد بن الحبيب والحق ان اهدى ان اهدى في الله سبحانه في بدو الولادة الخلف الله من ملاقاته حرف التثنية

تواضع و انصاف صبر کرنے کی وصیت اور تاکید کر چکے اور میری یہ "خوف" نہیں لکھ دیتا جو اہل علم و حد تک دوسرے سے
بہم میرا بیاد رہی اور میری کرنے کی بھی تاکید کر ہے۔

میرے لئے کسی وجہ یا خواہش سے، رکاوٹ اور راست پر ثابت قدم رہنا۔ میرے کلام قرآنی میں کسی کثرت و زور میں، ازراہ کلمہ یہ ہے
فصیر کما فصیر اولی العزم من لولل ازانکلم یہ ہے یا لکھ اذین اعنو استصوبوا بالصبر والصلوة فانکم من عتے ان اللہ مد
الصلحین ازانکلم یہ ہے لکھ یا فی الصبر و ان اجروہ بغیر صلہ یہ ہے و جعلنا منہ ائمة یهدون بہم لولل لکھ صبر کا
دخیر یا کن القیات۔ اور احادیث میں بھی اسی کے بہت کچھ کا ذکر ہے۔

صبر کے اقسام، مانع ہوا انسان کے کلام و قیہ تک یا کسی میں کہ جب وہ بیوقوفی میں تو اس کو ہر راست سے اور ہر محنت سے روکتی ہیں۔ ان
سے ٹکر کر دیتی ہیں۔

اولی قوت شہرہا یہ کھانے پینے پر مبالغہ کے متعلق۔ اس سرکشی کھڑے کی کام تھا مگر ایسے قسم کہ صبر ہے جس کو صفت اور اس کے
خلاف کو کلمہ کہتے ہیں۔ پس جو چیزیں نہ کھانی پینے چاہئیں انہیں نہ کھانے پینے۔ جب کہ شراب و سوز و غش اور لکھ یا نازکائی کا مال یا
بیعت یا چشم کا مال اور جن ٹھیکوں پر اس کو زار کھانا نہ چاہیے وہاں نہ کھوے جس سے زار اور اللہ اور ہر قسم کی بدکاری ممنوع ہو گئی بلکہ جو ان
چیزوں کی طرف، نہجت والے رالی چیزیں ہیں جیسے کہ کھانے اور انحراف کے ساتھ اعتدال اور خود داخل قیہ اور ہر ہماروں کی صحت۔ ان سے بھی
دور اور بخور ہے۔

دوسری قوت غصہ ہے جس سے ظم، سحر، ہاوتے ہیں۔ اسی کی لکھ بھی ہر سے زور سے روکتی چاہیے۔ دوسری قسم کا صبر ہے۔
خسہ کا تھا اور انتقام سے روک کر رکھا بھی ہے۔ جسے زار اور ان کا کام ہے۔ کسی نے کھانی دینی یا ہر اکھاں کو کس کر جو نفس کو جہان سے اس کا
تھان میں صبر ہے۔ اسی بار میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے دلہن صبر و عفو فی اور اس کا قسم کہتے ہیں۔ مالی و حاصل انتقام لینے سے روک کر دینے
میں زیادہ لکھ پاتے ہیں۔

تیسری قسم تو تہ طبع ہے وہ بھی بہت دور پہنچ کر لے جاتی ہے۔ اسی سرکشی کھڑے کی لکھ تھا مگر بھی صبر ہے۔ ایک کام
میں خرچہ نہ کر اس قوت کی ہے میری ہے جس کو بھی کہتے ہیں اور ایک دلوں میں صرف کہ خلوت اور جڑ ہے اور اسی طرح یہ قوت خیانت اور
دشمنوں کے حقوق تلف کرنے کی طرف راہ داکرتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نفس کو روکنا، بات و صیانت ہے اور کسی تملات و دین کے حاصل
کرنے کی طرف ملاتی ہے جس کو کلمہ کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں نفس سرش کی مہار تھا، زور و طاقت جلا ہے جو ایک قسم کا صبر ہے۔

اس کے سوا اصحاب در کالیف کی ہر داشت کر اور زور و زور دین پر بات قدم ہے، چوتھی قسم کا صبر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
راہ میں دور و راہ کو صبر اختیار کرنا، سحر و دھوپ اور بھوک اور پیاس کے صدمے اٹھانا، زور دین کے مقابلہ میں صبر قدم رہنا ان سے
خوف نہ کرنا۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ نفس غیبت کو یا حسادت، شائق و عبادات پر لکھ اور اس کی خواہشوں سے روکنا بھی صبر ہے۔ دوسری
بھوک یا اس کی ہر داشت کر، بھوک کا طلب ہے مگر زور کی طرف آنا نہ لے اور وضو کرنے سے روکنا ہے مگر اس کے مقابلہ میں نہ لکھ کر صبر
ہے۔ چھٹی قسم کا صبر رضا بقضا ہے۔

رحمت کے لفظ کلمہ ای طرح سے رحمت بھی صمد یا تعالیٰ حمید و کا و کلمہ و عظم ہے۔ جیسو ہر شفقت، پھولوں یا میرانی، دیکھوں یا جادوں
ہے یا زور کی چارہ سازی قوم اور ملک کے ساتھ بھلائی کرنا، بھوکوں کو کھانا کھانا چاروں کی دعا کرنا، جتنوں کو کھانا کھانا، بھولوں کو رستہ نہ لکھ
دراہوں کی ان کے کاموں میں، دکر دکر یا دکر و سب رحمت کی کلمہ ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ارحم الراحمین اور صبر

فیاض بر حکم کنی اس (روایہ) اور اترنے کی آگہ تم کہنے (الوں پر رحم رحمت کہتا ہے۔ زمین والوں پر رحم رحمت پر آجان والے رحم کرینگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے اس فیوض جس کے جھنڈ میں بری جوان ہے۔ تم میں سے جب تک کوئی بھی کوٹھن (کاس) نہیں کھاتا جب تک کہ اپنے لیے چاہے وہ اپنے بھائی کے لیے نہ چاہے (شیخ علیہ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم سے نہیں کھانا ہے مجھ لے پر رحم اور بہت کی توقیر نہ کرے (روایت ثانی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمانہ دلوں کو تو باہمی رحم کی اور محبت آدمی میں اور باہم کا کہ جیسا ایک جسم جس کا ایک عضو بیمار ہو جائے تو دوسرے اعضاء میں بھی درد ملاحظہ کیا جاتا ہے۔ (شیخ نای)

جو لوگ ان وصاف پر آمید و سہارے ہیں۔ ان لوگ اصحاب العینۃ علی لوگ کہیں اور کرتے ہیں۔ ان کی تائید میرے
 تاکہ مرحمت کا نفع ان کی حیات میں و در ان کے بعد ان کو بھی ایسہ نہ دیا جائے کہ ان کو بھی پہنچتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کی
 جو نسبت سے لینے ہیں شی و دانی و الے ہیں۔ فقہ رب العین کے و ان کی طرف سے ہوں گے اور یہ سبھی معاملات کی ہے
 اور رب ان کی جانب کو تہرگ اور باقی کوڑی بھی کرتے ہیں۔

ابن ابی سرحل کے بعد ان کی بد بختی کا حال یہ بن فرما، تاہم والدین کا کھروا ہوا ہونا اور تینوں نے بھاری آغوش کا اتفاق کیا۔
 بھاری آغوش میں حکام و اشراف کی خدمت سے بھر دو ان پر حمل سے لگ کر دوسرے۔ اخلاق دوسرے اور طبع
 طرح کی عیادت کے اصرار۔ ابلی بھی ہتلا رہے تھے صاحب اللہ تعالیٰ کی شامت اور برکتی والے ہیں۔ ان کے بر اخلاق کی نعمت نے
 ان کو ہر طرف سے احاطہ کر لیا۔ اگر مشرک کو کھلی چپ بھٹی بن جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں جانب داری سے بد بختی و دشمنی
 اور دشمنی ہو کر کہیں۔ ان کے یہ اخلاق دوسرے اور پاک عقائد اور یہ غرور و برکتی جو یہاں ان پر محیط ہے اب ان کے بن جائے گی۔
 بعد میں تار موصوفہ اور سرچشما کے گرد حائف رہ جانے کی جس طرح دنیا میں ان کی شخصی حالت و اخلاق و عقائد سے نہ قطع تھے وہاں بھی
 کبھی یہ نہیں تھے۔

المحرفات هي:

(سورہ شمس کی کہ ہے ان میں چند روایات ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ۖ وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا ۖ وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا ۖ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا ۖ وَالسَّمَاءُ وَمَا بَيْنَهَا ۖ وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا ۖ وَنَفْسٌ وَمَا سَوَّاهَا ۖ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۖ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رَكَّبَهَا ۖ وَقَدْ خَابَ

وہاں ماہانہ طور پر تم سے تہن کی خدمت کی مناد کی۔ آسان تو مجب و غریب چیز ہے مگر اس کی بھٹ بھی بھانپ ہے۔ قدرت کا کلمہ کلمہ نہ ہے۔ بعض علماء نے اکو سو دینیکہ بلکہ سو کے سنی میں پڑھا ہے جس کے حق میں کہ تمہارا اور اس کے جانے والے کی قسم بھی اس جانے والے کے قربان جائیہ جس کے مہارک ہاتھوں نے یہ دفعِ عداوت نہ کی۔ آسان کو شریعت۔ یہ تشریح ہے کہ نورِ آسمانی کی طرح انسان کے متعلق احوال و مقامات و عقائد کو محیط ہے اور جس طرح آسان میں درج اور سترے ہیں۔ اسی طرح شریعت میں ابواب و انعام ہیں اور یہی مقامات ہیں سو اندوہی اور قسم ہے کہ میں نے خود ماہانہ طور پر اس کی زانیہ و نکشائی کی بھی کیا ہی اس میں وسعت رکھی ہے۔ یہاں بھی بعض علماء نے ماکو بھی سن پڑھا ہے اور یہ استدلال میں انسانی کی مثال ہے جس کی وسعت و فراخی کے بموجب اس میں حکم معرفت پڑا جاتا ہے۔ اب خود قسم انسانی کی عالم میں کوئی قطع باقی نہ تھی کیونکہ وہ آپ ہی اپنی ٹھہرے۔ اس لیے خاص اسی کی قسم کھاتا ہے۔ مثال و منصب و مہندو اہل کہ قسم ہے انسان کی جان کی اور اس کی آماجگی کی اس کی کہ جس نے اس کو تازہ نہ کیا۔ انسان کے جسم کو مہر و نور اس میں کیا کہ کھیر پانی کی ہیں جس کی پوری شریعت کی جائے تو ایک دفتر میں بھی نہ ہوا اس کے قواسم و ظہیر و اوقات و طہور و نور یہ جو ہے قواسم کی آواز بھی حیرت خیز ہے بلکہ وہ مکی چہ چیزیں کہ جن کی قسم کھائی تھی اس قسم انسان ہی کے لیے جانی تھی ہیں و ہر سب کی ایک عالم میں خود قسم انسانی تھا ایک دوسرا عام ہے جس میں اول عالم کی سب قسمیں موجود ہیں۔ ہاں مہر کہ اس کا آفتاب نور و مانی ہے اور کتاب دل کی روشنی ہے جس سے حاصل ہوتی ہے اور دن اس کے کلمات کا ظہور اور اس کی حیات کے شراعت کا ہر ذرے اور اس کی رات اور اس کی روح ہو قلب کی تاریکی ہے یا اس کی توانے بھیجے ہو کبھی پر غلبہ ہے اور چونکہ قلب جو کل معرفت اور عقلی رسانی ہے وہ نور و روح و غلبہ نفس کے لیے غلبہ نہیں ہوتا مگر کیا کہ وہ دن و دنوں کے ابتکار سے بچے اور اگر نفس کی غلبت نہ ہو تو قلب پر مانی ظاہر ہوں کیونکہ روح میں کمال معانی و فراغت ہے۔ اس لیے یہ بات بھی ایک عمدہ چیز ہے اور اس کا آسان روح حیوان ہے اور زمین اس کا بدن ہے کہ جس کے مانتے نے اس کو فراز و دستار کیا ہے اس طور پر کہ روح حیوانیہ ہر جہاں اور روحی ہے اور یہاں تک نفس انسانی کی اور عقل کی کہ فائدہ و فہم و ہوا و لغو کا اس کی ہر دورنگی کی پہچان اس کو عطا کر دی اور نفس یہ اپنے کی طرح نہ عمل نہیں دکھا کر اپنی عقائد و عقائستہ افراد یہ کہ نہ جانتا ہو صرف معاشی سے کہہ دیتے جانتا ہو۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ الہام بخور و تقویٰ سے جبرائیل نہیں آتا کسی لیے کہ یہ سب لازم آتا کہ اس میں بندہ کے ارادہ و اختیار کو دخل نہ ہو مگر جبکہ جبرائیل فرماتے ہیں علم ہی کے اختیار و ارادہ سے کراتے ہیں جب کسی طرح جبرائیل نہیں آتا۔
تحقیق المقام: الہام در دل انگیزان و انجیر در دل لنگہ خداے تعالیٰ چنان اللہ و استعانت اللہ (مصران) یہ ایام ہے جس کے حق القاد کے ہیں اس سے کوئی اثر و اثر بھی غالی نہیں۔ ہر ایک کے دل پر اس حرف کا تاریقی لگا ہوا ہے یا ہر سے قیہ و درجات دل میں پڑتی ہے۔ یہ بھی سنت و انعام کے عقائد کے موافق ہے اور اس میں کوئی چیز بھی نہ ہو کہ آسان کے لیے کہتے ہوئے کے بعد کرنا کہ اس کے اختیار و ارادہ کے ساتھ ہے اور یہی یہ عذاب و ثواب کا دار و مدار ہے اور یہ بھی وہ جتنے ہیں کہ انسان کو خدا کے پاک۔ نے عقل و اور اس کو کچھ بوجھ عطا کی ہے جس سے وہ تنگ نہ رہ جاتا ہے۔ یہ ہیں بخور و تقویٰ کے الہام کے حق کو رکھنا اور فرما اسی کے فائل ہیں اور غلبہ معتزل بھیجا کرنا ہے۔

اس الہام عام کے بعد ایک اور مرحلہ خاص الہام کا ہے جو شعرا و اولیاء و کرام و انبیاء علیہم السلام کا حصہ ہے اس میں اور و شریعت نہیں۔ واضح ہو کہ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنی ذات و صفات عاقبہ پر مشر بہ صفت لکھ کر لکھتا ہے اور مشاہیر عالم کرام و ہستی کے لئے نہیں اور عالم ہستی کی دو قسم ہیں۔ بیضیہ اور مرکب۔ پھر بیضیہ کی دو قسم ہیں۔ علوی جس کی طرف والہ و مہانتا تھا اس اماندہ ہے۔ دوم سفلی جس

و چند میں کوئلہ و تیز آغا تیس رکھا تھا تیرا کی تھوڑی سی شہتہ سیاہی لپٹی تھی۔ کب آنے والا۔ تھے۔ میری جو بوجھ صاحب پر ڈال نہیں تو قوم کے راجہ و ناصح غصہ و غیظ میں آ رہا۔

انبیاء پر قوم نے صالح علیہ السلام کو لا جواب کرنے کے لیے ایک عجز و طغیان اور دو کفر و انحراف سے ایک انہنی نکلے جو انکی اور انکی ہوا پر جو غل کر دہی رفت بھی گئی اسے۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے اعلان کیا کہ میں اپنی پہلی جہاد میں کفر و ایمان کو پہچان رہا ہوں اور اس نے باہر آ کر پہنچ بھی دیا۔ قوم نے بے عجز و طغیان سے دیکھا کہ کفر و جہاد میں جو نہیں جو اس کے فتاح کے نور کوئی ایمان نہ لایا با صواب کسی ایک جماعت ایسے غداروں نیک کاروں کی جسکی ہوا قوم کی کی دیکھی رہی۔ اب اور بھی ایسے اور علم و دروہز بکھنوا دیے۔ اور انہنی کو سننے چونکہ دعوتی پیش کی اور جانور اس کو اذیت کر رہ گئے تھے۔ یہ ظہور کیا ہے اور اذیت پر یہ پائی پینے دے تو دوسرے روز ان لوگوں کے جانور چندے اس پر قوم نے میرا کھرا کر ایک لاشہ عورت نے جس کی انھیں غصہ شریہ میں شریہ قید رہا تھی سے آتش کی قمچی بھی نہ، نہ شریہ میں تو اس انہنی کا نام تمام کر دے کیونکہ میرے چہ خوروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ بہرہ نیت اپنے جانوروں کو لے کر من کی کتاب میں لکھا اور اس کی کوکبش حالت ڈالیں اور میرے سکاروں سے مار مار کر کھڑے نکلے کر ڈالا اور قوم میں اس کا کوکبش بلا صاب نے خوشی سے پکا کر کھایا اور حضرت صالح علیہ السلام پر بڑے قہصص کاغذ نے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے پہلے بھی اس کام سے منع کر دیا تھا اور لہذا تھا اور اس کو کھانکا تو جانور بڑا کر غضب انکی آگرا اثر اب وہ حالت صاف کر پرا کر کھنوا دی کی مہلت ہے اگر ایمان اپنا جاوے تو یہ کی جاوے کی جاوے تو نہ کوروت چاک ہو جاز کہ اور علامت بلائی کی یہ ہوگی کہ سال روز تہار سے بڑے روزہ جو ہو نہیں گئے۔ اور اسے روزہ میں تیسرے روزہ ہو۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد قوم کے چہرے زندہ تھے۔ یہ کہ کچھ تہذیب و اداری کے شہر و دستوں اور حضرت صالح علیہ السلام پر بڑا غصہ آیا۔ چنانچہ کچھ عرصے سے پہلے انہنی کو طرح ان کا بھی کام کر دیا۔ یہ کہ بعد کے کہ کچھ عرصے میں شب خون کی نیت سے حضرت صالح علیہ السلام کے کھرم رات کو آپ حملہ آوری نے حضرت صالح علیہ السلام کو چالایا۔ اور معاشی کو دھم دینا اور چہرے ہائے یہ کہ کچھ فرقہ مکرور بھی خوشی یاد رہا کہ بڑا چلنے کے لیے حضرت صالح علیہ السلام پر حملہ ہوئے۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کی جماعت بھی آگاہ ہو چکے ہوئی۔ آخر یہ فیصلہ ظہور کر صالح علیہ السلام کے اجماع شہر سے باہر نکل جایا۔ چنانچہ یہ سب ایک اعلیٰ کے اور اس بات کو نیت چلا۔ یہ روز ان کے چہرے سرخ ہوئے کا کھارہ سب سے حلال ہوئے تھے۔ اور روز انیا سب سے حلال ہوئے اور یہ کچھ عرصے میں کوکبش اور کیا کتاب نہ ہو کوئی طاقت والی ہے یا اس لیے وہ اپنے ان پیاروں کے تراشے ہوئے مناظروں میں چہرے مجھے جن کی نسبت ان کو گمان تھا کہ یہاں نہ بنگلی کا شریک ہوگا نہ بنگل کا تہاں لاواں آئے میں سیاہ و نیلی آئی اور اس کے بعد ڈالنے یاد رکھ کر شہر ہوئی۔ تھوڑا عرصہ میں باد کی ہیبت دیک اور ان پر کوئی نہیں کہ سب کو راج پر داکر گئی۔ کوئی بھی نہ بدبالی نہ تھی۔ خرابہ دیکھنے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اس پر بہت قوم کے پاس آئے۔ ان کی کوشش اور ان کو ادھر چنے سے انکی کراہت میرے لقمہ میں فرماتے تھے کہ ہاں میں نے سب سے کہے کہ نہ ۱۲۷۰ء سے بہت جلد میں نے تم کو کھانا کھانا کرتے تھے۔

یہ ہے اس فوج کی مختصر تاریخ: شہت عرب میں تواتر معمول تھی اور اس واقعہ کو مدعا جانتے قادیانیوں نے کہا کہ یہ سب جہاں تھا یہ آیا آخر ہے جب ان حضرت علیؓ کے غزوہ تبوک میں صحابہ کے ساتھ ہجرت کر کے صحرا کا پرکاش بدینت تو سب کی بدلتی ہوئی صورتوں کے غور سے پائل پائے گئے تھے۔

اسی پر موقوف نہیں۔ اب بھی اس کے قریب قریب مائتات بد بخت قوسوں پر گزارتے ہیں مگر وہ اس کو بھی نازل اور بھی مسترد کی

[illegible][illegible]

برخاستہ ہوئے اور پھر اٹھ کر تھے جو کام کو گنوں کے نوا ایک بہت ہی اور علی غرض ان لوگوں کو ان کے دلوں میں
 کے نزدیک جو کچھ نکلیں۔ وہ اس کے لیے تیار تھے۔ چنانچہ ان کی گرم فکروں نے حضرت علیؑ کو اطمینان دیا کہ میں نے ان کو کچھ کاسب
 سے بڑا شوق ہے۔ ان کے عرض کیا کہ اس نے آپؐ نے فرمایا ایک تو اس کو کہ میں نے اس کے لیے اسلام کے بتوں کو کچھ کاسب اور اس کو کچھ جوتیرے
 سر پر کھڑا کر دیا ہے گا جس سے تیرے دل میں جو غرض تھے گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے سب سے شوق ہے (اور اس کو اس کی حالت کا مظہر ہے)
 اس کے سر پر وہی ان کے دل میں جو غرض تھے گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے سب سے شوق ہے (اور اس کو اس کی حالت کا مظہر ہے)
 شوکہ اسلام کا سر پر ہر شوق ہے۔ گویا اس نے اپنے دل میں جو غرض تھے گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے سب سے شوق ہے (اور اس کو اس کی حالت کا مظہر ہے)
 ایک خادوہ جو موت کے لیے جس پر یہ شوق تھا۔ حضرت علیؑ نے اس کے لیے ایک خادوہ کو لے کر فرمایا اور اس کی قسمی۔

ادھر اے شہر اور پرچہ بھی اس شہر سے تم نہیں کہ جنہوں نے دنیا نے دنیا کے لیے ہر کوشتہ رسول کریم ﷺ کو کھڑا کیا جس سے وحی سے شہید بنا۔

جب اس مردود قیدار نے ماتر کی کوچیں کائے کاڑیاں اٹھایا تو تم حضرت صائب علیہ السلام کو جس بد بخت قوم کا ارادہ معلوم ہو گیا تو۔ اس لیے آپ نے تم کو کفر فرمادیا تھا انا لہو رسول اللہ۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر و ایمان حق تعالیٰ کے واسطے خبردار رہنا اذنی اور اس کے رونی پینے سے کھجی کو روکائی ہے نہ چھوہائی مانی ہے سے منع کرتا۔

فاتحہ دیشی انٹرنیشنل کے لیے کہا گیا کہ وہ خاص جہز سے اپنے بیوی بچے کو لے کر آئے۔ یہ مخاطب تشریف لے گئے لیکن عزت دینے کے لیے جیسا کہ بیت اللہ وہ نہ آپ کا کوئی خاص کمرہ نہیں کہ جس میں دور باگرا حلوہ و تناس کے چڑھنے کی کوئی انتہی ہے اور جس کو دنیا بھر کی انتہی ناپاک کل چیزیں انتہی کی چیزیں مگر اس وقت میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے آیا یعنی اللہ کی تھی۔ اس کی قدر سے کام لے لیا کہ خاص طور سے یہ دوسرے کا سبب بنو گئی۔

مکروہ بخت سب اس لئے والے تھے بلکہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کو جو کچھ انہوں نے انہی کی بابت فرمایا تھا سنا کر اس کو بری لگا۔ اس نے دیکھ کر کہ تو بلاک ہو جاؤ گے، انھیں یاد اور نہ دیا کہ یہ بھی آیت و حکم سلا ہے۔ کس لئے کہ کن کو کر کے کرنے والے ہو گئے۔ دلوں پر جو جن چھا گئی تھی۔ اس نے بھٹکا کھا اس بخت قوم نے اس کو کبھی بلاک نہ لیا۔ لیکن وہ کبھی توحید پر اس نے کافی ٹھیک کر اور بھی ٹھیک تھے اور اس اقلیہ سے راضی تھے۔ اس لئے یہ فعل اس سب کی ضربت نسبت یہ کیا قاعدہ۔ علیہ وجہ امر قرآن کو ان کے رب سے نہ دست کر دینا غنیمت ہوئی کی نہیں بلکہ ان کے گناہ کے سبب جو ترس و ڈنڈہ اور گناہوں کا تھانا اور وجہ بلاک آیا کہ خود اہل بلاک کو سب سے لئے

۱۔ اگر اس کے ساتھ قاتل بھی تھیں تو یہ ثابت کر عظیم اس فعل کی نسبت کیا گیا کہ قاتل کے بغیر یہ قتل ہی ممکن نہ تھا۔

دن مال و درامع کرنے میں لگا دیا ہے نہ اس کو، نہ میں بھی نہ دولت کو کھائے چنے پینے کا خیال نہ نہ لگے یہ خیال آتا ہے کہ ایک روز مرنا اور اس سب کو چھوڑ جانا ہے اور جب اس دولت سے کوئی شخص غی میں نہیں تو پھر کس کام دے گی اور کوئی ہے کہ اس کی اس حد مراد کے نزدیک مال و دولت کیا دنیا کی مملکت بھی کوئی چیز نہیں۔ او سمجھتا ہے کہ چند روز وہ سماں آویں جہاں سدا رہا ہے راحت و عزت ہو تو وہاں کے لیے ہو یہاں آرام سے گزرتی تو کیا تکلیف سے گزرتی تو کیا ریح

حب خور کرشت و حب سحر کوشت

اس کے بعد ان مختلف مقامی کے متعلق مختلف بات فرماتا ہے۔ فاعلم ان اعظم انہی کہ جس نے اللہ کی راہ میں دینی و مادی المقدور سب نیک کاموں میں خرچ کیا۔ یہ نہ تو وہ حدت کو بھی شامل ہے اور ہر قسم کی خیرات کو بھی۔ یہ وہ پہلا کام ہے کہ جس کی غرضی پر تمام مذہب اور دنیا بھر سے علماء و مفتاح ہیں۔ اور وہ ایسی اور دنیاویوں سے بھی بچا۔ غرض کہ وہ نہ کہہ دے گا کہ جو یہ دینا کی کسی پرانہ ہو گا، نہ تو حق تعالیٰ کو نہ دنیا کی مائیں باپ کی بفرمانی کرتے و غیرہ کہہ کر سے دور رہا جس میں رنگ و بھر نہیں دہلی قرابت پر مہمان جتنا دیا یا دوسری کے لیے دے گی اگیا۔ الفرض پر پہرے گا دینی کی۔ کس لیے کہ دینے کے بعد انہی مقبوض سے چھٹا بھی شرط ہے۔ یہ وہ دوسری بات ہے جس کو اکثر کیا جاتا ہے کہ غائب دئے ہیں۔ خبر یہ نہ کہ ایک سو عرصہ کی مصاحبت تھی۔ عبادت مادی اور بدنی سے اور نیز ہر ایک باتوں کے عمل میں لانے سے مکران سب کے بعد مہمان کا درست کرنا بھی ضرور ہے۔ یہ حق تعالیٰ کی فکر یہ کہ ایک نیک عمل کی اصلاح۔ کس لیے فرماتا ہے وصدق بکلمتی ہمارے ہی نے نیک باتوں کو بھی جانا ہو گیا کہ حق تعالیٰ ہمارے اس کے سلاطین کا سدا رہا حضرت انبیاء و عظیم السلام و رفیق موت اور آسمانی کتابوں کی تعمید پر جو کچھ غیب نے فرمایا اس کی تصدیق میں وہ ایمان کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرمادہ ہے۔ ہاں اس کو عطا و عطا بھی مانتے ہیں کہ کرنے کے بعد انسان کی روح باقی رہتی ہے اور وہ ایک دوسرے جہان میں جاتی ہے جہاں اس کے علم (گیان) کے موافق بشرطیکہ وہ علم صحیح ہو کیونکہ یہاں تو علم ہی سے ہوا اور اختلاف و تنوع کے ہر ایک بات تھی جو ہمارے اس نے جان لی ہو اور جس کو عقل مرکب کہتے ہیں اور جس پر تاریکی طاری ہوتی ہے اور یہ تاریکی رہتی ہے اور جہنم ہے اور گرم ہے اور علم بھی ملتا ہے جو ایک نور ہے اور راحت و سرور و راحت و راحت سے قہر کیا جاتا ہے۔ انھی فرام۔

لیکن یہاں بات تو داخلی بحث ہے کہ مطابق واقع کیا ہے اور خلاف واقع کیا ہے اس کے لیے کہ مشرکین دینے سب بظاہر اپنے ان حضرت خلیات و دولت کو اعتقاد کامل اور علم و مطابق واقع سمجھا کرتے ہیں اور اپنے مخالفانہ کے اعتقاد کو حتمی مرکب۔ نہایت کا فیصلہ بھی انہیں اتفاق میں کر دے کیونکہ جن کی تصدیق کرنا چاہیے یا یوں کہ جس پر ایمان نہ لایا ہے ان کو حسی کے لحاظ سے تعبیر کر کے نہ باور کیا جاتا ہے کہ وہ عقل و ہی باقی ہیں جو مرد و خوب ہوں۔ اب ہر ایک بات کی محسوس اور غرضی کی پہچان اور حق باتوں پر منحصر ہے۔ ہاں یہ کہ کوئی مسلم شخص جس کے علم و کثافت کو ایک عالم تسلیم کر لیا ہو ان کو وہ کہے۔ ہم یہ کہ عقل سلیم کے خلاف کر کے (چونکہ کوئی حسی) ہم اس سے دور ہوں اور یافت کیا جلا ہے کہ اس میں مسن و غرضی نہیں رہتی بھی ہے کہ نہیں۔ وہ شخص کہ جو مسلم ہے یہی ہے کیونکہ اس کا علم و کثافت اور لوگوں کے علم و کثافت سے فوادہ کیسے ہی مزاج میں ہوں ہر جنات میں ہے۔ ہاں اس کے فرمودہ عطا و عطا حسی ہیں نہ کہ عقل۔ علیٰ ہذا التیار عمل کے حصول جو کچھ انہوں نے فرمایا عدا کی عبادت و غیرات جملہ مادی باتوں سے پہرے گا دینی اب یہ نہیں باتیں کہیں۔ پھر جس نے ان میں باتوں کے حاصل کرنے میں کوشش اور محنت کی تو تسنیر اللہ البسری ہم اس کے ہے سبزی کو آسمان کر، یہ گئے۔ سبزی سے سدا آسان طریقہ وصول ان آیت اور وصول الی آیت کو ہے اور دوسرے آسان طریقہ بھی ہے یہ وہاں۔ کس لیے کہ اگر ضرور دیکھو گے تو ہر طریقہ میں راحت و مشورہ پاؤ گے برخلاف شریعت کے یعنی ہم اس کو جس نیک راست پر چلے گی تو حق تعالیٰ عطا کریں گے۔ جب انسان کوئی کام یا بار کرتا

ہے تو اس کا ٹکڑہ پیرا ہو جاتا ہے۔ اگر ایک کام کی حالت ڈالے گا جن کا ذکر ہو تو ایک نورانی لکھ پیرا ہوگا جس سے اس کو ہر ایک کام آسان معلوم ہوگا اور ہر گھر نے۔ بعد میں ایک بار گناہ سن اور عالم بنی میں پہنچانے کا ذریعہ ہو جائے گا اور یہی ملک فخری درویش اور علی ہمدانی کا نور اور میدان حشر میں سائبہ اور نجوہ کے لیے دیکھل ہے۔ دو لکھنوں بھلن اور جو کھل کر تپا ہے لکھن کی راہ میں لکھنیں دیتا ہیں کی بہت کی جلا اس کے سامنے ہے۔ یہ اول صفت کی خدمت ہے و لکھن کی خدمت ہے۔ و کذب بالحسن اور ایک باتوں کو جھٹلانا۔ یہ نہ اندھ قادی کا قادی رہا اور قائل ہوا تو حید کا قائل نہیں اور منافقت حید کا نہ دارا آخرت کا اور نہ اعمال کی جزا کا نہ کس نہ انتہاء مہم اسلام کا قائل۔ یہ تیسری صفت کی خدمت ہے۔ اب اس شخص میں ہر کام کا پورا ملکہ پیدا ہو گیا جو تخت العالی ملک ہے فیسرہ العسریٰ تو اس کے لیے ہر عمل یہ خود کھینچا ہی خدمت ہر شخص ہر آسان ہو جاتا ہے جس میں ملک خیر ہے۔ اگر اس سے کچھ چوری کر یا زنا کر یا فلاں کو مار دیا تو دیکھ کر کہے گا اور یہ کام اس کو پہاڑ معلوم ہوگا اور کچھ کچھ کی نماز پڑھا کر لکھن کی راہ سن فرما دیا اس کا کون کو دیا کہ وہ اس کو بہت ہی آسان کام جانے لگا اور جس میں ہر ملک پیرا ہو گیا ہے اس کا حامل رہنم ہو جاتا ہے۔ تمام کرم زنا کر سے گا اور یہ اس کے نزدیک آسان کام ہے۔ اگر کچھ نکاح کر لے نہ کرے گا۔ یہ مشکل کام ہے۔ تاہم قتل کرانہ رات کو چوری کرنا سردی اور برسات کی تکلیف اٹھانا رات بھر چتا اور رات بھر چھل رقص و سرور میں جا کر آسان مگر آہٹھن بھی عمارت کے لیے جائے اور دھوک کی تکلیف اٹھانا پہاڑ سے بھاری ٹوڑا جس کو ہزاروں روپیہ دے ڈالنا آسان۔ لکھن کی راہ میں دو پیسے بھی دیا نہ مشکل۔ یہ ملک العالی جس کے سبب خدا نے تمام پیرا ہوں کے لیے ہر کام آسان کر دیا ہے قبر میں عذاب نہ ہو شرمیں جنم اور طوق نہ بنیجہ۔ اے اے اللہ صلیہ اول ملکین روشن سے اور دوسرا چھ جانے والی رات سے مشابہ ہے۔ اول کا صاحب زور سرے کا صاحب مادہ ہے مگر وہ بد بخت جو بلی میں کھل کر آتا تھا اور ایک کام میں صرف نہ کرتا تھا نہ آپ کا کدہ اٹھا نہ تھوڑا بیٹھ عتہ حلقہ لانا توڑی اس کے کرنے کے بعد وہ کس کام آئے گا۔ وہ تو اور ان کے ہاتھ میں چلا جائے گا جو کچھ جنم کے جسٹن کرے میں کرے گا جب وہ مال کیا کام آئے گا۔ پھر اس پر اس قدر فریجیگا۔

فائدہ: جس طرح خاک اور کمال کے لیے عین وصف بیان کرنا ہے۔ ایک مصلی اللہ کی راہ میں اور دوسروں میں پیرا ہو گا۔ سوم و صدق بالحسنی درستی اعتقادات و ایمان۔ اسی طرح قصان و کلویت کے لیے عین ایمان و منوں کے مقابل میں شین صلیج رذیلہ بیان فرمائے۔ بغل اعطی کے مقابل میں غل بھی بڑا ہی صلیج ہے۔ غل کے ہر بھی صلیج موصوم ہو کر تے ہیں۔ اس کے دوست دشمن ہو جاتے ہیں۔ غلامی میں اس سے نفرت پیدا ہو جاتی۔ کوئی بھائی سے یا دھن کرنا۔ ہالیم ہالیم یہ حقیر شاعر ہوتا ہے اور اہل کے مقابل میں واسطی حکمران کا نام اہلی سے ہے پروٹی کر ہوں اور برے کا دوس سے ہے پرواہ کر کھل میں لانا عاز اللہ فاسق و بدکار بھی مخلوق میں گنوا ہو جاتا ہے۔ اس کے کسی کام میں برکت نہیں ہوتی۔ عالم نفس اس کے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی دہ کو قبولیت نہیں۔ مردہ ولی میں برکت نہیں ہوتی۔ آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور صدق بالحسنی یعنی ایمان کے مقابل میں کذب بالحسنی بے ایمانی کا فروہ عقیدہ تو خدا کا دشمن اور سخت تکبر ہوتا ہے۔ اس کے کسی ایک کام کا بھی آخرت میں ثمرہ نہیں ملتا کیونکہ آخرت کا اعتقاد نہیں۔ شب درمیانی تیسرا سترہ گیا کس میں بعض منافقت حیدہ ہیں تو بعض رذیلہ اس کو کھینچنے کے نام پر چھوڑ دیا کہ وہ آپ کو کھینچے گے اگر ایمان ہے تو قصور میں سے فرما کر نہایت ہے۔

إِنْ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۖ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۗ فَأَنْذَرْنَكُمْ قَارًا ۖ تَكْفُرًا ۝

ہے۔ راکاری اور دوا، فرضی دنیاوی کے لیے نہیں بلکہ طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اور اپنے درجہات کی ہم درمستی کے لیے۔ نہ کوئی کے حق پاکیزگی کے بھی ہیں اور افزائش و زیادہ کرنے کے بھی ہیں۔ اس نیکو اور نیکویتی صادق آتے ہیں۔ اس لیے کہ انکی دنیا اب محض رضائے الہی کے لیے خرچ کیا کرتا ہے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے اور رضائے الہی میں صرف کرنے سے ہر بات و قہر و ت میں ترقی و افزائش بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس فقر تقرب کے لیے جو عبادت پائی اور ہوا ہے جس سے یہ اوستہ بہ اوستہ بہ اور نیز الی کو ایک قسم کی نورانیت قلب حاصل ہوتی ہے جس کو اشراق کہنا چاہیے اور یہ جیسے نئی اور کہ اور اس میں خلعت تہ مال سے پوری پاکیزگی ہے۔ اور اس کی اپنی تشریح کرتا ہے۔ وما لاحد عنده من نعمة تجزى له الا ان کو کسی کا دیہ نہیں آتا اس سے بدلہ میں۔ یا وہ کسی کی خدمت و اس کا بدلہ نہیں آتا۔ ان لہجہ و وجہ یہ لاعلمی کہ کھن اپنے خدا کے برتری ذات کی کو بخش میں یعنی غامض اس کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے اور کوئی فرض نہیں۔ پھر اس تعلق کا ادارہ آخرت میں کیا انجام ہوگا؟ آپ میں یہ فرما تا ہے۔ و سوف یرضی قسم ہے کہ وہ بہت جلد رضی ہو جائے گا حق و ہر بات آخرت میں اس قدر بخش اور اس جہان کی خوبیاں اس کو عطا ہوں گی کہ رضی ہو جائے گا۔ اپنے صرف کرنے اور خدا کے ہاتھ و برتری رضا مندی حاصل کرنے سے بچتو۔ گے پھر پھر پھر خوش ہوگا۔ مال خرچ کرنے کا نتیجہ آخرت میں ملے گا اور سوف کے معنی ہیں آئندہ کے۔ یہاں ہے کہ یہ سب کو کہہ دیا آخرت میں نہ کا جس کا شریعت سے ہے۔ یہاں لیے فرما دے کہ ان میں خبرات کا کوئی مصلحت سے بدلتا ہے گا تو فی حلقہ نہ ہوگی لیے یہاں سے یہ دعوہ کو پروردگار کے کی جیسی کہیں۔ اور انہی کو خرچ کے بارے میں پھر بھی خرچ پر تیار ہو جائے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ایسا اوقات اللہ کر دے کہ ان صرف کرنے والے کے مابین برکت ہوتی ہے۔ مصائب سے محفوظ رکھ جاتا ہے۔

فائدہ عرف شرع میں اتنی ہی کو کہتے ہیں جو موسیٰ معذرو کیاڑ سے پاک ہو اور جو دنیا کی گناہ مرزد ہو جائے تو یہ استفادہ صحتی دل سے کرے اور نہایت خدمت کرے اور صوفیہ تمام کے نزدیک اس کے بعد فطرت اور توجہ الی ماحولی اللہ کی نجات سے بھی پاک ہو۔ نہ دل میں حب و ہوا و دل ہو نہ اللہ جل جلالہ کے سوا اور کسی کی جگہ ہو۔ پھر حقیقی کے بھی وہ بات عقائد ہیں۔ فرما کہ اس کا یہ ہے۔ صلوٰۃ علیہ وسلم۔ اس کے بعد پھر صدیقی پھر شہید پھر صحابہ امت اور اولیاء کہ ہم بھی صدیق و شہید کے مزدور ہیں داخل ہیں اور بنی لوگ اصحاب الیمین اور سابقین ہے۔

آیت پر شہداء اور اس کا جواب! اب اس آیت سے بطور مضمون مخالف کے یہ سمجھا گیا کہ جو اتنی نہیں کوئی ہو اور اس ذلالت تخطی سے دور نہ ہے یعنی جو معذرو سے بچتو نہ ہو موسیٰ معذرو کیاڑ سے بچنے والا ہو۔ اس کو اتنی نہیں کہتے۔ حقیقی کہتے ہیں۔ اور اس آگ۔ نہ ہے کہ مخالف یہ پہلی آیت کے کہ جو جس میں یہ تھا کہ اس آگ میں نہ تخطی فی داخل ہوگا۔ مخالف ہے کہ لیے کہ تخطی تخطی کیا تخطی بھی نہیں۔ اس الیمین کے جواب میں علماء نے طرح طرح کے جواب اپنی غایہ میں ذکر فرمائے ہیں مگر کا یہ لغو و لغو۔ کہ نہ ایک یہ الیمین ہی کہہ نہیں۔ کسی لیے کہ اول قوم بلکہ مضمون مخالف ہو اگر یہ تفسیر ہے۔ جیسا کہ علماء اصولی فقہ نے زنجی تفسیر میں تصریح کیا ہے بلکہ یہ عذر دہی بات ہے کہ کبھی کسی قیدی و معذرو اس کی بہترین اور خیر فی جہان کے لیے ذکر کیا کرتے ہیں مگر یہ برادر نہیں ہوتی کہ جس میں یہ قیدی و معذرو نہیں۔ اس کے لیے مخالف قسم ہوتے ہیں۔ اس کی تفسیر قرآن و حدیث کی آیت ہیں۔ ان کے لیے یہ کہ لا تکرہوا انکسار اللہ علی اللہ ان اذات تحسنوا لہم عوہ العیونہ لندیا کما فی لوفہ یوں کو ذکر کرنے اور خیر فی جہان سے پروردگار کو۔ اگر وہ پاک و انجی ہیں۔ اب پاک کما حق کی قید اس سے ہے کہ پاک کما حق کی خیر فی جہان کو مقصود ہے نہ کہ اگر وہ پاک کہ حق نہ چاہیں تو خیر فی جہان سے پروردگار کا حق۔ اسی طرح آیت میں صرف اتنی ہی خیر فی جہان مقصود ہے نہ کہ جو اتنی نہیں اور ان کے معذرو تخطی۔ اور اگر یہ مضمون مخالف

میں مان لیا جا۔ تو کچھ ٹھنڈ نہ تھیں۔ کسی بیٹے کو کہا کہ وہ مغاڑے سے بھی نشانِ مغلّہ دے کر قتل ہو جاتا ہے جس کو دیکھ کر ہم کو آگ ہے۔ گوراباگلی کہہ نہیں رہی بلکہ سوخت پر اور بات ہے کہ حق بھانڈے مغاڑوں کو ہمارے ہر ٹھیکہ دار پر امر اور سنو۔ گھنگناؤں کی مچالی کے

اسباب: کبھی تو اردو رسمہ ٹیکہ کاموں کے صلہ میں مڈانٹا ہے۔ لکاکا اکیں الحسنات ہندیں الجہانت کو تکیاں گاہوں کو دروازے کی ہیں۔ جولوٹک ہندوں اللہ سمیٹا ہر حسنات کے ان لوگوں کے گمنام کو لکھیوں سے بدل دیتا ہے ارادہ۔ جب کسی دوسری میں کثرت اور ہے۔ ایک بعد شرافت سے نہ پڑنا چاہا جو کمرے کا نہ صرف کہ دیتا ہے۔ پانچ خرچہ کے گناہ اور نقصان کے روزے سال بھر کے دیکھو کہ اور بھی دینی تکالیف پوری تکلیفی موت افزا دینی حادہ شرعیہ صبر کیا جاتا ہے۔ گناہوں کا کفار ہوجاتا ہے۔ اس کو بہن اسی قدر عذاب پر پانی مل جاتی ہے اور بھی علی دل کی نہ است۔ انگلی پڑی جو اس پر بظاہر قرب علی اللہ ہے۔ اور عقلی یعنی شکر دانے والی کس ہوجاتی ہے۔ وہ بھی اس آگ میں مل کر قوز کی ابر کے بعد نجات حاصل کر لیجئے ہیں اور اللہ کی دل کی آگ کو بڑی نیت آگ ہے جس کی گرمی سے دل تھما کر آگ نرسے ہیں اور بھی موت کے وقت کی پختی اور بھی تھوڑی کی پختی نکل اور کھرہوٹ سے بے نفاصت جاتے ہیں اور نہیں تو تھوڑی رحمت کا پانی اور شفاعت کا بار بار طلب کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ کھرہوٹ فریق کو کیا جواب آئے گا۔ وہ جو کہتے ہیں۔

فنان کے جھوٹی کہا جیسے میں نہیں ہے جاتا۔ جس آیت کا مضمون تکالیف اس سے کر مرنے لگتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

میں یہ نہیں جانتا کہ کہیں بھی قرآن مجید میں جہاد کا نام نہ رکھ سکا یا وہ اہل بیت کی جائز تائید کے تحت نہیں چلا رہا ہے اور انہیں جو عورتوں سے نکاح ہوا تھا وہ

انہوں نے کسی کو نماز میں اس سورہ کے بعد گھیر دینے کا قول دیا کہ بہت خوب کیا۔ یہ سنت ہے۔

شائبہ بن زید: پھر بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ انصحنی سے لے کر اخیر تک جس سورہ کو تمام کرے تو خدا اکبر کہے۔ بعض کہتے ہیں اللہ اکبر اور اللہ و اللہ اکبر کہے۔ جہاں کی علماء نے ہیں بیان فرمائی ہے کہ ایسے مدت تک آپ کو کوئی بات نہ ہوگی گی۔ مگر ہر شرع ہوئی تو لکھی سورہ و انصحنی نازل ہوئی جس کی قرعہ میں آپ نے بھیجی تھی۔ اس روایت کا کوئی ثبوت نہیں مگر بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و امام احمد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ پکار ہو گئے تھے۔ ایک یا دو رات اٹھے نہیں۔ ایک روایت نے آ کر کہا کہ یہ کہہ (ﷺ) میں تیرے شیطان کو جس دیکھتی۔ کیا تجھے پھونڈ دیا۔ تب یہ سورہ و انصحنی نازل ہوئی اور سلمان بن عیینہ جزیجی کی روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی تو مشرکوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ نے محمد (ﷺ) کو پھونڈ دیا۔ تب ان کے قول پر دکر مرنے کے لیے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں پھونڈا۔ یہ سورہ نازل ہوئی۔ یہی اس کا شائبہ نازل ہے۔

ناقد: ابن حبان و غیرہ صنف سے متقول ہے کہ سورہ جو سورہ تم میں مذکور تھا کہ حفص رضی اللہ عنہ کی فیکان قاتب فوسن لواءہ فی خلواہی ابی عنہما ما اوصی (نئی رسم) نے اپنے پیوند کی طرف دیکھ بہت عی قریب ہو کیا قادی کی جو کچھ کہی کی اس میں یہی سورہ و انصحنی کی گئی۔ خاصہ یہ ہے:

چند روزہ وحی کے بند ہو جانے سے جس کو فقرہ کے نزائیکہ قبض کہتے ہیں اور وہی کو کبھی منڈل بھی کہتے ہیں۔ ایسے غیب حاجت رنج و غم کی آنحضرت ﷺ پر گزرتی تھی جس پر کفار کو محبوب حقیقی کی زرخش اور بدائی کے طرد دینے کا موقع ملے۔ اس پر درجائے رحمت ہوئی زن ہوا اور یہ سورہ نازل ہوئی جس میں اس طعن کا رد اور آنحضرت ﷺ کے کلام اور آئندہ کے لیے نقلی اور قرب روز انہوں کے وعدہ کا مژدہ ہے۔

نقل۔ واللہ عنی والیل ۱۵: جس کی قسم ہے روز روشن یا رات چاشت کی اور قسم ہے رات کی جبکہ چھا جائے اور بجلی پڑے۔ رات چاشت کو (جبکہ آفتاب کی مسکلت کا عروں ہوتا ہے اور جہاں میں نور بجلی جاتا ہے۔ رات کی کوئی عملی چیز جو اجماعی طرح دکھائی نہیں دیتی تھی اچھی نہیں رہتی۔ اقرب النہی اور نزول وحی کے رات سے چوتھی مشابہت ہے کیونکہ اس وقت چاہے ظہنی اور ہو جاتے ہیں اور شہید اہلی اور شہید کوئی کا عیور ہل ہوتا ہے۔ عالم قوت کے سرا و تکلف ہو جاتے ہیں اور رات کو بعض واقعات بھی کے زمانہ سے کمال مشابہت ہے کیونکہ اس رات ایک قسم کی مسکلت ہوتی ہے اور نیز روز روشن کو کثرت و سرور سے اور رات کو رنج و غم سے مشابہت ہے۔ اس لیے واللہ عنی کے مقدمہ کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایام غم و جرد و انتظار کی تمام ہو چکے۔ اب روز نزع و سرور و تالیق وحی کا وقت آ گیا۔ اس میں آنحضرت ﷺ کا مژدہ ہے۔

رسد مژدہ کہ ایام غم و غم و غم و غم

چنان نماز و جنس نیزم و غم و غم و غم

رات جب چو جانی ہے اور اس کی مسکلت عالم پر طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت کوئی روشنی نہیں ہوتی اور ایسے ہی موقع پر رات کا چھا جانا مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے زمانہ چاشت کی طرف اور بھی مسکلت آفتاب نہ ہو جو یہی صاحبہ المستودعہ اسلام کے جلوہ گر ہونے کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ سے ازل تھا۔ آپ کے بعد ہر رات بجلی کی مگر آفتاب کا ظہن قرعہ خلافہ قوت و تاباں ہوا اور اس کے بعد پھر رات کی چھائی کر جس میں شد و لرزہ پیدا ہو گئے اور ہر ایک فریق دلائل کے چر و مل اور مشعلوں سے استقامت کرتے رہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مذاہب محمد بن و طریق اواباء اللہ اس نور میں مسکلت و وجہ رکھتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ وقت

پاؤں سے اس نورانی کی طرف اشارہ ہے جو غیب محمدی علیہ السلام پر جلوہ گر تھا اور شب - نہ اچھٹے اندھ کی طرف اشارہ ہے کہ جو انھوں نے اور اس پر طاری ہوا کرتی ہے۔ نورانی گونا گوں رنگوں میں نظر آتا ہے۔

فائدہ: روحی کہ جس کی قسم ہے بظاہر عام ہے مگر بعض نے خاص مراد دیا ہے۔ چنانچہ امام غفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے فرشتوں سے دو ٹیڑھ مراد لے کر جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے گزارش کیا تھا اور اس سے لیلۃ العرآن مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میں نے جنت کی روضہ کی اور وہاں سے پہنچ کر بارگاہ مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں غیبی قلوب کا نور اور اس قلوب کا فریقین کی تعلیم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میں نے آپ کا چہرہ منورہ دیکھا سو نے مبارک - بعض کہتے ہیں غیبی : حضرت علیہ السلام کا ظاہر عانی جو سب پر روشن ہے اور جس آپ کے اسرار روحانیہ کو ان کو بجز علماء الغیب کے اور کوئی نہیں جانتا۔ بعض کہتے ہیں کہ میں نے اسلام کی ترقی کا روز، نار لکھا میں نے کائنات کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی وسعت ہے۔ ہر ایک احتمال کی تکمیل میں ہے اور یہ چار سچے ہیں۔

سوال: اس جگہ کو ان کو کس قسم کے سچے مقدمہ اور رات کو تو قرآن اور روایت میں ہر کس لیا تھا۔ اس کا کب سبب؟ جواب: علماء کرام نے اس کے جواب میں نہایت بے پناہ سوچیں کی لڑیاں پڑھیں ہیں مگر سب سے آسان اور جلد بھروسہ آنے والی یہ بات ہے۔

(۱) ایک کہ میں نے سورۃ میں صدیقی اکبر جلیل القدر کے کھڑے تھے۔ ان نے اسی سورۃ قیامت کی بھی کہتے ہیں اور اس سورۃ میں : حضرت علیہ السلام کے قہقہے نہ کر رہے تھے اس لیے اس کو سورۃ القہقہہ میں لکھا۔ کہتے ہیں وہ یہ ظاہر ہے کہ صدیقی اکبر جلیل القدر کے کلمات و نور جو بگم تھے وہ آفتاب نبوت کے غم کو ختم کیا اور انہوں نے اسلام سے پہلے یہ بات کہ حاصل نہ تھی۔ دینی امام جبران پر بھی طاری تھا جو محمدی تحریک کی تمام دنیا پر طاری تھا اور آنحضرت علیہ السلام کے بیچ۔ نبیاء علیہم السلام میں کے بیت علیہ السلام میں بیٹا ہوا ہے۔ اس لیے سورۃ القہقہہ میں رات کو حضرت کی قسم مقدمہ کیا اور اس سورۃ میں دن کو کہ طلوع ہو کر وہ صدیقی کے چہرے کی شکل اور نورانی ہمدانی سے دوسرے۔

(۲) ایک کہ میں نے سورۃ میں رات کا زمانہ ذکر کیا اور میں سورۃ میں دن کی بات کی طرف اشارہ ہے کہ صدیقی سے ترقی کر کے محمدی کا مرتبہ ہے اور نیز جس فرشتہ ان کے بعد رات ہوئی ہے۔ اس طرح کہ رات کے بعد یا جس صدیقیت کی پوری روچہ پڑتی ہے۔

چاکر محمدی رات و وقت گھٹنا شد خراب

ہوئے محمدی رات کے جویم ز گلاب

اور یہاں دونوں حضرات میں کوئی اختلاف و وصل کی نہیں ہے جس کا نتیجہ دنیا میں ہر جگہ آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ وقت ہر فرشتہ میں شرکت تھی اور اس کے بعد بھی اپنے آقا کے پیوہ پیوہ ایک دوسرے منورہ میں بیٹے ہوئے ہیں۔

(۳) ایک کہ رات اور دن اس کے قیام کی طرف اشارہ کی ہوگی۔ کہی دن ان قسم کو مقدمہ کر دیا اور بھی رات کی قسم کو مقدمہ کر دیا۔ لیکن دن کے اثر کو مقدمہ کرنے میں ایک یہ بھی اشارہ ہے۔ یہاں جو تھو کہتے ہیں کہ میرا رب تم سے اعراض ہو گیا اور تجھے چھوڑ دیا جانے اور مظلوم سے یہ منازعہ جو یہ کلمہ آنحضرت علیہ السلام پر تو جس قدر شافی گزرتا ہے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا میرا آنحضرت علیہ السلام سے کتر اور کے لوگ جتنی دافغان طریق میں منازعت کو مقدمہ تسلیم سے بلا کر تصور کرتے ہیں اور جب دعا کرتے ہیں تو بھی کرتے ہیں۔

غلامی حافظ ذوالفقار محمد

کہ ہشتون کمرہ دستکار احمد

سوچہ تکلیف تو آپ کو نہ ہوئی تھی اور رات کا وقت تو آپ کا سراسر اطمینان تھا۔ لیکن وہ دن کی وقت ہو جاتی تھی کہ میں آپ کو یہ حلاوت حاصل ہو سکتی تھی۔

(۴) یہ کہ یہ جو آپ کو سنتے ہیں کہ قلعہ چھوڑ دیا، انا کہے ہیں میں کو وہ پہر میں بھی آفتاب نظر نہیں آتا، پھر اسے تو رات میں ہے۔ آپ ان کے کہنے کی کوئی پروا نہ کریں۔

(۵) یہ ہے کہ جس طرح آفتاب رات میں ہونے کے بعد چرخی ہوتی ہے مگر اس کے بعد پھر آفتاب طلوع کر دیتا ہے۔ وہ جیسا کہ طریقہ و طریقہ رہا، اسی طرح آفتاب و چرخ میں ہیں۔ ان پر بھی ویسے ہی آفتاب کی طرح کیا نہیں ہے۔ عارف کہ یکساں حالت نہیں رہتی۔ کبھی آفتاب نہیں اور خود بادِ ہمالیہ جھلک اٹھتا ہے، طلوع کرتا ہے، ماس کی وہ چرخ ہوتی ہے۔ جہاں غمت ہے وہی کام دکھان بھی پاتی نہیں، جہاں پھر بھی انسانیت کی چرخی اور حالت کی رات بھی چھا جاتی ہے مگر اس رات کے بعد پھر آفتاب یعنی طلوع کر رہتا ہے۔ اسی جزوِ دوم سے یہ لایا کہ لیا کہ ان کو اس سے دور کر دیتی، انہیں کام سے جس پر وہ مشرقت کی رات کا وہ چرچا چلا دیتا ہے، اور نہ تو اسے اپنے لذت دکھا ہے۔ اس کے کہہ کر کے بعد سال ہی حروہ ہے یہاں تک کہ رات کے لیے رات کے بعد آفتاب کا وجود ہو ماس کے آفتاب ہے مگر یہ کہ باطن اس سے جو کوئی جو نہیں جس مصلحت سے چند روز کی بدلتی ہے اس کی حقیقت سے یہ کیا وقت؟

پھر اس بات میں کیا نتیجہ ہے کہ تمام دن کی غم نہیں کھاتی صرف رات چاشت کی، خوف رات کے کہ اس میں کئی وقت کی تعلیم نہیں لی بلکہ محرم سمجھا گیا؟

والمیقہ یہ ہے کہ رات چاشت فرحت و سرور کا وقت ہوتا ہے اور رات کو وہ دھوم کا وقت ہے، وہیں کو کہ یہ رات چاشت تمام نوازات کی ذرا ادا کا وقت ہے کہ سب کے کدوں پر مچھوڑا۔ چرخ اور کوس بھی جاگ اٹھتی ہیں، اتنا ہرات نیند اور نفلت کا وقت ہے جو موت سے متاثر ہے، جس میں اشارہ ہے کہ انسان کی فرحت اور اس کا سرور، یہ نسبت کوس و دھوم سے بہت ہی کم ہے، ہاں کی انسانی ہستی کا جزو، دھوم کی نسبت کے زمانہ کے فضا سے بہت غریب ہے۔ پھر کتنی ہی خوشی اور ان کی حسیہ سے ہر حال پر غور ہو کر بھی۔

نارنگہ، کھجور، لہسن، چائے آفتاب بلند ہونے سے ملے کر نصف الشہادت سے پہلے تک کارہ نہ ہے۔ اس وقت میں کوئی نماز فریضہ نہیں، کس سے کہ یہ کہانہ کا وقت ہے، انہیں فرحت کے لیے اس وقت بھی چند خوشی پر حسیہ ہی مسئلہ ہے کہ جیسا کہ رات میں تہجد یا اس سے کبھی نہ کرے، نماز چاشت تمام کم یا رات کا وقت اور زیادہ ہے، زیادہ بار و رکعت ہیں۔ اس کے لئے بہت سے فضائل ہیں اور اہل احکام و ستورہ کے اور انہی نصرت کے لئے کیا ہے کہ جو فقر و غم و تنگی سے دور رہے، نہ کہ چھوٹا نماز چاشت اور اگر کوئی تنگی اور دہان کی آمد میری اور صاحب سے چٹا چاہا ہے تو وہ تجھ پر حاکم نہ۔

اب وہ بات بیان فرماتا ہے کہ جس کی سرمد وقت کے لیے رات اور رات کی غم نہانی ہے۔ فقار مولود غن ۱۔ یہ وہ عالمی کتبہ قرار دے پائے، گھر (کھانا) نہیں رکھتے کیا ہے اور نہ تیار اور روزگار تم سے خوش ہوا ہے، حتیٰ کہ چھوڑ دو کس مصلحت سے، حتیٰ کہ بد ہوئی اس لیے نہیں کہ تیار ہے۔ اپنی پرورش کرنے، اس کی پرورش میں، کھانسی اور تیار کی حالت میں کھانا دیا گیا ہو، بلکہ فقر یہ، پھر وہی آفتاب بھوکہ ہوگا۔ جیسا کہ رات کے بعد پھر آفتاب کا چرخ طلوع ہو کر رہتا ہے۔ اب جلد رسالہ کی اور آپ روزِ انوار آپ کو نصیر آئے گا، اس میں فرما رہا ہے۔ وللاخرة عید ملک میں اللہ کی تیار کی ہر کھانسی راستہ کی ہے کہ آخری ہفتہ ہے جو آنے قرب رسالہ ہے، کل اس سے زیادہ ہے اور جو ہے تمام اس سے زیادہ ہے اور یہ بیت جہاں کی کئی مصلحتی ہے کہ زمین اور جزو، ان پر اشک و سلاطین جاری ہے۔ پھر پرورش ضروری ہے تو ہم بھی مستفید ہیں مگر پرورش باطنی اور جو آپ اپنی تیار کے لیے ہے کہ ہمیں کس سرمد و علم کے خود کو تیار کرنے چاہی، وہ پرورش باطنی اور اپنے خود کو جس سے سوز پائے، وہ علم اور میں وہ خرینا کے خزانے تیار ہے ہاتھ میں وہ آپ کو دے گا، وہی کہ اب یہ

اور غم نہ ہے، خود کو تو کس سے جس سے سستی ہیں، نصرت کرنا کھانسی، زیادہ نصرت آپ دوسرے سے چاہتا ہے۔ اس

ایساں نے یعنی خدا نے تمہیں قریب نہیں پایا کہ مجھ کو جلدی۔ قبیل نہ کی یہ ہے۔ آنحضرت ﷺ محل میں تھے کہ منہ پر چھڑا کر
والد ماجد مبراۃ کا سینہ جڑی میں انتقال ہو گیا اور کوئی جائیداد مال نہ چھوڑا کہ جس سے ہنس، نکلے اور کیڑا ہوں۔ پھر حق تعالیٰ نے یہ
انعام کیا کہ آپ کے بڑا اچھا عہد المطلب کو آپ پر ہوا کہ یہ کیا کہ آپ کے آگے تمام اوزار کو بھینا گئے۔ عہد المطلب نیز
الاولیٰ تھے اور حال یہ تھا کہ جب حضرت علیؓ چھڑا کر جس کے تھے تو والدہ جہود میں دینا سے رخصت ہو گئی تھی۔ سب نام نہ آپ صرف
اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ عہد المطلب کو لڑنے کو نہ تھا ہے۔ جب آٹھ برس کے ہوئے تو عہد المطلب بھی چل بسا۔ اب خوف خدا کو کیا کیا
مہینہ میں غم گرنے کی جگہ حضرت کے بچے ابو طالب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے والد ماجد پر مبنی کر کے لگے اور یہی کہ کوئی اپنی قیمتی
اولاد کی بھی ایسی نہ کرے گا۔ یہ سچی کا زمانہ اس طور سے گزرا۔ اب پہلی ہوئے۔ یہ دوسرا عہد مبراۃ کا شروع ہوتا ہے۔ اس میں ہوائی کی
اشکیں اور خوفِ شہ کے دلوں کی کچھ نہیں ہوتی۔ ہر چند آپ روز روز کی نئے نئے طوالت میں ہی رہیں، الموعود ہیں تھے۔ خدا پرستی
تمام میں خالق آپ کا شیوہ تھا کہ ہر عہد میں قرب اور محبت کی مشعل گھانے اور نیزہ والی اور شریعت اسلام کی حقیقت سے جڑ آپ کو بعد
شرفا میں ہوتی، ماذن تھے۔ اسی کو چہ سے بھولے ہوئے تھے اور حیران و طالب تھے لیکن حق سبحانہ نے بھلائی کی۔ اس بات کی طرف وہی
جملہ میں لایا کرتا ہے۔ وجود اللہ خدا تعالیٰ کے جسے تمہیں مجبور ہوا یا طالب پایا کہ پھر تمہیں رہ جڑائی کی۔ جیسا کہ ان آیات میں اور شہ
ہوتا ہے۔ ما کنت فندی ما الکتاب ولا لایہاں علی۔ آپ عبادت کرتے تھے مگر یہ تقدیر نہ کہ اور اس کے آداب و فریضوں
جانتے تھے۔ پاکی سے دور رہتے تھے۔ اچھا پاؤں دھو کر کرتے تھے مگر وضو اور غسل کے دستورات نہ جانتے تھے۔ خیرات کرتے اور اس کی
تاکید کرتے تھے مگر اس کے معارف اور عقائد کو نہ اس کے دیگر دستورات۔ اسے واقف نہ تھے۔ اسی طرح ایک محبوب الہی کا عہد ہوا
دل میں ایک آنکھ عشق شعلہ دار تھی مگر اس کی قوتی اس کے خواہش سے واقف نہ تھے۔ اس حالت کو مثال سے تعبیر کیا کہ ان کی ہدایت
سے باز تھے۔ مغربین نے مثال کے چکر میں بول فرمائے ہیں۔ کسی نے کہا کہ مثال سے مراد یہ بھولا ہے جو آپ شام کے ستر میں
بھول گئے تھے۔ بعض نے کہا طبعاً مدہ سے ہاں ایک بار بنگل میں گم ہو گئے تھے۔ ہم نے کہا کہ کون سا بار گئے تھے؟ یہ سب رت بھول گئے
تھے۔ اب جملہ جاہل ہوا تھا۔ آپ کو اٹھا کر اپنے پیچھے سو کر۔ کونانی ویزاری تو نہ تھی۔ ہر چند مات قاصر و جنس بھی نہ تھی۔ مگر خراج
غیب سے آواز دینی کو نہ دانا ہے۔ جہاں کے سردار و پیچھے سو کر رہا ہے وہ آپ آگے ہوتا ہے۔ یہ آگے ہونے کے قائل ہے۔ تب آپ کو
آگے بٹھایا۔ جب اونٹنی چلی۔ کہ عہد المطلب سے کہا کہ یہ تیرا بچہ کھینچ کر لیا گیا تھا کہ اسے ارادہ ہوا کہ بھلا۔ بعض نے کہا وہ عہد محبت
کی بے تالی ہے جیسا کہ جنوب علیہ السلام کا حضرت یوسفؑ ملا سے تھی اور کسی بے بیوں نے بھی کہ تھانک لغی حلال اللہ بعدہ حاکم
حضرت یوسفؑ علیہ السلام اور کسی گروں میں نہ تھے لیکن اس مقام پر مثال سے مراد عہد اور حیرت ہے جو حضرت علیؓ پر طاری تھی۔
فائدہ: حضرت انبیاء علیہم السلام، ہر عالمی اسلام کے نزدیک گرامی سے پاک تھے۔ خدا سے غریب نہ کرے کہ غریب کوئی آپاک
وصدان کے واسطے محبت پر نہیں لگا اور نہ لگنا چاہیے۔ کسی نے کہا جس نے ان کو کوئی بلا چھوٹی کا پیٹا کر بھیجا۔ دو دن کی سیرت اور صورت اور
اخلاق کا حضرت علیؓ کو بکھر ہونے پر چاہی جس میں ہر امر تصور الہی غایت ہو جائے۔ بعض گمراہوں نے آنحضرت ﷺ کو گمراہی میں اس لفظ سے
استدلال کیا کہ بڑی جرأت کی ہے۔ اگر ہوا نکلی ہے تو فی الزمر شعیب جیسا نہیں اور خود جیسا حالہ اور آپ قرب پر گرد و بار و ان مشہور ہے تو
بڑا کینہ میں اور دین کی دوسیا کی ہے۔

تیسری حالت یا عمر شریف کا دوسرا ہے کہ جس میں عہد اری ہے۔ منہ ساجد، آنحضرت ﷺ نے کلمہ شہ میں نازل کیا جہاں نہ
راحت جس کی صنعت نہ ہوئی کا عہد تجارت۔ اس وقت حق سبحانہ نے یہ احسان کیا کہ آپ کوئی گروہ۔ اس بات کی طرف اس جملہ میں اشارہ

فرما ہے۔ خود حیات عالمہ کا فلسفہ اور تم کو تقریباً تو فہم کر دیا۔ حضرت علیؑ کی جنگ دینی ظاہر ہے مگر مصلحت حاصل ہوئی۔ اول تو مصلحتی دل کی فتنہ ہے۔ سیر بات حضرت علیؑ کو بہت کچھ دکھائی اور دراصل جس کو فتنہ طعن حاصل نہیں۔ گو یہ ساری باتیں اور جو کچھ بیان ہے، ادا کرنا چاہتا ہے، اول میں ہے قراری ہے۔ برخلاف طعن کے کہ اس کو اطمینان ہے۔ دوم حضرت کو فتنہ یہ نہیں پہنچا جو کسی فتنی میں سے ایمانی ترش کلام کرنا جانتے تھے مگر وہ کسی کی طرف نہ دہشت نہ کرتی تھیں۔ آنحضرت علیؑ کو قبول کیا۔ یہ بڑی امداد تھیں اور آنحضرت علیؑ کی تابعدار ہو کر جان نثار بھی تھیں۔

یعنی ہم اسے بھی کریم علیہ السلام کی گزشتہ عمر میں تم پر کیا کیا احسان کرتے رہے۔ پھر آپ آئندہ جو بیچارہ طعنات کا وعدہ کرتے ہیں۔ اس کو کچھ گنہگار نہیں گئے۔ آپ ان جیسے ذہن کے انکسارات کے شکر یہ ادا کرنے کے لیے تھیں مگر سارے فرما رہے۔ (اللہ اعلم بالصواب) خلا تھو کہ نتیجہ جو جو اس پر ظہور کرے۔ اپنے پیش کی زمانہ کو یاد کر لیا کرو۔ آنحضرت علیؑ تو کسی کی طرح کیا اور کسی کی کو نہ دیتے تھے نہ کسی رعبانہ کسی پر فتنی تھی۔ عرب میں اسلام سے پیسے چھلت اور سخت بدکاری کی کوئی حد نہ تھی۔ خصوصاً قیسوں، ہزاروں اور مضعفوں پر زیادتی کرنا اپنے ذماتے سے لے کر اپنے انکسارات کو روک کر کوئی بات نہ تھی۔ اس لیے بظاہر تو کیا کریم علیہ السلام کو خطاب ہے مگر حقیقی سب کو کھڑکھڑاتا ہے کہ چشم پر قرینہ کرنا یہ لفظ عام ہے۔ نہ باقی ہر کس کا سخت کلامی کرنا بدکاری کے حال نہ رہا مگر یہ نہ تھا کہ اس کے دل کی حیانت کرنا یا عافیت سے ملے لیکن سب قریش و اہل ہے جسکے اس کے ساتھ ہو رہی تھی نہ کہ اس کے حال نہ رہا مگر یہ نہ تھا کہ اس کے دل کی حیانت کرنا یا عافیت سے ملے اور نیز اہل حضرت علیؑ سے سخت سے مقدم ہے۔ اس لیے یہ فرمایا کہ قرینہ کرنا میں نہ کیا کہ کریم کر رہا ہے کچھ ہے کہ جب قریش تو خود ادا کر رہی ہیں۔

جسیر خدا علیہ السلام بالخصوص تیسے یوں پر اسے ہر بیان تھے ہو تو ان کو بھی تاکہ یہ رحم کرنے کی فرماتے تھے کہ چشم کی پرورش کرنے والے میرے ساتھ جنت میں اس طرح رہے گا اور اپنی دونوں اٹھویں کی طرف لگا کر اشارہ فرمایا کہ جس خیرات ہاتھ کی ایک انگلی دوسری سے لی ہوئی ہے۔ اسی طرح میرے ساتھ ہو گا۔ یہ منہوں میں بخود ہی شہسود ہے اور چشم ہی پر موقوف نہیں۔ برصیف ہے کہ سر پر نہ کرنا اسلام اور اسلامیوں کا شیعہ ہے۔ اب اس کے پاس میں سے ایک سہ لکھ ہے۔ جب نہایت ذلیل و خوار حالت ہو جاتی ہے تب یہی طریقہ سوانی کرنا ہے۔ اس لیے فرماتا ہے و اما قل لعل لانا تھو اور جو کوئی سہ لکھ اس کو نہ تھو کہ اگر اس کے سوال پورا کرنے کی قدرت ہو تو پورا کر دو ہر طرح کے منوع امور کا سوال نہ ہو نہ نرم الفاظ میں جواب دے دو۔ مسائل کی دل غمی نہ کرو اور دیگر مصلحت و تقیہ نہ کرو کہ ایسے دینے کا کچھ بھی جواب نہیں۔ یہ اس دوسری صحت کے شکر یہ میں ہے مگر آپ کو شکوک کے بعد فہم کیا اپنے وقت کو نہ ملو۔

آنحضرت علیؑ کی صحت اور موت کی کچھ اچانک تھی۔ نہیں تو کہہ جانتے ہی نہ تھے۔ آپ بھوکے ہیں مسائل نے لانا کچھ صبر آنا دے دیا۔ ایک بار بحرین سے نئے بڑا دروہم آئے۔ ہانت کر خالی ہاتھ اچھٹے کھڑے ہوئے۔ ایک بار ایک موت نے ایک مہمہ چاروں کی تپ کھینچی۔ مسائل نے مانگی اسی وقت تیار ہوئی۔ کچھ میں اس دوزخ کچھ بھی نہیں رکھا۔ اس کے سوائے اپنے پاس نہ تھا تو قرعے کے تو لایا اور سے فرماؤں کہ کے لادایا۔ یہاں تک کہ ایک ہی کرتا تھا جیسے پہنچے ہوئے تھے۔ کئی نے لانا دیا۔ اب کوئی کیز نہیں جو بہن کرنا نہ پڑھانے آویں۔ لوگ بیٹھے رہو کچھ ہے ہیں۔ اس دوزخ سے آخرا یہ تہ لال ہوئی کہ کیا ہاتھ نہ کھو لو کہ کچھ ہو کر کچھ ہوا نہ۔

لانا آیت میں مسائل سے وہی مسائل مراد ہیں جو حاجت مند ہر سوال کرتے تھے نہ دوزخ کے مینوں نے یاد دینے کو آئی تو پیشہ کر لیا ہے اور کچھ دھڑکتا ہے۔ اس کے لئے جیسا مگر کچھ کوئی بہرہ پھر لیا ہے۔ کبھی کوئی اور صورت نہ جانی ہے۔ معاذ میں اور ادا نہ دیکر لیے ہیں اور جے کے ہیں۔ پھر ایک نہیں اور چارچہ دیا جانتے بھرتے ہیں اور کئیوں میں بیٹھ کر مسکرات چہتے ہیں، جھگڑتے چہتے ہیں۔

جس کے دم لگاتے ہیں۔ تہ ناز ہے نہ زور اور کوفتیری اور وصول الیٰ اللہ اور معرفت و حقیقت کی روح جانتے ہیں اور بھرتے کھاتے کیا ہیں۔ کوئی شای عکسار ساتھ نہ لے کر چلتے ہیں۔ اڑتے ہیں تو لیے بھیر ملتے نہیں اور بھیر کیا کیا اڑاؤ کہتے ہیں۔ عین جہاں حرام ہے اور ایسے ممالک حرام میں نہ تھے اور یوں کی خامی تو شریعت سے منع کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدود ممالک کو جو کھاتے پر قرار دیا تھا وہ اسے ہیں۔ یہ بے جہاں کا چھوڑ دیا اور وہ دن میں ہے شاید کہیں اور بھی ہو۔ اس سے صہ ہاؤ کوں کو بیکار اور تنہا کر دیا۔ حادثہ مندرجہ کا حق تلف کر دیا۔ ایسے لوگوں کو بیکار اور جو اصل عبادت میں اور شرم کے مارے سوال نہیں کرتے ان کو نہ بڑا بڑا اعظم ہے۔ مگر اس وقت کے مسلمانوں کی خاصیت کا نونہل بھی کے موافق ہوتی تو بہت کچھ قطع ہوتا۔ یہ بھی جنس کا کرشمہ ہے۔

فائدہ: آیت میں ایک لفظ ہے۔ ممالک کے لیے لفظ ٹھکر ایک عجیب لفظ عربی زبان و انفرادی سے رہا ہے جو کہ ممالک سے سلطان اور ٹھکر سے ٹھکر کھاجاتا ہے جس کو بیان ہوتا ہے۔ ممالک سے وہ ممالک بھی مراد ہو سکتا ہے جو ممالک نامی ہیں۔ اس کو بھی بھڑکانا چاہیے۔ یہ واجب اعظم اور اشد واجب ہے۔

اب اس تیسری آیت کے مطالبہ میں یعنی نہایت راہ شاد کے مقابلہ میں یہ حکم ہے واما بنعمۃ ربک فعدت اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کر کہ وہ نعمت کا کلام عام ہے۔ کوئی بھی نعمت ہو اور بیان کرنے سے وہ بیان کرنا مقصود ہے جس میں تعقلی اور اعتباری یا دیکھنی نہ ہو بلکہ اور دل کو جتنی سزا دے جو اس کی طرف رغبت و لاج مقصود ہو۔

بعض علماء نے مقررین تفسیری نعمت سے مراد نعمت و عبادت لی ہے اور اصل یہ ہوتی نعمت ہے ممالک سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتا ہے اس کے بیان کرنے سے جنہوں میں اس کا ظہور اور اظہار اور مگر انہوں کی رہنمائی کا مراد ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں جو کچھ روحانی نعمت ہیں وہ تو ہیں حق مگر اسودہ شمس میں بھی ایک دلی تاثیر ہے کہ جب کسی کی کوئی چیز کچھ جو خدائے تعالیٰ سے ہوا اس سورہ مبارکہ کو پڑھنے والی کے سرے کو سر کے اور گرد و مگر و جاہ و اس کے بعد اس نعمت فی امان اللہ و امت و امت فی جوار اللہ و امت فی امان اللہ و امت و امت فی جوار اللہ پڑھ کر دیکھ اسے تو وہ چیز مل جائے۔ روح جو اپنے مالک کی کا شایہ کھو چکی ہے۔ اس سے اس کا بھی جلد پال جاتا ہے۔ اللہ اکبر۔

(سورہ انشریح کہہ ہے اس میں آیت اخوات ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۙ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۙ وَالْاِلٰهَ رَبُّكَ فَارْغَبْ ۙ

۱۱۱

کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا اور آپ سے آپ کا بوجھ ہٹا دیا یا کہ جس نے آپ کی گردن کو بھی ہر بار سے آپ کے ذکاوت و جہاد میں کیا۔ جو مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ یہ ایک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ مگر ہم آپ کو تلخ کان سے نکال دیا اور کوڑھ چھڑا کر اسے رب ہی کی طرف دل لگا دیا۔

ترکیب: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَالْاِلٰهَ رَبُّكَ فَارْغَبْ ۙ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَالْاِلٰهَ رَبُّكَ فَارْغَبْ ۙ

بار ہواں کمر! باد ہوئی کمرے میں ایک رسول صاحب کتاب نہایت مزا شان کے ساتھ نکتے پر چلے ہوئے اور حضرت سیدنا اسماعیل و یعقوب و داراد و طہان و موسیٰ و یحییٰ و عیسیٰ و اسماء ان کے گرد بکثرت بیٹھ رہ گئے ہیں اور یہ عالم انجمن طہان ان کی شریعتوں میں اصلاحات کر رہے ہیں۔ کچھ ضرورت نہ ملنے کے لحاظ سے کچھ احکام پر احصاء ہے ہیں۔ کبھی کھارہ ہے ہیں۔ کبھی مٹے ہوئے نکالوں کی گواہی دیتے ہوئے غمخوار ہے ہیں اور سب تسلیم کر رہے ہیں اور اپنا امتداد مان رہے ہیں۔ یہ بھی دین ہیں۔ سلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ سب وہ شرع و حد و اور یہ سب وہ دین و ذکر و حرم کی پوری شرح آیت کتاب میں بھی بالکل ہے۔
اسلام نہ تارے اٹھا رہی تھی اندھ غم نے اس حاکم میں چند اشعار نظم کئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

انزع عطفہ لظنوفہ عائد من ثلثہ مشہور بعلوم و شہد
وہو لا لہ اسم النبی مع اسمہ افضل فی الغیب البظوف لظہد
وشق لہ من اسمہ نیجہ فلو انعزض معہود و هذا معہود

چونکہ یہ نفع دگر و شرع و حد و وضع و درج و ذی فہم و در و روٹی ہے۔ یوں ہی تھی نہیں لائی گئی ہے۔ اس کے لیے مسرت رسول کریم ﷺ۔ لہذا ہے نہ سب جو بات کے ہیں اس لیے قرآن ہے ذلن مع العسر ہوا ہے ٹک جرتی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ جب کوئی فقی اور مشفق کا پیر پر اور مٹا ہے تو بہت دین کے بعد نہیں جلد بہت راحت بھی ہے۔ اس لیے بعد اٹھا نہیں فرمایا بلکہ سنا کا جتنی کچھ دیکھیں۔ میں سنا کر نہ دوں ان کے مسائی و جلیب و دنیا و آخرت میں کامیابی و چرادر و ہر اس لیے اس بلکہ گوارہ تاکید کے ہے فرمایا جاتا ہے ان مع العسر ہوا کہ ضرورتوں کے بعد خوشی اور دکھ کے بعد کھو ہے۔ میرا کچھ اچھا ہے۔ وہاں اس کا شکار نہایت ہی مسرت و اطمینان سے ہوتا ہے۔ پیر ہونے کو خوشی دیکھتا ہے۔ علم میں اور کمالات حاصل کرنے میں خوشی دیکھتا ہے۔ بہت جلد اپنی خوشی کے بھگتا رہتا ہے۔ اس طرح جو دنیا و آخرت و دنیا و آخرت کے درمیان میں مسرت و اطمینان کے ساتھ ہی گوارہ ہے۔ وہ وہی چل پڑا ہے۔ اس میں مسرت و اطمینان کے ساتھ ہی گوارہ ہے۔ وہ وہی چل پڑا ہے۔

اس بلکہ کے دور۔ دلائے سے کہ در و عرب کے موافق زبان و اقوال نے یہ کھلے۔ خدا تعالیٰ ایک فقی کے ساتھ در و اہل عطا کیا کرتا ہے و کچھ در و مسرت عطا کرے گا و عہد کرتا ہے کسی لیے کہ خدا تعالیٰ امام آئے سے مسرت ہو گیا اور پیر ہو گیا ہے اور جب صرف پادگار ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے وہی مایوس ہوتا ہے۔ برخلاف غم دے کہ میں کے لپاؤ آئے سے پہلے سے غیر مراد ہوتا ہے۔ اس قاعدہ سے صرف وہی ایک بار یاد رہے وہو مٹے اور اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جو محدثان راق و معین و مسعود و یونین و تید اکتی و غیر وہم تین نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبیہ ضرور دے۔ پر غالب نہ ہوگا کہ نہ لہ تعالیٰ فرماتا ہے ان مع العسر ہوا کہ عذاب و حد و اس کے کہ اس روایت کے سلسلہ میں ابو حاتم رازی سے اور اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ حسن بصری سے یہ روایت زانی و ابن جریر اور حاکم اور سبکی نے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ خوشی اور عذاب کمرے سے باہر تشریف لائے۔ انیس رہے۔ تھوڑے فی زمانے جا گئے

خود نے ان روایات کی حقیر تحریر کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ کے ساتھ ہر مشاہد ہے اور ہر اتصال کے ساتھ ہر اتصال ہے اور ہر قس کے ساتھ ہر ہر روایت کا اور اس کے بعد اور ہر کتب خوب اور ہر کتب خوب ہے۔ میں کہ کہ ہر اولیٰ و احباب الحسن علی نقی نے اس کے بعد ہر کتب است ہے اور اس سے ہر کتب بعد و احباب علی نقی۔ اور ہر اس اور وہ شرح حد و احکامات مشاہدہ کے نہ نکرتے میں کہ وہ کو کلام ہے اور ہر ستم نوت ہے۔ اٹھانی

جسے کہ ایک مرتبہ بھی جتنی دیر بھی آسانی پر غائب نہ آنے کی۔ ہمارا یہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی طرح کے شاعر بننے میں
موفق ہو اس شعر میں دعا کرتا ہے۔

ان۔ ایشیت کی پہلی فکر فی الم قسرح

العصر الحديث ليبريا اولا فخرية فانز

کہ جب حق پر کوئی بلا جاتے تو انکس طرح سورہ کو خود کر کہ اس میں ایک منکمل پروردگار تائیں کا وجود نہ کر ہے۔ بعض محاد سے مع
سے حقیقی سمیت کھڑا ایک اشکال پیدا کیا ہے۔ جہاں اس کا جواب غلط ہے کہ خاص سمیت کے وقت میں حق نہیں اور آئندہ آنے والی راست
کی فوری امید پر بھی ایک پیر ہوتا ہے۔ تاہم یہ بات وہ سمیت نہ کہنے اور دیکھ کر دوسرا ہر اس سمیت کے بعد مقرر تا ہے جبکہ اس سمیت پر
سمیت کا اس درجہ اور کم کی طرف سے بلند رہتا ہے۔ مگر یہ سب حق ایمان اور حور کے ساتھ مشروط ہے۔ وہ سب حور وہ ایمان نہ جن کو خدا
حقانی کا اعتقاد نہ اس کے دہر ہر دھارہا کر کسی سمیت کے بعد راست نہ دیکھیں اور خود سمیت کے وقت بھی ایمان نہ وامیہ کی وجہ نفس ان
کے لیے سب نہ ہوتا کہ جو یہ نہیں ایمان نہ لایکھا بھی کہتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک سیر سے مراد سیر دینا اور نگاہیں کھانچ کر کھانا دینا ہے۔ لیکن یہ سیر سے مراد سیر آخرت سے مراد ہے اور وہ ثوابِ جنت اور عالمِ برائی کے درجہ جات ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔ بعض حضرات نے انھیں احدىٰ عینین مانا ہے۔ یہاں دونوں معنی سے قرین ظہور میں ثوابِ مراد ہے۔ گو باوجود جملہ میں ایسا اندازوں کو بشارت ہے کہ قرآنِ اسلام میں سرسری اور کوشش کروانے کی سزا مراد لی اور وہ یہ فریخت ہے کہ اسلام میں ایسا عبادت گاہ کے قریب کو آسان ہے اور فرقی میں اس تکلیف کے بدلے میں ملیں گی۔ ایک غیاب میں ظہور عزت و تہاں اور ساری آخرت کے درجہ جات کو اگر یہ ضرور گوارا دینے کو دینا میں ذلت اور آخرت میں عذابِ عظیم کا گھم۔ جہاں تک تجزیہ سے مراد اور درمیان زمانہ شہادت ہے۔ یہی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ جب مسلمانوں نے اسلام کے فرائض جا مانے کی تکلیف گوارا کی۔ خصوصاً احادیث کے ساتھ جس جہاد میں جہادوں کی تو وہ انگوٹوں کے مالک اور آخرت کے حصہ دار ہو گئے۔ جس کی تصویر صحابہ کرام جو ہمہ کھانوں کے بعد اسلام کی کفر کا گزرتا ہے۔ مگر جب یہ فرائض اسلام ترک کئے۔ عینیں اور دنیا میں پڑے۔ دہائی اور خیانت اور جس میں حکام سے تو دینا میں فیروں نے ان کے ساتھ وقت چھینے لیا۔ ان میں کو کھانا کھا لیا۔ غنائی میں ہتھیار اور غرض ہمارا دلی کا وطن میں جنت کا طوق ہے۔ ان کی گمراہوں میں ڈھاکہ۔ پھر وہین بھی رہا۔ وہ دینا بھی گئی۔ سب سے دل فلیٹھ واسیہ کا ہونہ مگر کوئی عہد کے اولائی غلطی کی عیاشی اور جہادوں کی تہاں پروری اور وقت گزرتا اور عینیں پہننے اور خیانت سے کیا وقت پر پاکی۔ جبکہ اپنی مسلمانوں کے خون سے سرخ ہوا عورتوں کی عصمت تاجاری عمار کے ہاتھ میں تہاں ہوئی۔ سختی میں خزانے کے غلطوئے کتب خانے پر بادلوئے عمارت اور مسجد جہاد مسموئے۔ اس طرح انہیں کی حالت ہوئی۔ پھر اس زمانہ میں جس پر پوری ایک مہدی بھی نہیں مڑا۔ فراموشی کے عالم میں اور دہائیوں پر اور دہائیوں نے پاکستان پر آخر ہزاروں نے جہادستان اور اس کے سکھات پر سنا سنا کیا۔ یہ جو کہ ہوا مسلمانوں کی عیاشی کا کامی استی اور جہاد اور فرائض اسلام سے سخت تہاں ہے۔

(فاعتبروا يا اولي الابصار)

[illegible]

[illegible]

2000

فَمَا يَكُفُّكَ عَنْهُ بِالتَّوْبَةِ ۖ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ۝

مے قلم سے لکھنا سکھی یا انسان کو روٹنا یا جو جانتا نہ تھا۔

سہ ماہی میں چند نکات ہیں۔ (۱) کمالات میں حقیقی ہندوستان کی بنیادی آرمی فطرت میں ہے، وہی فطرت کا پورے پراکھنہ صلی اللہ علیہ السلام کو اول خراب یعنی دیوانے صادق کے ذریعے طبعاً منجیب کا اتفاق ہو رہا تھا کہ اور اسرار ارباب اور ملکیت کو بری حاصل ہونے کی ہفتہ رات عادت ہو جائے۔ اس کے بعد اب دوسرا مرتبہ ترقی کا شروع ہوا ہے کہ عالم بیرونی میں بحالت فراخ قلبی عالم حکومت کا شاہد ہونے لگا۔ اس لیے آپ کو عظمت و عزت کا شوق ہوا ہے کہ اس میں بیٹھے وہ اس عرصہ میں الحاح بغیر ہو کہ وراثت بھیجی ہے۔ آئندہ اطمینان باطل پاک و صاف ہو گیا تو یہاں تک خبریں دین کریم لائے جہ عالم حکومت کے ہندوستان میں ہیں۔

یہ بڑی کاتسیر امر تھی۔ (۱۶) یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھنے کو کہا تو آپ نے جنم بار یہ کیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا! میں نہیں پڑھتا جو انا جہاد کی کارنامہ ہے۔ اس میں میرے یہ ہے کہ تو آپ بھی صاحب کمال تھے اور خود پڑھنا چاہتے تھے آپ کے نزدیک آسان تھا۔ مگر جب ملکیت کبریٰ کا نام لیا تو احم ہوا اور عالم غیب کے علوم سامنے آئے تو وہ کمال اور نصیب حسد و نفرت اس طرح لایا شے ہو گئی کہ جس طرح آفتاب کے سامنے ستاروں کے نور اٹھنے ہو جاتے ہیں اور پیا پیا ایک بار عظیم معلوم ہونے لگے۔ اس لیے جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو نمنا بار دے کر بھیجا اور یہ ایک قسم کی قہر ہے جس کو قہر و قوت دہی کہتے ہیں اس کے بعد وہاں گراں آسان ہو گیا اور جبرئیل پڑھنے لگے۔

دانشجو کو صوفیہ گرام کے نزدیک توبہ کی چار قسم ہیں۔ (اول) تاجر اٹھکاسی اس میں کمال کا کسمر یہ ہیں جس تک جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی صوفی کسی مجلس میں آئے اور وہ شخصوں کے درمیان میں اس کی خوشبو پیچھے خیر اور بے نیاد نہیں اس کے اٹھ جانے سے اٹھ جاتا ہے بعد میں باقی نہیں رہتا۔ (دوم) تاجر اٹھکاسی کہ اپنا دھرم یہوں پر زائل دے اور وہ وہ جس تک کوئی مانع نہ قائم بھی رہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی چور چلا کر اورے اور دوسرا اس سے اپنی حق پر روشن کرتے۔ سو یہ جب تک ہزار بار بھی وہی جو کہ حد نہ پہنچے قائم رہے گی اور دوسرا تاجر اٹھکاسی ہے اس کی مقدار پر روشن رہے گی۔ یہ اول سے فوقی ہے۔ (سوم) تاجر اٹھکاسی کہ سر مشاء اور روحانی طاقت سے مرید کے باطن کی اصلاح کرے اور وہ لطف جاری ہو جو دین کی مثال لکے کہ جیسا کہ کسی کارکن جگر کی حوصلہ کی تالیس اور پانی کے آنے کی جگہ کو نور اور نور کو صاف کرے اور پانی ذائل کو نور و نور اس کے پاس سے توبہ کی ہو جی ہے۔ لیکن یہ بھی اس وقت تک جاری ہے کہ جب تک خوشی میں پانی ہے اور نیز جس قدر پانی آئے گی دلیروا میں رحمت ہے اور جب تک ان تالیس میں سمیٹے کا کوڑا کرکت نہیں آتا ہے۔ (چہارم) تاجر اٹھکاسی جو سب سے فوقی کا نام ہے اور وہ یہ کہ سر مشاء کمال اپنے روحانی زور سے مرید کو اپنے جہنم میں لے کر آئی دوزخ کو اس کی روح سے ایک کرے اور جو کچھ نکالات اس کی دوزخ میں ہیں وہ اس میں بھی جاری یہ سب سے اعلیٰ تاجر ہے اور اس میں جو رہا مستعد کی عادت نہیں رہتی۔ اور یہ کوئی نمایاں بات نہیں روحانی طاقت کا تو کیا ذکر ہے بعض پرند جانوروں میں ایسی تاجر ہے کہ وہ دوسرے چھوٹے جانوروں کو ایک مدت میں اپنا سہا کرے یہی ہے اور ان کے قوالہ و تامل کا بھی طریقہ ہے۔ پتھر اتحادی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول کریم ﷺ پر بھی اسی توبہ میں یہ کوئی ضرور نہیں کہ عینہ اتحاد کا یہی ہو باقی باقی رہے۔ (۳) یہ کہ ان کے بعد آپ پر ایک عجب

پہلے کہ سے لڑنے کی اہلیہ تھیں اور وہ اس کے ساتھ تھیں۔ اسی کو وہاں سے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو نضیر کے لڑنے کے لئے تھے اور جہاں ان کا
آغاز شروع ہوا اور وہاں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اٹھ رہی تھی۔

جہ شہرہ گزرا کہ اسے پہلے آپ نے ہمارا جہز نہیں دیا تھا، اب جب دوسرا سفر آئی اس لیے کہ ہمارا جہز بھی آج کے در آپ سے ہمارے ہاں ہے، چاہیے کہ اسے لے کر آئے۔ آپ نے کہا کہ یہ جہز میں نہیں ہے، اس لیے کہ میں نے اسے اپنے پاس رکھا ہے۔

حالت طاری تھی کہ بدن کا تپ رہا تھا اس حالت میں آپ مگر تشریف لائے۔ اور آپ کو بھی خدا پر محض اپنی کھجور پوری کے جوتوں میں اپنے چلتا رہا۔ پھر رات میں نفل کے پاس لے گئیں کہ ان کو یہ کیا بات تھی آپ پر چند خورد خوری چلائے تھے۔ تھی تھی علیٰ غلظت کے تھے کہ آپ غریب و بیکس کے چند ساز سہیلان ڈرافٹ ہیں آپ کو کوئی آسیب و آفت نہ لگے بلکہ گے گا مگر پھر مختصا بہت دل نہ لے نہ مارا اور آپ کے پاس لے گئیں۔ یہ رات عیسوی مذہب کا سرسید اور ایک شخص تھا کہ ان سے اصلی حالت دریافت کر یہ رات کے سب قصہ سن کر کہا کہ یہ ماسوں کا سر ہے جو حضرت موسیٰ اور انبیاء کو ملو ملو ملو ملو کے پاس آیا کرتا تھا کہ کوئی خوف کی بات نہیں اور کاش میں اس وقت جہان ہوتا اور جسکے تیری فرم تھے یہاں سے کہ اسے تو میں دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ اور تو نے کہا ایسا کون ہی ہے کہ جس کے ساتھ اس کی قوم نے ایسا نہیں کیا۔ پھر ہندوؤں کے بعد وہ قدر کیا اس بارہ آئے میں یہ حکمت تھی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ عار کا قصہ نہ ہو ہے بلکہ اس کے آثار پر جم پر لوگوں نے دیکھ لیا اور تو بھی حضرت پر ایمان لانے کے بعد چند روز میں مر گئے تاکہ کوئی یہ مان نہ کرے یہ شریعت کا حکم و رت سے نکلے تھے۔

(اب میں اس مقام پر حضرت عیسیٰؑ کی طبعی اسلام کی ابتدائی حالت اپنی کتاب کی مسلم کہوں سے دیکھا کہ وہ روتہ کرتا ہوں تاکہ کسی متعصب کو نہ کہہ سکیں کہ مومن نہ ملے۔ انہیں حتیٰ کے تیسرے باپ کے اخیر میں ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت عیسیٰؑ کا چاہے اسلام سے اصطلاح پایا یعنی ان کے سر پر ہوئے صومریہ کی کوسم دانی جو رہا میں خود۔ عارف اور حبیب دیا ہے اور آپا تو اس کے لیے اس میں کھل گیا اور خدا کی روح کو تری کا مانند آفری اور اپنے اور اپنے آواز نے دیکھا اور اسان سے آواز نہ کی کہ یہ جو ایسا رہا چنا ہے مگر یہ تھوہاب کے اہل میں ہے۔ جب عیسیٰؑ مدح کے واسطے سے یہاں میں ملے گئے تاکہ انہیں شیطان آواز دے کہ وہ جب چاہیں دن اور کالیں رات روز رکھ چکے؟ فرم کرے کہ وہ جب آواز نفل کرنے والے نے ان کے پاس آئے کہا کیا کرتا تھا کہ جانا ہے تو کہہ کر یہ تھوہاب کی بنیاد ہے۔ مسیح علیہ السلام نے جواب دے کر مال دیا مگر شیطان حضرت مسیح کو یہ نفل عیسیٰؑ بیت المقدس کے کشورے پر چڑھانے لگا اور کہا تو اپنے آپ کو بچے کر تو نے سچا ہے تو فرمے انہا میں سے نہیں بھی نہ گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی آواز نہیں کرتی چاہیے۔ تیسری بار مگر آواز دیا کہ ایک بلند مینا ہے چڑھا کر دین کی سر دی بادشاہتیں خود اس کی شان و شوکت دیکھا کہ کہا کرتا تھے کہ وہ کرے تو یہ سب بچے تھے۔ دے وہ جب مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان دور ہو کہ کہہ لیا ہے کہ تو خدا ہے خدا تو کہہ کر اور اس کی اسکی نفل کی نفل کی کر۔ جب شیطان پھر دیکھا کہ مسیح علیہ السلام نفل کو چمے گئے اور تفریح و محم میں جا رہے اور سزا کرنے لگے۔ اٹھی مٹھیا ترقی کی اس ترقی سے جو خضریت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی تم اور ہے۔ اہل اولیٰ آنحضرت علیہ السلام کی سرے لکھی دے لے کہ کسی کے ہاتھ سے اصطلاح پایا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے نہ کہ تری نفل میں ان پر درج آفری ملے گا۔

حضرت موسیٰؑ کی بات یہ ہے۔ جب اس نے گئے کہ یہاں کے ایک طرف ایک دیکھ اور خدا کے پہاڑ عرب کے نزدیک آواہ اس وقت خداوند کا فرشتہ آیا لے شمس سے آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا اس نے لگا دی کہ کیا دیکھتے ہے کہ ایک جوتا آگ میں روشن ہے اور وہ مل نہیں جاتا تب موسیٰؑ نے کہا میں اب نزدیک جاؤں اور اس بڑے منظر کو دیکھوں کہ یہ جوتا کیوں نہیں جلتا ہے۔ جب خداوند نے دیکھا کہ وہ نزدیک آیا تو خدا نے اسے بولے کہ اندر سے پکارا کہ اسے موسیٰؑ نزدیک مت آئے اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر کہیں کہیں کہ جوتا جہاں تو کھڑا ہے مقدس زمین ہے مگر اس نے کہا کہ میں تیرے باپ کا خدا اور ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں۔ اٹھ کر تیرے سفر خراج اب یہاں حضرت موسیٰؑ پر خدا نے اور عیت میں سے تجلی کی گرد و جلی ہو خارجا میں ہوئی تھی اس سے کہیں بڑھ کر تھی کسی لیے

کہ ہاں کسی ہوسنی شخص میں بھی زندگی اور پاکیزگی تھی اور انہی کے بعد ماسواں اکبر و یار کھلی دیا۔ اسی فرق اور امتیاز کو خدا تعالیٰ سورۃ النہم میں اور دیگر سورۃ میں جہلاً ہے کہ قدرتِ آہ و بلاقی اسسوس فلسفوی و هوہ الاقلیٰ شد و نہشتہ فی فککنا قلبہ قوسوں اور دنی فلسفوی الہی حبیبہ ما اوحیٰ ہا کذاب اللہ واد ملائی اعتقاد نہ علی ماہری۔ کہ عمر (علیہ السلام) نے جبریل کو کہنا کہ تمہارے پروردگار نے جبریل کے ایک بلے کو کہہ کر پڑھے سمجھے اور نزدیک ہوتے گئے یہاں تک کہ کانوں کے فاصلے سے برابر یا اس سے بھی مقرب ہو گیا اور اسے بزرگوں کو جو کچھ وہی کر رہا تھا وہی کیا (سورۃ اعراف کی یہ آیات اور دیگر جگہوں کے دل کو حسیناں ہو گیا۔ ہمارے پاس) لوگو! جو کچھ تمہارے نے دیکھا انہیں میں شک نہ کرتے اور جھوٹے نہ ہو۔ ہاں قدرتِ کمال کا پاس چاہے یہ ایک انسانی قدرت کے باعث تھا اور قدرتِ جانتے تھے اس لیے ایمان لے آئے۔

اب ہم آیات کی تسمیر کرتے ہیں تاکہ وہ بالمشہد ملک کہ اسے نبی پڑھا ہے اب کے نام سے۔ اس کے بعد وہی ہیں اول یہ۔ اب ہم میں بزرگ ہے جب یہ مٹی ہوں کہ کہ چڑھا ہے اب کا نام مٹی۔ اس کو یاد کر۔ اور اسم کا لفظ اس مقام میں اس سے آیا۔ لڑا جی کی طرف ابتدائی حالت میں غیظ و غضب و نفرت کے رسالے تھے۔ اور اسم میں معاف کا نام ملتا ہے۔ اور اس لیے اس کے بعد جگہ اور صفات کے صفات اللہ تعالیٰ خلقی ذکر کی مٹی وہ جو پیدا کرتا ہے اور اس میں شہین و رویت بھی ملتا ہے۔ جو اول میں بالمشہد ملک میں ظاہری مٹی ہے اور اس لیے اسم اللہ نہ کیا بلکہ بالمشہد ملک و بطنہ، یا تاکہ اسے جو کچھ کا۔ جگہ اتنا میں شرقی نہ ہو اور نیز ایک کے خد میں قتل بھی ہے کہ کسی انجمنی کے نام یاد کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا بلکہ جس سے اس خالق کا جسم نے اب تک تمہارے ظاہری اور باطنی پر وہی مٹی دے کر دتا ہے اور کہہ کر دیا۔ اس کی صفت و رویت علی کا لفظ اضافے کے تم کو تعلیم سے ترقی دے کر حقوق کا پادار بنا دیتا ہے۔ اب کا نام چڑھا ہے یعنی اس کا وہ کر کہ نام ہے کہ بزرگان سے علی تعداد ہو یا بے تعداد یا کچھ ملک سے۔ مگر اصل قصہ وہی صفت کا استخراج اور مگر یہ کہ اس کا سن رست سے غلطی معصود تک پہنچے اور اس سے تیسرے اس کے ہتھالیہ کا کس کا لفظ اور مگر سے ذہنی الحقیقت جملہ صفت جاری سے اس معصود و رویت کی طرف جس قدر انسان کی کمال حق و کفر کا مال بھی ہے اس قدر اس سے نہیں کہہ کر دلی آس کا مشاہدہ و پرہیز کرتا ہے کہ کسی دلیل اور دین یا کسی کے اعمال اور بیان پر غور نہیں جس قدر جس کو اور اک ہے اسی قدر وہ ہے اندر اس کی شہین پرورش کو لا حظ کر سکتا ہے۔ اور اس میں جو خلقی اور فانی میں رہا ہے اس کا بھی کافی اظہار ہے۔ فانی کا ہمارے میں لفظ اب کی جگہ بھی یہاں سے اب کا لفظ مستعمل ہوتا ہے کہ لے کر اب میں بھی اپنے پی کے لیے ہر رویت کا ایک جلوہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر اس خد کا استعمال کیا اور اسے میرے رب کی بجائے میرے رب کا بھی کہنا۔ کہ بعد میں انہوں نے یہی سمجھ لیا کہ دراصل حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کے بیٹے اور وہ ان کا باپ ہے (اور یہ بھی مٹی ہیں) کہ اب باپ میں استقامت کے لیے ہے جب کہ نہ جہاں اللہ میں۔ اس قدر پر یہ مٹی ہوتی ہے کہ چڑھا ہے اب کے نام ہی وہ ہے۔ کیا چڑھا؟ قرآن میں جو کچھ کہتے ہیں اس کا جواب ملتا ہے۔

فانکاد ہر چند حضرات انبیاء و صلوات علیہم السلام خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی میں چڑھا ہے جانتے ہیں اور ہر دہائی میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم پاکر دنیا میں خلق کو پڑھانے اور ہر صراط آتے ہیں مگر ظہور ان کا اس عالم میں جگر انسانی میں ہوتا ہے تاکہ اس شخص سے نئی نوع انسان آسانی تعلیم پا سکیں اور حکم و فرائض کی خاک و آب و حیرہ عام؛ موت کے تکلیف اجزا میں جن کی غایت جہل و فہم و ان اور لذات حب و فریفتگی ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کورخ سے پہلے ہی سید چاک کر کے توبہ کس سے اوروہ کا کیا تھا تاکہ نہ اسے حب کی فریفتگی اور جملہ گونا گونا دور ہو جائیں اور بلوغ کے بعد ایک دوسرا عالم شروع ہوتا ہے اس لیے بعد بلوغ بھی قلب مبارک کو اب کس سے جوہر دیا تاکہ ہم غرض نہیں پہنچا سکتے یہ پاک اور ہر اور جن بھر جب عالم؛ موتی میں مجدد و ماسک کبریٰ سطا ہو تو جبریل علیہ السلام نے عیاناً ہر آدمی کو چاہا کہ وہ لوگوں و آخرین کے برابر عام آپ کے حکم و حکم کا ایک قصہ ہو گئے اور پیا پڑھا کر کہ آپ نے انھوں کی

آنکھیں کھول دیں دلوں کے چہرے پر غماز ہے مرد اجسام میں کئی روح چمک دلی جیلا کو طوم کا دھرم بادا کسا کسا اٹھائی پہنوا عنہم
 اہلک وذلکھم وعلیہم الکتاب والحکمة اور راصل پڑھائے، الہ اللہ تعالیٰ تھو جبرائیل ایک واسطہ اور میاں تھیں اسی لیے کئی پرچہ
 کر جرنیل سے بھی یہ گئے اور اتنی بات کی طرف ہر ایک اس میں اٹھ رہا ہے کیونکہ یہ انکشاف علوم ہر ایک کی حرکت تھی اس امر تک
 تو کیا تھا کہ رب کی شان اور ہیبت جس میں سمجھ میں نہ آتی تھی اسے اندر غور کرنے سے ظاہر ہو جاوے یہ شاید اس ہے۔ اس کے بعد افاقہ کی
 طرف متوجہ کرنے کے لیے فرماتا ہے لذلک علیک وحسبک تمام مخلوق کو بنایا۔ اپنی ذات میں رویت کا طرہ دیکھنے کے بعد کہ اس سلسلہ
 میرے ظہور اور باطن میں کیا آیا مستحق صرف کی ہیں اور ہر کس طرح ہر مخلوق کی تشکیل کے اسباب یکم پہنچا رہا ہے۔ مخلوق میں خود کرنے
 سے اندر بھی حرکت ہوتی ہے، غور و فکر میں۔ جو نعمان صبر۔ جو زیادہ دیر رویت ہے۔ اس لیے کہ جو خدا کی مخلوق انسان میں علی
 ہر ایک کی جس نے انسان کو خون کے لگو سے بنایا۔ علی علاقہ کی تیج ہے جس سے کئی ہیں خون رستہ۔ مختلف نڈوں نے ہر ایک کے بعد
 جسم میں ایک نیا رنگ بدل اور سب کو مصلحت کے ایک دوسرا ہر چیز ہوا جس کو کئی کہتے ہیں جس میں جملہ کلمات جو خدا کا ظاہر ہوں گے
 رویت۔ گئے ہوئے ہیں یہ پھر استخوان یا اول قرنی تھی اس کے بعد جب دوسری حرکت کے رجم میں جاتی ہے تو چند روزے بعد خون رستہ ہو
 جاتی ہے یہ دوسرا نفاذ ہوا پھر یہ خون چند روزے بعد ترقی کر کے گوشت کا لگو ہوا اس جاتا ہے کہ کوہند کہتے ہیں یہ تیسرا نفاذ ہوا اب
 متاعِ حقیقی اس میں سے مختلف اجزا تھو پڑی اسرزل ومارغ نمودار کرتا ہے اور ہر ایک معمولی عہد میں اس کو کھٹ کرتا ہے اب کئی کے اندر جو
 کلمات رویت سے خوب ظاہر ہوتے ہیں اب ایک اپنی مادہ سے مختلف اجزا بناتا اور ان میں ہر چیز کا انگیزہ کئی کرتا کیا غرض جسم ہے تیز
 کا فضل ہے تیز گزرتی ہیں ہر ایک کی بھی تیز رفتاری ہے ہر ایک میں ان کو تیز رفتاری نہیں کہ اندر کیا ہو جائے اور اب تک بھی جو مسئلہ تھیں اور شخصیں
 اس کے اصحاب میں بھی جن کی بھی تیز رفتاری ہے وہ بڑے اضافہ کا جز ہیں۔ قدرت کے بنائے ہوئے معجزہ میں کوئی چیز نہیں لاکھتے اور
 نہ کسی میں کوئی نہ قدرت رکھتے ہیں ہر ایک میں باپ ہے علم کو کیا تیز چھوڑے کون کا رنگ ہے اور کسی کے مہارک ہاتھ اس اندر کو لکھری میں یہ
 جرتے بخش کا رنگری کرتے ہیں؟ یا کار مطلق اور علم ہر حق کے۔ یہ حق اتمام تھا۔

اس کے بعد اس میں حیات یعنی جان داخل جاتی ہے اور وہ جس میں کئے تقدیر و تعمیر کے سامان اور سب حقیقی مہیا کرتا ہے نور حق میں یہ
 پور۔ عاقلان جن جاتے ہیں یہ پانچ اہل و استواء تھا۔ الغرض جب وہ علی اتنی اسی ہیں۔ کہ بعد انسان ہو جاتی ہے اور دھرتی انسان، خرم
 باہر آتے ہیں اب اس پر رویت کا اظہار میں ہوئے کہ اول تو اس جسم میں اس کے لیے قدرت داری کی۔ اس کی پست فزوں میں اور وہ بدو کہ
 اس مرتبہ میں اس سے بڑھ کر کوئی نفاذ مہیا ہے نہ اس میں ہے۔ پھر اس کو بھی درجہ چارہ اور نہ سے جوتا سمجھ رہا ہے۔ اس درجہ میں اس کو
 اور بھی تشکیل ہوئی اور اس کے جسم میں دوسری قدر کے لیے قابلیت پیدا ہوئی تھی۔ اسے بعد میں قوت آتھی اور پھر اس کے جسم میں
 سامان بھی کچھ بھی کیا تو دیکھا کہ اس وقت سے ہر اجزا دوسرا خون اس کے لیے پیدا کیا گیا۔ اب جو ہم کو کائنات میں جو جاتا نہیں ہے۔
 پونے بھی کچھ اسبہ اس کا بھی کرنے گئے اور اس میدان میں ترقی کرتے چلے یہاں تک کہ عقلی حیوانی کے تک دائرہ سے نکل کر عقل
 و نفس اور عقل کل تک پہنچے۔ اب ترقی میں آسوں کے کتب خانے گئے۔ ان جملہ اسباب کو کھانہ کرتے تو اس کی شان رویت کا قابل ہوا
 نظر کرنے لگے اور یہ بھی جان گئے کہ اس کی درجہ کا سلسلہ میں کچھ قسم نہیں ہوا بلکہ ایک دوسرے کے لحاظ سے جاتا ہے جس کے لیے علوم
 روحانیہ پڑھائے جاتے ہیں۔

قاعدہ عقلی کے مادہ کا ذکر چھوڑ کر خون رستہ کا ذکر کرنا اس وجہ سے ہوگا کہ اس کے درم میں آن کر خون رستہ ہو جائے اور اس کے بعد
 سے انسان کی عمارت شروع ہوتی ہے اور نیز عمارت تمام ہونے کے بعد بھی خون میں کھڑا رہتا رہتا رہتا ہے۔ اس سے جزائے عقلی شعور

میرے سامنے آجاتے ہیں وہاں کی چیزیں مجھے خوب دکھائی دیتی ہیں۔ میں نے معاش میں درود کھانا، خیریں اچھوتی ہیں درود اپنے لطف مکان بنائے جانا ہوں کوئی کیا بنائے گا۔ وہ دہا بے آباد کے ہیں کہ چانی دینے سے نور خود کھڑے ہو جاتے ہیں اور سننے والے کو نور دینے میں جاری کو بھی گا کر نیر یعنی سلطان کچھ مسد کے سامانوں سے کھینچیں۔ اب بھی میں بہت سی چیزوں کی تحقیق بھی سرگرم ہوں مگر دیکھتے ہیں کیا ہو جاتا ہوں۔ خدا نخواستہ، یہ کیا ہے مجھے کوئی دروہین خود میں یاد کر کہ آئے تو دکھائے، بقدر بدیہ کہتا ہے۔ یا ایک شخص کا خیال ہے کہ پست در پست چلا ہے عالمِ اجسام مادہ کے سب موجود ہے۔ آپ علی چیزیں گزرتی تھیں ہیں۔ مہیا کر دیا جس میں بی بی کے لیے بیٹے آئیت اور بیٹے جاتے ہیں۔ سرنے کے بعد کسی نے روح کو دیکھا ہے وہ تو غدر سر جاتی ہے۔ پھر آخرت اور ثواب، عقاب کا اعتراض کھن، یہ مفسر اس نے لوگوں کے سمجھانے ڈرانے کے لیے دیا ہے اور اس طریقہ کا کام بھی نہیں چلتا تھا۔ یہ بات اور نہ بدینت ترک حرام کی سرکشی جس نے اس خزانہ کی غمگین کیا یا اس سے کچھ سکھایا یا اس سے کڑا ہے اور یہ سرکشی ظنی نہ مراتبِ بیعت سے بھی آتی ہے۔ نہ کے کافر اور مشرک اپنے حوصلے کے سوا حق کرتے تھے آخر کفر جو طوم بدیہ اور نالیاں مسدھیلا گیا اور نہ محمدؐ، ماب معاش بھی پچھتہ صاف صاف بنادیتے کی غیر ادنیٰ نہ لاکھ ابھی تو اس ملک حرام کو کھانا نصیب نہیں دیا ہے یہ خود جانتا ہے کہ فلسفہ حالِ اراکین کی تحقیق کسی حد پر جا کر کھیر نہیں لگی ہے درود اور ہر سال اپنی نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن باتوں کا اگلے سال یقیناً عقاب اُن کو غلہ نکالنا جاتا ہے۔ اضرش جن جن نیتوں پر مشرک نہ چاہے تھا انہیں پرکھنے لگا۔ کوئی حسن پر کون، حسبِ راسب پر کوئی مال و جاوید کوئی علم و دین پر کوئی اول و لشکر وقت پر بعض مفسرین انسان سے مراد بہت میں خاص انسان پہنچتے ہیں۔ کہ نہ کفار اور علی و غیرہ۔

اس بیان کے بعد انسانی سرکشی کو باطل کرتے ہیں۔ انسانی الہی دہشت غریبی کے بے فکر تیرے رب کی طرف رجوع کر پڑتا ہے۔ ہر طرح کر ان کی طرف آتا ہے۔ اس کے دماغ میں اول یہ کہ صحت سے قوی کو بھی اکتا نہیں۔ جن ٹیکوں فیلسوف نے یہ پکھو کیا اور اختراع کئے ہیں آخر وہ بھی جی جھٹ اور چھائی کی بجائے کوئی دے نہیں کر سکتے۔ دیکھو ہے میں کہ میر درواں ہاتھ سے ملی جارہی ہے تھوڑی اور جوانی کا فائدہ نہ دے دینے کے بعد پھر اس کے قوی کی جواب دیتے چلے جاتے ہیں۔ خراب روز پر سرکشی لیے جڑے دھوے کرنے والا بھی ملتا رہتا ہے جسے دھوکہ ہو کر گر پڑتا ہے اب اس کی روح خدا کے پاس جاتی ہے اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے۔ وہ یہ کہ درود ان نفوس اور ان علوم سے جو اس کو خدا کے نصیب کئے اور جن پر یہ سرکشی کرنے لگا وہ شتم سے وکڑ بھج جب ان کرناں کو کوئی تھوڑی جڑی ہے تو پھر خدا ہی سر جھٹ ہے۔ اسی طرح دو لشکر جس کے اعلیٰ جنگ پر باز تھا شکست کھاتا ہے۔ کوئی تھوڑی جڑی میں جس پڑتی تو خدا ہی کی طرف دروازہ داتا ہے جڑے بڑے حکیم و دانشور کچھ دیکھ جائے کہ وہ سرکشی ہے اور کچھ نہیں آتی قوی ہوجاتا ہے۔ ہر طور ہر حال دروہان میں اگر کفر سے دیکھا جائے تو انسان پر تمام دھوکہ اور درود کے بعد ایک ایسی حالت بھی آتی ہے کہ جہاں بڑا چاندی کے زور نہ ہو نہیں سکتا۔ یہی حالت ہے کہ میں کہ رب کی طرف رجوع کرنے سے تغیر کر جاتا ہے اور جن کی اندرونی فکریں روشن ہیں وہ تو اس وقت میں دل سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر جان لیتے ہیں کہ تمام اسباب کا سلسلہ ایک سبب اور اسباب۔ کہ ہاتھ میں ہے۔ مگر جو کھرا ازل میں اور بالکل حق و باطن میں اور یہ نہ سے زیادہ اُن میں باطن میں درواہا نہیں دوا میں حالت میں بھی کہ جو رجوع الہی اللہ کی حالت ہے دل سے رجوع نہیں ہوا ہے اور آئی گزری۔ کہ جہاں میں چھنے، چنے ہیں۔ مجملہ اس کے سرکشی کی ایک حرکت یہ بھی ہے کہ عین اللہ ہی بعض عباد ادا صحتی کہ بندے کو گناہ پڑنے سے روکتا ہے۔ جسی بندے کے بندہ کو گناہ پڑا اور رجوع الہی نہ سے روکتا ہے۔ یہ تو کھرا تھا ہی اور اس کو بھی روکتا ہے۔ گزرائی اور سرکشی کا کھل اور ہے۔ یہ ہر کھل نہیں نے بھی ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا کہ آپ نہ پڑا نہ سے چھے پیچھے سے آکر گلے میں پکڑا زال دواں دواں سے تھپکا کر انھیں صلی اللہ علیہ وسلم

کیا تمہیں فکر آئے گا کہ اگر ہم کسی شخص کے بارے میں غلط رائے رکھیں تو وہ تو بالکل بے پروا ہو جائے گا جس وقت تک اس کی کمرے میں ہے اور کوئی غلط رائے نہ رکھتا ہے۔ اس وجہ سے مفسرین نے یہ نتیجہ پایا کہ بات الیچمل کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

نہ نہ نماز سے روکنے سے رہی روکنا سزا ہے جو معاہدہ اہل کاف کا خلاف بن کر روکے۔ ورنہ بے کاہدہ کو کوئی نماز پڑھنے سے مبرا کہہ دیا کرتے تھے۔ لیکن اہل باطن و دامن کے علاوہ بارہ پانچواں اہل باطن کو یہ بھی مصروف ہو کر جرنیا کار کر گئے یہ وہ کلام و رد کا نہیں۔ اس پر یہ بتا ہے کہ جانے اس سرگئی کے اس کو یہ کیا تھا۔ فضل بن ربیع نے ان کا تعلق القادی اور اہل ہاتھوں کی گاہ سے دیکھنے والے دیکھ کر کہی وہ مانگر شکر رانی بن کر جو وہ دلی کو بھی خدا کی طرف رجوع ہونے سے روکا ہے مگر بجائے اس سرعہ اور سرگئی کے خود حیات پر رہتا یعنی عید کی روش چلا جو انبیاء کی راہ ہے اور اس سے بھی ترقی کر کے لادیں کو بھی ترقی و تہذیب کی بدایت کرتا حکم دیا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ گراہی اور سرگئی کے بدلے بدایت پر ہوتا اور لوگوں کے روکنے کے بدلے ان کو بھی بدایت کرتا عید کی راہی ہوتا تو کیا گراہی اور خلاف اس کے ضلال و مصل بن گیا۔ نعمت کی شکر گزاری ہے یہ نہ۔

فائدہ اٹھاد جس کے معنی یا کے ہیں انصاف! جتنی کے لیے نہیں صرف مع خلو کے لیے ہے کہ کوئی شے سے ایک تکایک بات ضرور کرتی تھی اور جو دونوں جو تھے تو اور چاہتا تو نہ دیکھتا تو وہ ضرور تھی جسکی بات کو کسی بخل میں اور شرفا مانتا ہے اوریت کہ کتابہ وبقولی لم یصلح جان بلکہ برضو کہتے تھے اس کی بد رفت نے اور شادی الکی جو الکی کی بہتری کے لیے تھا کہ جسے تصدیق کرنے کے خطارہ یا اور مزہ موز لیا ہے تو کیا یہ بھی جاننا کہ ان کا تھی کو کھد ہے۔ خاصہ گھانا مژدہ خود بھی نہایت پر ہون اور دروں کو بھی اور جو اس نے جھٹکا اور مزہ موز لیا تو بھی خدا جسکی بدی کا بدلہ دیتا ہے مگر جو بدہ منگی سے عداوت اور بدی کرتا ہے کیا اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا اولیٰ نہیں ضرور دیکھتا ہے۔ اس میں اجتناب طور پر اعتقادات کی جڑ مزہ سزا کی طرف شلوہ ہے اور تحصیل اس کی یہ ہے کہ حق جہان تصدیق نہیں ہے کوئی جو برادر کوئی عرض اس کے علم سے باز نہیں بلکہ علم ہی علم ضروری کہ نہ بد حال سے نہ فاسقان اور یہ اس لیے کہ وہ خالق ہے اور جو اہل ادراش حقوق ہیں اور علت کو سلونی کا علم ضروری ہوتا ہے اور جو بھی ثابت کہ وہ عادل ہے مگر اس کے نزدیک ممکن اور سوسر تک اور بد براہ کیے کر ہو سکتے ہیں اور قادر بھی ہے اور قدرت کا کمالا ثبوت اس کے خالق ہونے سے بخوبی ہے۔ پھر قادر بھی عادل بھی ہونا عام بھی ہوگا اصل احوال بدلوں کے خطرات بھی اس کو سلوم ہوں پھر اگر وہ ایک کوڑا اور بد کو سزا دے تو عالم کی بادشاہی تو جزی ہی ہے ایک گمراہ بھی حکومت نہیں کر سکتا اس لیے جس طرح اس کے فضل کا معقنی یہ تھا کہ اس نے انسان کو یہ یہ فیض عطا کیے اور غریبی و ستارہاں کے سر پر ہاتھ کر اور مخلوق کا سر بار دیا یا کسی غرض اس کے بدلہ و انصاف کا بھی یہ فیاض ہے۔ اس نعمتوں کے شکر کرنے رہنے کو یا ناشیا یا مرنے کے بعد جزا اور جزع عطا کرے اور وہ کیا ہے حیات یا داؤن اور سرور و بدی۔ اور فکر یہ کیا ہے یا ایمان لا اور ایک کام کر اور یہ خیال دیکھنا کہ مجھے اللہ جل جلالہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور دل سے اس کی محبت محبت کرنا اور اس غریبی کا یہ شکر اور غرضان طور منگی سے اور دل کو بھی موز کرنا تو اس کی عزت و جہنم ہے۔ چنانچہ انکی ادھن شہادی کی ضرورت فرماتا ہے۔

كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِوْهُ لَتَسْفَهًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ النَّاصِيَةُ كَالْوِجْيَةِ فَخَاطِبَةٌ ۝ قُلَيْدٌ

تَأْيِيدُهُ ۞ مَسَدُهُ الزَّيْنِيَّةُ ۞ كَلَّا لَا تُطَعُّهُ وَاسْتَجِدُّ وَاقْتَرِبْ ۞

خبردار اگر وہاں نہ آتا تو ہم اس کی زب پر کرکٹ کھیلتے۔ جو جیتا ہو ملا لیا ہے نے لب بے نے کھائی مجلس کریم کی اپنے پیادے جاتے ہیں خیر و شر۔ اس کا کیا نہ

ہائے اور سیدہ گریڈوں میں بڑے بڑے

کے گناہوں سے دور کرنا اور برسوں کی عبادت سے یہ عزت و فضل ہے اور وہ ایک افتخار کا وقت ہے۔ ان دونوں باتوں کا اس سورہ مبارک میں ذکر ہے اور یہ رحمت خاصہ تھی اگر ان باتوں سے غافل ہو جائے تو اس کے لیے ہے اور اس میں یہ ہے کہ پہلی آیتوں کی عمریں دراز اور دوسری قیصر تھیں اس لیے ان کے لیے عمل اور احکام کی پابندی کی بہن مشقت زیادہ تھی مگر دوسری کی عمریں بڑھ کر گئی تھیں اور ان میں وہ کیا کیا ریاضات مثلاً کرتے تھے اور اسی بات کی طرف ان کی کریم مسمیٰ اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ میری امت اور اگلی امتوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کہ میں نے نصف دن تک ایمن تکبیر پر کھڑے ہو کر پڑھا یا اور پھر نصف دن سے لے کر پھر تکبیر کی کام اور اسی رحمت پر دوسرے کو یمن کیا اور پھر عصر سے لے کر غروب تک روکی ہجرت پر تیرے ٹھکانے کو یمن فرمایا۔ پہلے نے کہا میرا وقت اتنا دیر ہو رہی تھی قدر کہ جس قدر نصف دن سے لے کر عصر تک اُن کے لیے ہو اور اس کا وقت مجھ سے نصف۔ پھر دوسرے نے بھی تیرے کی نسبت یہی شکایت کی ہے کہ اہل کا وقت مجھ سے کم اور اجرت دو چہ۔ ایک نے فرمایا کہ جو میری عبادت ہے جس پر چاہوں کروں مگر تب نہ حق میں سے تو میں نے کوئی کی نہیں کی انہوں نے کہا نہیں۔ وہ پہلا شخص یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اور دوسرا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور تیسرا میری امت ہے تمہارے لیے وقت کم اور اجرت دو چہ ہے۔ (اس کو اس کا ایک اور فقرہ کہ میں نے سب سے قبل نقل کیا ہے) اور مقتضائے رخصت نہ (کہ جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اٹھارہ کی تھی اور جواب میں ارشاد ہوا تھا کہ نہ کہیں اللہ کی امت میں اس کو کوئی ان کے حصہ میں تھے وہ ہوں اور کتب سابقہ سے بھی یمن پایا ہے کہ میں ایک تھی تو میں پید کروں گا اور دوسری قوم کہلاوے گی اور وہ بدلتا بدلتا ہوگی میں اپنے رجب شفقت کو ان سے نہ اٹھوں گا اور ان کے لیے بھی تھا کہ اس امت اور ہم باہر کرم کے لیے ایک راستہ تقریب الہی میں بڑا درخشاں ہے جو کہ ان کی جانے کی تاک ہے جو کہ خود ہی مکر اور غور سے زبان میں وہ تقریب حاصل کریں جو ہر دین کو نیکو دینوں میں بھی حاصل نہ ہوتا تھا۔ مگر اصل الی اللہ کے پہلے اصل کا مزی قیصر حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد میں گھڑا گاڑی تھی اور آخر زمان نبی کے عہد میں درج یاس سے بھی جو کوئی تیرا اور آدم کی سواری ہو رہی۔ چلے پھر مقصود میں خود ہی درج میں پہنچتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو کئی اور گناہیں دور باور ہیں میں راہب یا انکاپا متین اٹھانے ہیں اور کبھی کسی تخت پر نہیں کرتے ہیں مگر ان پر تقریب الہی کا دور وازہ نہیں نکلتا۔ باطن میں وہی تار کی باقی رہتی ہے جو کبھی کسی گھری یا سردار میں سے کچھ چمک رہی تھی تو کس حساب میں ہے۔ یہ عفاف طریقہ میری ملی صاحبانہ طور اسلام کے یہاں خود ہی درج میں خود ہی آسانی سے نکھوڑا رہتا ہے پھر جو کئی سب بھی اچھڑتے آتے تو بڑا ہی بد نصیب ہے ذرا اس سے نوپا کر تو دیکھئے۔ ان سب باتوں کا ذکر اس سورہ مبارک میں ہے گویا یہ روشی دلانے کے لیے اعلان شای فرماتا ہے انا انزلہ فی حق اللہ کہ غافل نہ بنے کہی اور نے اس کو کبھی قرآن و وحی کا جو جو دور ہے اور کہ میں غلط نہ کہا ہوا ہے کسی ایسے دوسرے وقت نازل نہیں کیا بلکہ اس خاص وقت میں یعنی یہ اللہ میں۔

اب اس میں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باخانی سورہ میں قرآن مجید نہیں بریں میں خود اٹھوڑا نازل ہوا ہے۔ اور سب سے اول جو سورہ آخر اہم معلوم بعلم تک نازل نماز میں ہوئی تو شمال کا مہینہ تھا اور طالع اہل مشرق تھا پھر یہ کہ کمر کھینچنا لیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کو ہم نے فہم قدر میں نازل کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نازل ہوا تو حریف میں خرقہ ہے۔ تخریل گلوے تخری کر کے نازل کرے اور انہیں ایک بار۔ سو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تخریل تھیں بریں میں سوئی اور انہیں تخریل ماضی میں ہوئی مگر میں ایک سوال انہیں تخریل کیا ہے۔ یہ تخریل قرآن کا ہے۔ پھر یہ انہیں تخریل قرآن کی طرف میری ہے تو میں نے یہی پہلے نقل نہیں ہو سکا۔ نہ کہایت کھلی مگر انہیں تخریل جائے گا۔ اس کا جواب چہ وہ ہے کہ وہ تخریل میں تخریل قرآن کی طرف میری ہے مگر قرآن کا طلاق بڑا عرصہ سب پر ہوا ہے ایک آیت یہ سورہ کو کبھی قرآن کہنے میں میری تخریل میں انہیں تخریل ہے کہ اس کے عصب سے دنیا یا اللہ میں نازل ہوئے اور کبھی تخریل میں۔ اللہ

آیت میں انزال کا ذکر ہے متفرق کیا۔ بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک یا کئی بات قد رسی جو مسلمان کے سینے میں واقع تھی (جیسا کہ ان لحاظ سے فرمایا گیا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کہ رمضان کا وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔) مگر یہ کہ قرآن سے بہت احقرہ میں جو اسان پر نازل کیا گیا اور پھر اس سے سب عبادت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس لائے تھے اور آپ پر حکام کو اس کے اصلی موقع پر متفق کر دیتے تھے اور قرآن مجید کی یہی ہے جواب موجود ہے اور اسی ترتیب سے لایا گیا تھا۔ بیت احقرہ میں ان پرست لاکر دکھایا تھا۔

پھر یہ بات دریافت طلب ہے کہ کون کون کھانا کیا ہے اور بیت احقرہ کیا ہے اور کیا قرآن کا خداوند پر مسلمان سیاسی سے لکھا ہوا کھانا۔ بیت احقرہ تیسرا یا چاروا؟ جس کی توجہ ہم مقدور تفسیر میں کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کون کون کھانا کیا ہے یا چاندی یا سونے یا پتھر کی تختی نہیں۔ بلکہ وہ عالم الہی کا تفسیر اور میرا تاج ہے جس میں ہر ایک چیز کا علم اور دوسری چیز کے علم سے متعلق دیکھ کر باقیہاں خاص و عذاب کے مرتبہ میں بھی اس کے علم میں نقص اور غیر متحرک نہیں۔ اس مرتبہ کو کون سے تفسیر دینی کی کہ جہاں ایک مطلب کو دوسرے مطلب سے امتیاز خاص ہو ہے اور یہ امتیاز اس سے ہے جو تھکے والے کے ذہن میں پہلے تھا جس لیے کہ مرتبہ کی کوئی خاص بات نہ دیکھنے والوں پر خود ہر ہے وہ خود پر دیکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ علم شجود میں یہ مرتبہ اپنے اپنے مقام سے کسی عقل نورانی میں متشکل بھی ہو جس کو عالم جسمانی میں روح سے کمال مظاہرہ ہو اور بیت احقرہ اس کے بعد اور دوسرا مرتبہ ظہر امتیاز کا ہے کہ جو اپنے طبقہ کے لاکھ کے اوپر ظاہر و مختلف ہے اور ممکن ہے کہ اس مرتبہ میں قرآن کی حقیقت اپنے مقام صورت میں متشکل ہو جس کو کوشش کتاب سے نہایت مشابہت ہو۔

واللہ اعلم۔

ف۔ لیلۃ القدر کیا ہے۔ قدر و سحر ہے قدر، لیلۃ القدر کا راز قدر و راز سکون وال ہوا اس کی حرکت سے (اور اس کے ایک ہی ذہنی اثر) مگر یہ فرق ہے کہ بالسنون سحر و راز قیام ہے۔ واللہ ہی کہتے ہیں قدر کے لغت میں معنی ہیں اندازہ کہ راز قدر و راز قدر و راز قدر کہتے ہیں بظہان قدر و راز قدر ان کے کائنات میں (کبر)

اب دونوں کے معنی کے لحاظ سے اس رات کو سحر و قدر کہتے ہیں کہنے کی علامت کی جہد بیان فرمائی ہیں۔ (۱) اس میں فرماتے ہیں اس رات کو اس لیے لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ اس رات میں اس میں ہر کی آنے والی باتیں عالم الہی میں مقدر و ممکن کی جاتی ہیں کہ کامرنا پیار ہر راز قیام کی فراموشی عزت و ذلت جو کچھ سال بھر میں اس جہاں میں ظاہر ہوا کہ وہ سب اس رات میں عالم الہی میں مشہور کر دیا جاتا ہے اور ہر ایک کام پر لاکھ ممکن کر دے جاتے ہیں۔ (۲) یہ کہ اس رات عالم الہی کے درجہ عبادت اس قدر زمین پر آتے ہیں کہ گویا زمین میں بھی ہر بات ہے جو کائنات میں رہتی اور بھی کے معنی میں بھی یہ لفظ قرآن مجید میں مستعمل ہوا ہے جو قدر علیہ رزق۔ (۳) یہ کہ فرماتے ہیں اس لیے اس رات کو لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ اس رات تک بندوں کی خدا تعالیٰ اور عالم الہی کے لوگوں کے نزدیک عبادت قدر و راز قدر ہوتی ہے بلکہ اصل معنی سے مصداق بھی کہتے ہیں کہ وہ عام ایمانداروں کو بھی چھوٹے ہیں وہ ان کو کھوسا نہ ہو جس کا اثر ان کے دل میں رفت ہوا کہ ان میں راز قدر کا راز قدر کا راز قدر ہے اس رات کے احوال حسرت کی بنا کی قدر و راز قدر ہوتی ہے۔ (۴) اور جو رات کہتے ہیں اس لیے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ اس میں خدا تعالیٰ نے کتاب کا لیلۃ قدر و سحر کا لیلۃ قدر کے لیے راتوں صاحب قدر کی حضرت نازل فرمائی اور اسی لیے یہ لفظ میں بایا اور اس لیے بھی کہ اس رات کی قدر راز قدر ہے۔

یہ رات کب آتی ہے؟ اس میں علامت سے متعدد احوال میں بعض کہتے ہیں کہ سال بھر میں ایک یا دو بار کوا کی تھیں نہیں۔ کوا کا قول یہ ہے کہ رمضان میں یہ رات ہوتی ہے۔ پھر اکثر اسی پر متفق ہیں کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں بالخصوص ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ راتوں میں اس

کرتا چاہے اور پھر سنے غامس ستائیسویں رات کی بابت زور دے ہے اور اصرار ہے بھی بکثرت شادی پر دلالت کرتی ہیں اگر رمضان کے اخیر مشہور میں ہوئی ہے۔

اس سے انشاء کی حکمت:

اور حکمت میں کے انشاء میں یہ ہے کہ اس کا طالع سال بحر موت میں گزرا۔ اسے مٹا دیا سے بچے اور پھر رمضان شریف اور خصوصاً شہرِ داغ میں بڑی کوشش کرے۔ نئی کرتا تو اس رات میں بڑی قبولیت کا باعث ہے مگر اس رات گناہ کرے بھی تو اس کا سبب ہے یہی کہ کوئی خاص بادشاہ کے دربار میں ملاقات اور تفریقانی طالع کرے ہے بہ نسبت اور کے روزہ کا مستحق ہوتا ہے۔ اس لیے اس رات کی زیادہ احتیاط کرے کہ انھوں میں اس رات گناہ سے بچے اور غفلت و غش میں اس رات کو نہ گناہے۔ نئی کریم علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کی برکت سے محروم رہا وہ سب ہلاک ہوں گے۔ مگر وہ باطنی بڑا الٹا بد نصیب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کو دربار کے روزہ بھی خصوصی نصیب نہیں ہوتی تو ہمارے سے غلو میں تیرہ ہی ممکن ہے اور پھر معلوم نہیں کہ اس کی زندگی میں یہ رات اس کو نصیب بھی ہوئی ہے کہ نہیں زندگی کا بھرپور کیا۔ اس لیے یہ رات کی تصور کرنے والے زور دے بھی تعجب ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ہمیشہ سے صلہ کار رات کو جاننا ملاقات کرنا نہ تھوہ چر ہزار دستور ہے۔

اور سر اس میلۃ القدر کا یہ ہے کہ یہ سن کی نئی کی رات ہے اور نیک شگون باری تعالیٰ کے ایک شانِ موامعت و تقریب و ادنیٰ بھی ہے غفلت کی طرف جیسا کہ فرما ہے کہ یوم ہو فی شرف ہر روز اس کی ایک شان ہوتی ہے۔ اس رات میں یہ ہوتی ہے جس سے۔ اور کہ از پانچ بجوں میں اس کی طرف کا استغاثہ پیدا ہوتا ہے اور تو یہ فیصلہ دے کہ کسے تابع ہو جاتی ہے اور تمام عالم سنی میں عام ہلاکی کی طرف جنش ہو جاتی ہے اور عالم ہلاک اور وہاں کے لوگ اندک و ادران کو بھی اس نئی کے ساتھ عالم سنی کی طرف جھکا ہو جاتا ہے۔ جس کو قرآن نے سے نصیب کر دیا۔ ہمارے عالمِ غیب کے ماحولیات سے جسے سے ایک نئی کیفیت اور ملکات پیدا ہو گئے ہیں اور ایک عجیب حالت پیدا ہوئی ہے جس کی تشریح بھی نہیں ہوتی۔ مگر یہ عجیب آسمانی ہے کہ جس طرح وژ کے برتنے اور آفتاب کے ایک موقع غامس میں آئے سے ہر دم اور ہر جزئی ہوتی میں ایک نئی جان پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ لوگوں کو خود اگرتی ہیں درخون میں پڑے اور غلوئے اور ملکات کے پھول آتے ہیں اور فرحت و انبساط کی کیفیت ہو جاتی ہے اس طرح عالم ہلاک اور دنیا جہان کی نئی سے ادران مشرب و ملکہ ہم عالم غم میں پر یک نئی کیفیت بھائی پیدا ہوتی ہے۔

نائد و قرآنی مجید میں ایک جگہ یوں بھی آیا ہے ان انزل فی لیلة مبارکۃ انما کما مستغنی کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل ہونے میں نازل کیا ہے۔ مگر اگر ایسا کوئی رات ہے جس کو حمل ملکہ شبِ رات کہتے ہیں جو شعبان کے نصف میں واقع ہوتی ہے امام نووی شریف نے اس طرح یہ صواب القول میں کہتے ہیں کہ یہ روزہ مگر کہ سے ملک القدر مراد ہے اور جو نصف رمضان کی رات کہتے ہیں وہ وہی ظلمی کرتے ہیں۔ اس قدر پر کوئی اعلان باقی نہیں رہتا مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے اس صورت میں یہ حکمِ خداوندی صادق ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شبِ رات میں غم ہوا تھا کہ قرآن کو پھر مخصوصے نقل کرتے ہیں احزاب میں ملے جائے یہ ملک مبارک میں نازل کرنا اور پھر جب فرشتوں نے نقل کر کے بیت المعزہ میں پہنچایا تو لیزہ افتد فرمائی اور جسے دین میں نازل ہو تو سوال و جواب کا یہی تھا۔

نائد و اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نئی کا وقت رات میں کہاں مقرر ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رات میں ہر چیز ظاہر ہوتی ہے اس لیے وہی عالمِ شہادت سے مستحق رکھتے ہیں اور رات میں انشاء ہو چیدی ہوتی ہے اس لیے یہ عالمِ غیب سے مشابہ ہے اور عالمِ غیب کے اسرار و مکتشف ہونے کے لیے نہایت مناسب و ممکن ہے۔

مطلب ہیں کہ لے کر نکلے قرواعی جاتے چر اور قیر بھنے مستحکم یعنی ان خطاب میں کوئی سچی نہ ہو۔ عقل بطیم کے مطابق ہوں۔ یہ وصف بھی قرآن مجید کے حسب میں پایا جاتا ہے جیسا کہ وصف لعل لہ گیا۔

جواب : اس ناپ سے کہ کتب سے مراد صحیفہ نہیں بلکہ مطالبہ اور حکام ہیں یعنی کتب اردو و کتاب شن میں ہو کر پڑھیں۔

موتہ: اے اہل اُمت! ہمارے نبیؐ اور اس میں تلکد کے معنی میں ہے۔ یہ وہ ہے جو بالکل ظاہر ہو یا ظاہر کر دے اس لیے شہادت کو جو کسی انسانی کا تلکد کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ یہ کہتے ہیں۔ اس میں ہر اس سے مراد وہ آواز ہے کہ کئی کوئی دلیل اور دلیل اور اس میں سے وہ کہہ سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی ذلت پر کات سہلی تلکد تھی علیہ وسلم اور اسی لیے آپ کو سب ان میں سے پیش کر دیا گیا ہے۔ آخر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سے مراد اس تلکد میں ان کی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے لگے کہ اس کے بعد کا جملہ رسول میں اللہ خود اس بات کو جان کر رہا ہے۔

رسول کریم خدا تعالیٰ کی دلیلیں واضح کر کے لیے تھے۔ آپ کی خودی کی ہی حقیقت بھی کم شیخان و ادیبی مشائخ اور راست و لہان تھی اور آپ سے صمد با مجازات و آفات جنات ایسے سرزد کرتے تھے جو باوقاف العود و زواجر و قسوس انسان ہونے کے جب آپ کی چٹائی کی روشنی انہیں چمکے۔ جن کے بعد گوہر ازیلی محروم ہے تو رہے وہ نور و نہایت ہوتی تھی۔ آپ کے اخلاق کی رعایت اور آپ کی سیرت و صہرت میں اور صمد شریک دوسرے کے لیے جو جذب پایا جاتا ہے وہ ہے اور مضامین ہی کی کوہ کیمو۔ پھر آپ کی روحانیت میں صمد ارواح کے لیے قرار پایا جذب ہو کر نور و خود و نفس و انسانیت کی طرف کھینچے چلے آتے تھے تو کیا غیب ہے اور جی تو خود را حیات ہے جو ایک عالم کسبت و بلورینی طرف مائل کرتی ہے۔ اگرچہ ذکر و دعا کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف کی روشنی میں ہیں اور انہیں کے زمانہ میں جو صمد ہر نے بارہ عالم میں پیدا ہو چکے ہیں اس کے چاند تھے۔ پھر ان ختم کئے انھوں کو اس وقت کے بعد جو سوچھائی نہ دے تو ان میں اس میں پناہ لی اور صمد و دلی بقی نہیں رہا۔ پھر ایسے نور و صمد کو اس سے متعلق نہ کیا تو کیا کیا ہوئے۔

نوٹ: (۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آگے ولایت کا پروف بہت روشن ہونے کے بعد کھلنے کا قہار و آفریںگر ہو گیا تھا۔ دینی ائمہ میرا کھل گیا تھا مگر ہر جو آپ کا سولہ و شمس تھا اس کی جو سولہ ہوا حالت بھی کہ بہت پہلی رنگ و رنگوں میں دوازی تھی خاص غایت کو بہت سے بہت دکھا چھوڑے تھے کبھی جنہاں جو تو فیہ مرئی اشیاء کی پہنچ ہوئی تھی کبھی سلاوا و اہرادی و راج طہیوت کہ جہیز مان کا تھا کبھی ستارہ دار چاند اور سورج پر چڑھا تھا۔ لاف و شک و کذب و معبودان کی پہنچ کے ٹکڑوں و دستور مراجع تھے۔ اخلاقی حالت بھی بہت ہی خراب ہو چکی تھی۔ قتل و غارت گری بہت زیادہ ہوئی شراب خوردی فحشاء عام ہو گئی تھی۔

اب دسے ہاں کتاب دہان کے دفرین تھے۔ ایک بیوا دہان کی یہ حالت تھی کہ اسن تو بہت دھوب الیہ بلکہ السلام کو ہی کہہ بیٹھے تھے۔ ہر کچھ کھوکھری تھی۔ غلامی پر بھی عمل تھا اور ان کے بھی متعدد فریق تھے جن میں سے ایک فریق قیامت کا بھی مقرر تھا۔ حضرت علیا کا کوئی بھی دستور نہ کار بیڑ تھا صرف رسوم باقی رہ گئے تھے ان کے علاوہ اور درویشوں نے دین فروشی کا پیشہ رو لیا تھا۔ جبکہ ماہیں کے کچھ بچے چلے گئے اخلاقی حالت بگڑ چلا اور بداد ہو گئی تھی۔ دوسرے فریق انصاف دہان کا تھا اس میں سے بھی روزہ پختی خوشبو گلن کی بھی صورت ہو کر رہ گیا تھا۔ انہوں نے خود حضرت سید علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ و مریم بیٹی کی پرستش شروع کر دی تھی۔ خدا ایک کوئی بھی مس کے دوسرے حضرت سید اور روح القدس تھے۔ بعض کے نزدیک حضرت مریم بھی مذہب کبر ختم حال جرم کی اور پک دیا پکائی کوئی قید نہ رہی تھی ان کے علاوہ نے ٹھکر دہان بیکار کا مقام جہاں اس کے بعد چلے پھر ان کے بھی بہت سے فریق تھے اور آئے دن باہم لڑائی جیڑا اور کتاہی تھی۔ درمیان میں ان

اس خبر پر کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے وہ چیز سے ہلکے ہو جاتے تھے۔ یہ تو وہی بات ہے کہ جس کی توحید و انحصار میں کچھ بھی جا نہ تھا۔ کہہ ہے۔
(۲) اختلاف: یہ خبر نہ تو کسی باطل اور نہ کلام پر مبنی کی طرف میلان نہ ہو جس کے اصول میں اور ایمالات کا سوا پہنچ کر بول اور ضیف حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا اسی ہے۔ لقب بھی ہے جس میں اس طرف بھی اثر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کسی اور خدا پرست فرقوں
کے بزرگ بلکہ اکثر کے جد امجد ہیں اور تمام فرقوں پر ہندو، نصاریٰ اور ایمانیت کا دھڑکاؤ بھی کرتے ہیں ان کے طریق کی پختگی اس عبادت میں
ظور ہے۔ سو یہ بھی کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جس سے وہ ہلکے۔

اس علم عبادت کے بعد جو ہر قسم کی عبادت کو شامل تھا ایک خاص عبادت کے لیے اور اس پر علم کی دیا گیا تھا (۲) کہ یوموا الصلوٰۃ کا
نماز نہ کرنا کریں۔ یہودیوں و نصاریٰ نے وہ نماز بھی ترک کر دی تھی کہ جہاں کے مذہب میں بھی اسجد و اور: غایا کو گاہت بھی ہوتے تھے۔ اور یہ قسم
بھی کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جس سے وہ الٹا کرتے۔ بلکہ یہ مذہب کا صریحی ہے۔ تیسرا علم یہ تھا (۳) کہ یوموا الحلوۃ اور زکوٰۃ بھی دیا
کریں یعنی خیرات کیا کریں۔ خیرات کہ بھی وہ بات ہے کہ جس کو تمام مذاہب اپنا حق اچھا جانتے ہیں۔ پھر وہ کوئی بات نہ تھی کہ جس
کے سبب اہل کتاب کو آغوش صلی اللہ علیہ وسلم کا نکار کا حیلہ ملا۔ اس قدر تو ضرور ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ کے طریقے میں اصلاح کی گئی جو
عقل سلیم کے ہر مصلحت نہیں بھرنے۔ خلاف و انحراف اگر شفا: سب زلی نہیں ہو کر گیا ہے۔ کوئی جبرانی کوئی ہندو کوئی یہودی کوئی عیسوی
انصاف سے کہہ تو سہ کہ اس چیز یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلمہ پب کے لیے ان کے یہ نہ کوئی اصل ہے اور جب آپ کے مذہب کے
یہ اصول ہیں تو ان کے لیے القصد تو اس دین کے عقیم اور مضبوط ہونے میں کیا اثر ہے۔ بے شک یہ دین آیم ہے اور یہی مذہب اس بات کا
مستحق ہے کہ اس کو اس مصلحت سے جب قرار دیا جائے اور یہ تمام کی آدم میں مباح ہو اور سب ایک دین اور ایک مذہب ہو جائیں انصاف کا نام
باتی نہ ہے اور ایک روز ہو کر ہے۔ غلامہ یہ کہہ دینا آئے کے بعد اہل کتاب نے اختلاف کیا حالانکہ ان کو جو کچھ دیا گیا تھا نہ خلاف انصاف
عمل کے تحت تو وہ توحید و انحصار کے خلاف تھا۔ وہ اس پر بھی مخالف ہو گئے اور ہم جو ان کو بے حقے اور رسول نے ان کو سائے تھے
صرف یہ جن آیم تھے۔

(۱) خاص اللہ کی عبادت کرنا (۲) بالخصوص نماز پڑھنا (۳) مالی عبادت کرنا زکوٰۃ خیرات دینا اور دین پر ایمان بھی ہے۔ نظم خدا جو
"پہنچے نکوس میں ہے اور تو تم پر خلق جو تیرے علم سے متعلق ہے۔"

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلِشُرَكَيْنِ فِي تَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ
الْبَرِيَّةِ ۖ جَزَاءُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا بِإِذْنِ اللَّهِ عَنْهُمْ وَرِضْوَانًا ۚ ذَلِكَ لِمَنْ حَسَنَىٰ رَبُّهُ ۖ

جہنم میں ان کے لیے ایسی جگہیں ہیں کہ وہ ان کی آگ میں سدا کر رہیں گے اور سب فرقوں کے یہ تہ ہیں۔ دو فرقہ ہیں: ۱۔ اور ایک کام نکے۔
وہی سب اللہ سے بہتر ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس باغ میں ہونے کے ان کے لیے نہیں کہی ہیں ان میں ایک جہنم و ایک جہنم کے نشان سے اس کا نام
اس سے واضح ہونے سے اس کو حق ہے خاتمہ اب متذکر رہا ہے۔

[illegible]

افراد الزلزلوں، باکسر معدود، فتح اسم و قائل، قمر علی ہاشمی صدر، کانوسا، ہفتہ اول، قبل ما معدودان، وقت قرنی، سما، فالعبد رشا، ال لائلہ
 والحقنی انی حرکت الارض حرکت شدیہ، کا کمال ادا رجعت الارض رجاء وانحرجت الخ، الجملۃ معطوف علی ذلزلت الارض، ولا تعالیٰ عن
 نقل والروایہ الد کائن قال الخ، ایضا معطوف، ما سجدہ، واخبروا الجملۃ الاستحباب، مشغول قال، والحق، محجب الانسان من افضل الارض۔
 اعزہ والحمل کما شرط والجراب یومض، تحدث الخ، کمال، انما اسود وورثہ بدل من اذا واما الخ، فیما تحدثت اعصاب، حا معطوف، ثانی، والا اول
 موزون، فیما تحدثت، انما الخ، الجملۃ، ان الخ، قال، وعلی، بجز ان، مکان، لا، ایضا، بنصر، ای، ذکر، کذا، والزلزلت، الارض، یکن، ریلک، الخ، متعلق
 تحدثت، قابلہ، سید، ای، تحدثت، بسبب، انما، الله، ایضا، وعلی، زمانہ، قیہ، کون، ان، وقت، اوصیٰ، لہا، بالان، اخبرنا، لہا، بمعنی، ایضا، ان، کوئی
 بعدی، ذرۃ، فی، دارۃ، الا، واما، کوثر، فلما، سجد، انما، انما، فعلنا، وکعب، لہما، حتی، تحمل، الارض، بیک، بل، الا، انما، من، ایضا، قیہ، موزون، اما
 بدل، من، یومض، قبلہ، واما، منصوب، بمقد، رای، انما، کر، واما، منصوب، بما، بعدہ، بعد، الناس، ای، یجمع، والعبد، بالمر، جرح، خدا، اور، وای، من، موقوف
 الحراب، الی، متناہم، لنتا، الخ، شے، بمعنی، متفرق، حوالا، من، قائل، بعد، ای، برحق، متفرق، من، قائل، الخ، الوجود، الخ، معصم، ہو، الوجود، بحسب
 الخ، لہم، لہم، الا، انما، متعلق، بعد، تر، انما، کر، رہا، معطوف، من، رویہ، البصر، ای، بصر، انما، لہم، وتر، فی، بدل، الضاع، والحق، فی، راجز، اجماع، لہم۔
 تفسیر: یہ سورۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک، فی، سجاد، بعد، کا، مکی، کیا، قال، ہے، کہ، مکی، مسعود، جملہ، عطا، چاہے، کہے، ہیں، مکہ، شہ، نزل
 ہوئی، سورۃ، کی، آیت، آیات، ہیں، بعض، کہتے، ہیں، غرض، اس، لیے، کہ، وہ، ایک، جملہ، کو، سمجھتے، ہیں۔ مناسبت، مناسبت، اس، کی، پہلی، سورۃ، سے، یہ
 ہے، کہ، پہلی، سورۃ، میں، تھا، جز، انما، معصم، کی، ایسا، خدا، وای، کی، جز، ان، کے، رب، کے، نزدیک، جگہ، تھیں، ہیں۔ یہ، من، کر، ایسا، خدا، وای، کمال، مشافی، تھا
 کہ، یہ، چھتے، کہ، ب، چہ، زہ، نے، ہی، اس، ہے، اس، کا، وقت، تھا، یا، کہ، لقا، والزلزلت، الارض، الخ، کہ، بسبب، زمین، ہلانی، جا، ہے، مکی، یعنی، قیامت، میں، یا
 ہیں، کہ، کہ، مسند، مواد، کا، پہلی، سورۃ، میں، اخیر، میں، ذکر، تھا، کہ، مشرکین، اور، کا، فرج، مکی، کی، تم، میں، اور، ان، خدا، وای، ہر، جات، خدا، میں، پیش، رہا، کریں، گے
 اس، سورۃ، میں، مسئلہ، خدا، کی، ابتدائی، حالت، میں، ہمارے، مکی، کہنے، میں، پہلی، اور، اپنے، دلائل، واما، اس، اگلی، دے، گے، کا، فرج، کریں، گے، اور، یہ، عالم، کہ
 جس، پر، مشرکین، جلا، تین، زیر، اور، ہر، ہر، جا، ہے، گا، قال، اما، والزلزلت، الارض، ذلزلت، الارض، کا، جس، وقت، ہلانی، چاہو، گے۔ زمین، جیسا، کہ، اس، کو، ہلا
 چاہیے، اور، مکی، کمال، سیکھ، یعنی، بہت، زیادہ۔ پر، شروع، قیامت، کا، ہو، گا، کہ، اس، راجس، کے، صور، پھر، نکلے، سے، زمین، میں، سخت، زلزلہ، آوے، گا، جس، سے
 کوئی، پہاڑ، اور، نماز، باقی، نہ، رہے، گی، اور، سند، جوش، ہر، کر، اور، اور، جمل، بڑی، کے، واما، انہو، سورت، جملہ، کہتے، ہیں، یہ، اول، ہر، صور، پھر، نکلے
 میں، دو، گے، بعض، کہتے، ہیں، اور، ہر، صور، پھٹنے، کے، وقت، ہو، گا۔

فانما ذکرہ، رب، کے، کسی، کی، بے، فیض، دلچسپ، نے، یہ، فقرہ، بتایا، تھا۔ اما، والزلزلت، الارض، ذلزلت، الارض، اور، اس، پر، اس، کو، بڑا، ناز، تھا، پھر، جب، یہ، آیت، نازل
 ہوئی، تو، وہ، اس، میں، زلزلہ، کی، جگہ، زلزلہ، آیا، خدا، وای، صدر، کو، مصنف، کر، دیا، تو، فقرہ، میں، جان، پڑ، گی، وہ، عرب، میں، کہ، وہ، میں، آگیا، اور، پہلی، آیت، کا، میں، اس
 کا، مکی، فصاحت، پر، ایمان، لایا۔ اس، کا، کالم، آٹھ، اعلیٰ، زبان، ہی، کا، حصہ، ہے۔ اور، اس، زلزلہ، سے، کیا، ہو، گا، عجب، ان، کے، چہ، ہو، گو، اور، جنت
 الارض، انکسار، کہ، زمین، اپنے، ہونے، کمال، ڈالے، گی۔

نقل، دیو، ج، لیس، سے، مراد، ہے، زمین، کے، اندر، کی، چیز، ہیں۔ خزانے، اور، کانیں، اور، مردے، مڑے، ہوئے، ہر، طرح، طرح، کے، حجر، اور، قدیم
 عمارت، کی، بنیاد، پر، اور، جو، کہ، زمین، کے، طبقات، میں، زلزلہ، لگیم، سے، باہر، نکل، پڑے، ہو، مسلم، اور، مذہبی، نے، اور، یہ، جگہ، سے، راجع، کی، ہے، کہ

پہنچی کہ دستِ غلی از قز
 پادشا ہے چہم مژ پششِ خدا
 آتشِ نرود مگر ہضم نیست
 مژ تھوے غلِ را آں لوریدہ
 گر نہ کوہِ دنگ با دیدار شد
 ایں زخمِ رازِ نیروزی چہم جوں
 مژ نہ دے چہم ایں حوضِ را
 در قیامت ایں زخمِ از نیک و بد

پہنچی ٹھیکس جڑو جسے پہنچے ہر
 غزلِ پوں پھرو اند قومِ عام
 با غلیغلی پوں زحر مژ کت
 زہرِ کارِ را زخموں مژ زہر
 مژ چا دوزخِ را دوزخِ یروشہ
 از چہ قورونِ را فراخورد آہنجوں
 چوں بیہی خہر آہا لڑاکِ را
 کہ زہرِ دیدہ مگر ایں با دیدہ

[illegible]

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ ﴿٤١﴾

مکرم جی نے قہر میں بھرا ہوا دل سے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے اور میں نے یہ سب دیکھا ہے۔

[illegible]

تفسیر : اب اعمال کی تفسیر کرتا ہے۔ حال میں یہ عمل مطلق ذرا حیرانہ اور جواز کے برابر بھی نہیں سمجھوں گی۔ یہ تو نکل کر سب کا خرد اور اس کی فہم میں ان کے ایک جملہ کو کہ لے گا وہ تو کئی مائیکرو منیجمنٹ کے مطلق ذرا حیرانہ اور جواز کے برابر ہی کرے گا وہ اس کے جتنی کہ لے گا۔

فائدہ حاصل کیا، انھوں نے کہا کہ انھوں نے ان کے کفر کے جب سے کیا میرے سربانی میں ہمارا، اپنی عقل پرانی میں نے دیکھا ہے کہ وہ
 ہمارا تو یہ کہ ان کی طرح ہی انھوں نے کہا کہ اس مادی جاتی ہیں یا مافوق انسانی جاتی ہیں، ان کو بھی زور دیا کہ تمہیں کائنات میں کیا
 میرا آیت کے سنی کفر کو سمجھ لوں گے، جواب دیکھئے کائنات میں کیا نہیں فرمایا اس سے ماہر ہے کہ کافر کی نیکیوں کا نتیجہ اس کو دنیا میں
 جانا ہے اور فرشتہ مال و کمزور اور اللہ تعالیٰ و غیرہ، ان آخرت میں تمہو کو ہے نہ کہ کلمہ کہ کہ کافر کی نیکیوں کی کوئی نفع خود زور دیا
 ہوا ہے ان کے نہ ہو سکتے، آخرت میں نہ کسی دنیا میں تو ضرور مال کا بدلہ دیکھ لے گا، اسی طرح مومن کو جس کے گناہوں کے سبب وہ دنیا میں
 دنیا کوئی مصیبت پیدا کی ہو، تنگ اپنی آزمائش کو دیکھتا ہے کہ تو فرستے ہیں نہ کہی، بعض یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تو دنیا میں عام مومنوں سے

ہاتھ میں ہے وہ اپنی کھلیں کو پھٹکے پھردھیں ہوں کہتے ہیں۔ کچھ میں بھیج کرے گا اور میری کواں آگ میں پھلے گا جو کسی نہیں سمجھتی وہ آگ جہاد کی آگ ہے جو کھوڑوں کی ٹاپوں سے نکلتی ہے اور جو قیامت تک نہ بجے گی۔ لیکن یہی کہ یہ سبھی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان میں سے ہذا لدھن قاتلا یقتل علیہ عصابة من المسلمین حتی یتکوم الساعة رواہ مسلم کہ یہ دین بھیت تو تم رہے گا قیامت تک مسلمانوں کی ایک نہ ایک جماعت اس پر لڑتی رہے گی۔

لیکن کس کے روز آپ نے فرمایا کہ اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور بیت باقی ہے اور سب تم کو لانے کے لیے علم دیا جاوے تو کھو۔ منتقل علیہ در فرمایا کہ میری ناست میں سے ایک کروہ پیش کن پر جہاد کرتا رہے گا اپنے غلبہ پر فتح پائے گا۔ یہاں تک کہ اسے خرسے لوگ و مال سے لڑیں گے (رواہ ابو داؤد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رکۃ فی نولھس العین (تحقیق علیہ) کہ برکت گھوڑوں کی چوٹالی میں رکھیں دونوں ہے اس پر یہ بھی فرمایا کہ انھیں معقول بنوا صیبا الخیر ای یوم القیامۃ الذبح والھنیۃ (رواہ مسلم) کہ گھوڑوں کی چوٹالی پر دینی میں قیامت تک بھری جائے گی جس پر اور وہ بھری کیا آخرت کا جزاوارہ نہ ان کی بھیمت ہے۔

اور یہ سچ ہے جس قوم میں فرقہ وارانہ نزاکت اور پیش پسندی آجاتی ہے خواہ کتنی ہی بہتر سند مناصح ہوشیار ہوں ایک روز اس قوم کا مال ہو جاتی ہے جو گھوڑوں پر چڑھنے والے سپاہی اور موٹا پیٹنے والے درویش کھانے والے دروہا اور جن کشتیوں ہیں۔ مسلمانوں میں جب سلطنت اور دولت نے (جوان کے باپ اور والدے کے جو دروازہ اور جھانک سپاہی بنے حاصل کی تھی) ان کی صدیوں تک مہم کیا تو نہ کتا اور پیش پسندی آگئی پھر تو امر کی یہ حالت ہو گئی کہ جو پکی ہراشت اور گھڑی بھر بھوک اور جاس اور شہادت کی برداشت کا تکیہ نہ کرے پا کا نہ میں اور بھی حکوم میں ہرے سے دھڑلے ہو کا نہ پھر میں کچھ ہے بھی کوئی اور سر پہناے تو کابھی۔ مہمات میں چار قدم باہر جاتے ڈر تکتے ہے درویش اور اچل کر گھوڑے پر چڑھیں تو ذلت میں جاتے کسی کام میں الی تو ڈر کر منت کرتا کیسا رات دن واسطیٰ گوارا خوش اور مسکروں کے چلنے کھانوں اور مہم کاٹوں اور آسائشیں تن کے ہے پھر پھر گھنڈہ اور شطرنج اور سرخوڑی چنگ بازی شیر بازی کیمیز بازی اور کون۔ زنی اور کون بازی باہر شراب خور کی اور عیاشی اور اسحر راحت پر بہرہاں چڑھے تک سونا اور مہم کا تو گھنڈی جہاں باں ہوا رہا مگر ایسا ہوا کہ کھینے چھانے میں بیٹھا پھر دن میں ہر وقت شکار کرتا کسی کی دھڑکی جانا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے ہمال کا جیوہ دیکھتا لیبرہ بد عادت آگئی۔ کچھ کوان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کیا تھا اس کے ساتھ طرحی رخصت ہوا داغی بھی تھی۔ دل کی بڑا مردی بھی تھی۔ بدھوں کی آواز سے دل دھڑکنے کا اور اس پر جو مصداق کا خبر ہے۔ اتھو بدھ تو کسی جیت نہ رخصت ہوئی وہ گئی تو خود پسندی باقی باقی ماضی پر لاف زنی کیا نہ پوری دھڑلے تینوں مسلمانوں سے رخصت باہمی غائق صد انھیں کہنا نہ میری۔ پس سلطنت اور دولت و عزت و شوکت بھی جلدی ہو چکے انھیں کی نوبت آگئی اپنے آپ کی خدمت نگاہوں کی مجلسیں بھرنے کی تو کئی روٹکی ہوئیوں کے تک وہ ۲۰۰۰ بھی سمجھے۔ الغرض وہیں بھی گیا دنیا کی بھی۔

چاہے بھبھ انھیں انشدید وانہ لکن تو کی خیر ہے۔ ہجرت ہجرت!

خبر دینا تو کسی بھی سوئی بھی اب تو انھیں باقی کسند و لوات کے خوار کسی حق جہان سے لڑائی کی ضرورت نہ تھی۔ لگے لگے کچھ احکام پرانی کو لائے۔ اب دین اور مفتی بھی چلے اس لیے فرمایا ہے اھلا یھو ادا یھو مالی العیو۔ وحصل ما فی الصدوق ان یھو یھو یھو یھو یھو یھو یھو یھو کیا یہ شکر انسانا جو ایسے کام کرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ جب قبروں میں سے مردے اٹھنے جاویں گے اور جو سینوں میں خیالات کا قلعہ بنی ہیں جب شہادت دہیروہ اور غار کئے جاویں گے بدلہ مشکل کر کے سامنے لائے جاویں گے تو اسی دن کا رب ان سے فرورہ ہے بات دینا میں ہوئی تھی اس کو حلوم ہے مگر وہ اس کیسا ان، عمل ہوا اور عظیم فائدہ کی مراد وہ؟ گا؟ ضرور رہے گا؟ اگر چاہ بھی خیر ہے کوئی بات اس سے نفی نہیں مگر یہ کہنا کہ اس روز ہر مرد اور ہر عورت کا دن ہے فرورہ ہے مگر وہ پوری خیر ہے ہے جو تو کہنا چاہیے۔ اللہ بہت ایک۔

الخلاص من الله تعالى حتى عليه لما بهاء وجهه المقابل جمع مقبورة - والمعنى انما كرم من الدنيا والتفخر بالاموال والعيشة من الدار الاخرة حتى ادر لكم بلوت واهم على تلك الحالة كالعلم وعلو شرفه فخرية تعلمون شرفه المتعبد تعلمون هذا الى الامر الذي اقيم صائر ان اليه علما بيقينه ونسب العلم على الكهربية والاضاءة في اليقين من اضاءة الموصوف الى حله وقيل العلم عام يكون حقيقيا وغير يقين فاما في اليقين اضاءه العام على اليقين وجواب لوضوح ذلك ان كل من يقين بالقدرة على تعلمون علم اليقين بالعلماء كونه - لندركنا الجميع الجملة - جواب ثم هذا الى وانتهى من نعمتي في الاخرة وليس هذا الجواب لوقرنا كبره وروحنا وسبلنا للفاعل والذرة في هرة ولقد اعدت الى متعبد اليه واهم -

تفسیر: یہ سورہ مجہود کہ میں نازل ہوئی۔ لیکن عباس بھی یہی فرماتے ہیں۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ایک روز گزارا کرتے ہو؟ کہتے ہو لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے روز کو گن پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اچھا کہہ سکتے ہو؟ کہتے۔ دو ایچہ کیا اس کو حاکم نے نور ثقلی نے شعب الایمان میں۔

دہلا اس سورہ کا اقتدار ہے یہ ہے کہ اس سورہ میں انسان کو جو اذیہ پہنچا کرے وہ خود سے کہ مستحب کیا تھا کہ ہو یا خداوند تعالیٰ پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ اس کے لیے چاروں اصرار و اصرار کے فضول، شجرے جو کچھ بھی کارآمد نہیں چھوڑ دے۔ مگر یہ منافق اس کے انسان ایسی فضول باتوں میں غرق ہے کہ خراسان کو کچھ بھی منہ نہیں دہکیا؟ کلچر، مال و دلاور کی حرص اور اس کی ہدف نیت وہ کہہ کر تدبیر ضرور ہے یہ غافل ہو جاتا۔ اس لیے اس سورہ میں اس بات کی نوعی بیان فرمائی جاتی ہے کہ انسان تجھے اس کا اثر نے اصلی کام سے غافل کر دیا اور ایسا غافل کہ کبھی بھی اصلی کام کی فرصت نہیں دی۔ سو تک اسی فضول و حسد سے پر ہزار ہا دور واصل بھی اس کا سبب نزول ہے۔ مگر خداوند متعال کیسے ہیں کہ اس کے غافل ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ میں ہی وہ تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہم فلاں فلاں قوم سے مل دیتا ہوں میں زیادہ جیسا یہاں تک کہ کھر بھر اسی ظاہر میں رہے اور جو کہ کا قصہ دیکھا۔ اس لیے ان کا حال، غافل و غافل و غافل و غافل کہ اس کے مسلمانوں کو مستحب کیا جاتا ہے۔ اس مقدمہ پر یہ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ سورہ میں غافل و غافل ہونے ہے۔ اور کبھی کہتے ہیں اس کا سبب نزول یہ ہے کہ قریش کو دو تھپتھپے تھے ایک بنی عبد مناف دوسرے بنی تسم۔ دونوں قبیلوں کے لوگ کبھی مجلس میں اپنے اپنے مذاکرہ کر کر کے ملے ایک نے کہا عمار قبیلہ الدہر ہے دارا دلی بھی اس میں زیادہ ہے اور داری اسی کا حق ہے۔ دوسروں نے کہا ہم زیادہ ہیں اور اس کے لوگ زیادہ ہیں اس لیے بیشتر جنگ میں مارے گئے۔ اسی پر بات بڑھتی تو یہ ٹھہری کہ چلو قریش میں گنواؤں میں چنانچہ قبرستان میں گئے اور قبریں گھسیں اس بیہودہ اور فضول و غافل کی برائی میں جو انسان کو دار آخرت کے اسباب پیدا کرنے سے روکتا ہے یہ سورہ غافل فرمائی۔ اے ہاکم اللہ کا۔ حتیٰ ذلہ المصغر کہ تم کو غافل مال و وقار کے غافل کر دیا یا اس تک کہ قبریں گھاگئیں۔ یہی سنے کو تیار بیٹھے ہوں اس وقت تک بھی تو تم کو اس غافل نے اصلی کام سے غافل اور بے خبر کر دیا ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ دار آخرت کی تدبیر کا کون سا وقت آئے گا۔ غافل اور غافل و غافل میں ہیں اور عرض کرتا بھی اس کے سختی ہیں۔ اس سورج پر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے کہ وہ اور اور ان اڑا اڑا اور غافل فرمائے ہیں۔ مسلم و زندہ و غیرہ نے عبد مناف بنی فہر جتوسے راہت کی ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو آپ اس کو پڑھ کر فرما رہے تھے کہ اے اے ہم کہتا ہے میرا مال اور میرا تو وہی مال ہے جو مجھے لے گا یا لے گا یا لے گا۔

اقسام سعادت: واضح ہو کہ انسان کی ہر سعادت میں ایک سعادت دہیہ اور اس کی تین قسم ہیں اول غاص اس کے جسم کی بات کے متعلق حسن و جمال دوسری جسم کے آرام و سائیں کے متعلق دو کچھ؟ تیسری اور مال و اسباب و مکان کی فراہمی اور کن میں کاسیانی تیسری

پیدا کی اور کشود کا رکھ کر۔ ساتویں دن موت کے انتظار میں تھا اور عذاب الہی کا درد ورنہ نہ تھکتا۔ نہ کچھ خواب دہاں بھی کھینچ کر دیکھا گئے۔ درالتمی کے پاس آ جاؤ۔ پوچھا کہ موت تو لکھی آئی۔ شاید صاحب نے فرمایا: ہاں کے مات اسی روز میں اب کچھ کڑے ٹکڑے ٹکڑے کر دے فرما سید تم اس عرصہ میں فاسد کا کیا اثر تھا اور اب بخشش دے دے کیسی بڑی تھی۔ عرض کیا کہ کوئی خبر نہ تھی۔ اوشاف تھیں۔ کچھ کھڑکھٹایا اور لوہہ ریت پر آ گیا۔ حقیقت میں علم باقیوں اُس جہاں کا درجہ ہے۔ ... تو ایک پرافتخار میں۔ اور بد پر خوف میں یہ۔ نہ کوئی ذمہ لہو جاتا ہے۔ یہ اسی دہلہ ہاتھ میں انہی ہاتھ میں مسامحہ دلیاؤ کہ۔ مہاکاں حصہ ہے ورا کی لیے اس کے نعل اور حادہ خالق کے اصال میں جو پناہ پرا ریت ہیں اور بیٹ بیٹ کی انہی میں ال میں۔ کھتے ہیں وہ فرق ہے

نہ وہ کلا سولی دھلوان کا دوا بار لائے میں کیا نکلتے ہے؟ بعض علماء فرماتے ہیں تاکید کے لیے۔ سبھا کوئی آیت کہتا ہے تو سمجھا تو سمجھو۔ بعض فرماتے ہیں کہ اول بار بل شری کے لیے اور دوبارہ بل خیر کے لیے اس اول دعوہ اور دوسرے دعوہ ہے یہ غلط بات تو ہے۔ اب اس قدر فرماؤ مائل کے لیے کافی تھا کہ اگر تم کو یقین ہو جاوے تو اصلی کام کرنے کا اور میں عرض کر کہ کچھ روز دیکھنا میں کے دلوں پر وہاں عرض کر دو غفلت کے بے شک پر دے چکے سے موت تھے اس لیے اب ان کو کمال صاف ظاہر آ جاوے ہے نقصان ضرور ان الجسد کہ ضرور ضرور تو مرنے کو کہیں گے۔ عام قرآن ضرور تو مرنے کا یہ ہوتے ہیں۔ کتنے ہیں کہ میں کہتا بھی ہے کہ نکلتے۔ یہ توبہ ہے عام عبادہ کا عرب کے موافق اس کے الفاظ بھی ہوئے ہیں چھپکر بعض طبع نا بھی پڑھتے ہیں۔ اور چشم و زبانی کہتے ہیں پھر یہ دیکھنا عام ہے۔ ایسا خدا تو میں ہی ہوں۔ دیکھ کر اول میں دوسرے کے اور عبادہ کی اور نہایت کا شکر ہے کہ میں نے اور کفار میں عبادہ اس کا مذاب انکھیں۔ مگر جہاں کے کثرت کی ہوا ہے۔ اور کفار کا کمال ہے۔ خود ایک آیت میں لکھی کہ میں نے ان منکھ الا وادعہ پھر دوا دوس بات کی تاکید کے لیے اس کا نام دوا دوا ہے نقصان نہ لےو نہ جا میں اللہ کی ضرورت میں اس روز کو باقیوں عبادہ کر کے۔ اس میں وہ غل کے چاؤ کے اس کا مرد پکھ کے۔ جس فرماتے ہیں کہ اول جملہ میں مرنے کے بعد عام برزخ میں مذاب۔ کھینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں مشر کے روز کھینے کا ذکر ہے یہ کہ اول بار کا دیکھنا کہ کڑے کڑے ہو کر دوبارہ کا دیکھنا روز میں۔ پھر بعض مفسرین اس آیت کے لیے معنی بیان کرتے ہیں کہ اگر تم کو علم باقیوں ہو جاوے تو ہم اس کی آنکھ سے یہ دیکھیں اور اس کا دیکھو اور یقیناً دیکھو کوئی شبہ باقی نہ رہے کہ تم کو اس کا علم باقیوں نہیں۔

نہ کہو: علم سے نہیں مرے ہیں اس میں باقیوں کہ جیسے کسی نے ادا کیا تو آنکھ سے دیکھ لیا اور مزاج میں باقیوں کہ اس کے کنارہ پر پہنچ کر پانی پینے میں۔ ایسا ہو۔ تیسرا حق باقیوں کہ دوسرے میں کھیں نہ غلط لکھا ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ آج جنی جنسوں پر بھلے ہوئے جو دہاں کے کفار یا ان کی عرض میں گئے ہوئے آخرت سے غافل اور مانگ کے لشکر بنے ہوئے ہو تو قیامت کے روز ان سے سوال ہوگا کہ ان کا علم و عقلی جو مستند علی النہیہ کہ ان روز دنیا کی نعمتوں سے سوال ہوگا تم سے پوچھا جائے گا کہ دنیا میں وہی جنسوں کا تم سے فقیر یا دیکھو اور میں نے تم کو دنیا کی نعمتوں ان کو حاصل کر کے دیا تھا میں کیا نہیں؟ یعنی موت سے۔

نہ کہی ہے شہ و جنس میں دوسرا شہ ہے: ہر قس کا مال وال ان تعدہ لعمہ اللہ لا تعصوا لہا ولا ہرہ۔ باقیہ۔ تدریجی قسم کے و معادہ کو غریب و ذوق و دلی مگر میں غلط پانی یا سایہ وغیرہ وغیرہ جن سے کوئی فرد بشر بھی غلط نہیں۔ اس لیے غلط و مختلف اہل و انصار میں

رہا : ۱۔ وہ کاسہ کافہ نکلتا ہے یہ ہے گمان تمام نمر کز تہ مال و مالہ اور فراہمی سرباب میں انکشاف میں صرف رومی ہوتا ہے
نورانی کا حاصل محتاسبہ وہ نہ جانتا ہے کہ میرے اوقات خراب ہو گئے اور مضر ضائع ہوئی اور ایسی کو وہ مقصود حاصل نہ جانتا ہے اور اسی لیے وہ
میں میں کہتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے کہ خیال کے درگاہ کو یہ سورہ مازل فرمائی کہ کوئی کیسی دلیل اور اس میں کامیابی حاصل کرے۔ مگر
پھر بھی شخصانہ اور خسارہ میں میں ہے اس خسارہ سے وہ بچے ہوئے ہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کر گئے اور نیک کاموں کی جہت سے بچے ہیں
اس لئے۔ مگر اگر آپ کا اصلی نفع یہی ہے تو وہ کہ جو وہ فحاشا کے انسان بھی ہوئی ہیں۔

یہاں حضرت ابہ کر محمد بنی فرماتے ہیں ان کے جاہلیت کے دور میں ابوالاسد نے بطور طوع کے یہ کہا تھا کہ تم بڑے خوشیار اور تجارت میں
خبردار تھے مگر شخصانہ نہیں تھا اب کیا اتالی جھاتی جو تمام سامان صرف تم کے ایک شخص کے معتقد ہو گئے اور وہ مجاہدین کی چھوڑ بیٹھے۔ یہ تم
نے یہ اختیار کیا اس کا نتیجہ باطلی بھی نکلا اور وہ میں اور کر دیا گیا۔

فصل العصر کہ تمام ہے زمانہ کی جس میں یہ انسان از حد تہ اور یہ ایک نہایت حقیت اور مرنارہ سرباب ہے جو خداوند تعالیٰ نے انسان کو
کرنے کی عبادت اور نیکوئی کی تجارت کرنے بھیجا ہے اور یہ سرباب ایسا ہے ثبوت ہے کہ ہر ایک مضر یا آپ حق آپ جھکتا جاتا ہے مگر
اس نے جامعہ ایمان اور اصل نیک کے برسر اور خرید دیا جو بھی نہیں خریدتا تو میں انسان خسارہ میں سے میں کہے اس وقت عزی کی قسم کہ کوئی
میں کو بدنامتہ انسان نہ رہے وقت میں صرف کرتا ہے یا وہ اس میں ضائع کرتا ہے اور اس میں قسم کو اپنے وعدہ کے مضمون سے نہایت تہ تہ کو یاد
نہی ہے تو یہ اس کی پہلی قدم ہے تاکہ وہ طلب کو اس مضمون میں کہ انسان خسارہ میں ہے (سوئے من کے جو ایمان لائے اور نیک کام
کئے گا وہ کی تہ تہ ہے اور یہ قرآن مجید کا کہہ جانتا ہے وہ اللہ۔ مضر بن کے مضر کے مضمون میں میں چھوڑا ہیں۔

۱) بعض مضر بن تہ تہ ہیں کہ مضر بن سراسر اسطفاۃ زمانہ ہے جس کو مری میں دیر نہتے ہیں اور اس کی قسم کھانے میں اپنی قدرت اور حکمت
کی باریکیوں کا تجھار کرنا مقصود ہے۔ اور یہ میں کہے کہ زمانہ کی تمام چیزیں پر زمانہ کا پر اسطفاۃ کوئی بات نہ کوئی مالدار کوئی شہزادہ میر
نہیں کہ زمانہ کی غیر نیکیوں سے نکل جائے۔ زمانہ کا پہلا اور سوسوں کا تبدیل ہے جب مری آتی ہے تمام نگوں پر مری کا ٹھہرنا جاتا ہے اور
جب مری کی سلطنت آتی ہے تو سب اس کا اثر ہوتا ہے اور وہی مضر جب رات آتی ہے تو وہ میر چھٹا جاتا ہے اور جب اس کی سلطنت ہوئی
ہے تو رات کا فورا ہو جاتی ہے زمین پر پورے کھل جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان کی مری زمانہ کا اور یہاں سے چلے کہ کسی طرح مری نہیں دیکھیں
کے بعد جہان دور ہوئی ہے بعد یہ حجاب اختیار کرتا ہے اور پھر زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے اور پھر زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے اور پھر زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے
فصل کو کر دینے کے مضمون میں میں اس وقت ہے کہ جہان میں زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے اور پھر زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے اور پھر زمانہ نہایت کوتاہ کرتا ہے
زمانہ کی اور یہاں کس کے ہاتھ میں ہیں انہی کا وہ مطلق کے لیکن میں کی مکر دور تک میں پہنچتی وہ ان سب حوادث کو نہ ہی کے مستقل
فصل ہوتے ہیں میں ہر وقت ہر دور میں کی نگاہیں دور جاتی ہیں اور وہ مری نظروں سے دیکھتے ہیں وہ میں کہ سجدہ اور اس کے چلانے
انہی کے ہاتھ کی مری نگاہیں میں جو زمانہ سے باہر دور کرتا ہے کہ کل چلا رہا ہے اس سے زمانہ کی قسم کھاتی کہ اس کی ایک مری دور کو بڑی کل
ہے جس میں اشارہ ہے کہ زمانہ کے سوائے خود زمانہ ہمارے سوائے نہیں ہے گا اور جب کسی نے زمانہ سے لائی کی تو نور انکشاف کھاتی اور
میں مات کی طرف ہی کرے چلتا ہے اس حد میں میں اشارہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرمایا ہے میرا نام مجھ نے ادا ہے خود بزرگ گاہیاں دیا کرتا ہے
اور تو میں میں میرے ہاتھ میں سہ نام ہے۔ میں ہی۔ انت اور ان آیتوں میں۔ (مستقل صید)۔

۲) بعض فرماتے ہیں خبر ان کا وقت سراسر ہے جو وہاں سے غروب تک کا وقت ہے جس کو مری میں میں مٹی کہتے ہیں۔ یہ قیاد اور میں
میری کا قول ہے اور اس کی قسم کھاتی کہ جب یہ ہے کہ دن بھر کے کار بار کوئی انسان۔ خبر میں میں ظاہر ہوتا ہے۔ دن بھر کوئی کھوجی کھوجا کر
دکان بڑھا ہے اور پتہ مکر کرتا ہے اور نیز زمانہ کوئی کار بار کوئی انسان۔ خبر میں میں ظاہر ہوتا ہے۔ دن بھر کوئی کھوجی کھوجا کر
دکان بڑھا ہے اور پتہ مکر کرتا ہے اور نیز زمانہ کوئی کار بار کوئی انسان۔ خبر میں میں ظاہر ہوتا ہے۔ دن بھر کوئی کھوجی کھوجا کر

کا کہ رات کا آواز اسی لیے اس وقت کی نماز کی جسا کھلا ہو مطلقاً اور مطلقاً ہو کر کہتے ہیں کہ تاکہ یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ انسان حیرتی زندگی کا بہت سا زمانہ گزرا کہ اب آخر وقت ہو گیا تو اپنی تجارت میں بے رغبتی نہ کرے تاکہ اسے وقت بہت گزرے اور نہ پھر خسارہ ہی نہ ہو۔

(۲) بعض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بروز جمعہ کو تھا کہ زمانہ ہے اور جس میں تجارت و تجارت کا بازار جو انہیں قہراً نے مساعیات کی طرف توجہ کی اس نے مسالحتاً آسانی حاصل کر لی اور جس نے سودا سوا کیا مگر کوئی کھرویدہ کاری خریدی نہ کیا تھا اور بازار کا نام اسی لیے آپ نے اور شہر فرمایا تھا غیر انھیں قرن اولیٰ اللہ بیت کہ سب زمانوں سے بڑھ کر زمانہ ہے ان کے بے بیگ سے کہ آرم آخرت کے سورہ میں پورے کا مکیاب نہ ہوئے اور وقت نہ کیا کہ تم تو اس نے اپنی رحمت سے ایسے ہی نہ کیا جو دنیا کو مانع تھا کہ اسے آج ایسی قدرت کہ تمہارے سے دوسروں پر (یعنی چند روزہ زندگی سے جو اس مہاجرت کی بدست و قیہ مصر ہے اور تمہارے سے اعمال سے) بے بہار و مت حاصل ہوتی ہے یعنی داتا تجارت اور اس کے کھانے باقی اسی لیے لفظ و خبر میں اس طرف اشارہ کر دیا کہ اس اب اور وقت نہیں رہا جو اور نی آئے گا انھیں پر سلسلہ تمام ہے۔ پھر اب بھی جو کوئی جاوے نہ آئے تو کوئی بد نصیب ہے۔ دنیا کی دکان بڑھا چا ہتی ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ میں اور قیامت میں طرح ہیں اور فقی سے انکی مال کو کھانی یعنی ساتھ گئے ہوئے میرے بعد قیامت ہے۔

(۳) بعض فرماتے ہیں کہ عام نماز مصر کی قسم مراد ہے یہ حنفی کا قول ہے ہی اسے اس نماز کی قسم کہ لی کہ یا اس وقت آخرت کی تجارت کا ایک مخصوص وقت ہے اور نیز دیا وئی تجارت کا بھی وقت ہے وہ گاہ بار میں معروف ہونے کا وقت ہے اور نیز دنیا کے اعمال کے دفتر بند ہونے کا وقت ہے اس کے بعد سے رات کے احوال کا دفتر کھلا ہے اور اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ جس کی نماز مصر تھا وہ بھی کو یا اس کا گھبراہٹ کیا اور قرآن میں بھی مسطور ہو چکی ہے (جس کی مخالفت پر تاکید ہے) لیکن ہذا مراد ہے۔

کا مہرہ قرآن مجید میں بہت ہی چیزوں کی خدا پاک نے قسم کھائی ہے۔ رات کی دن کی آیت کی ماں کی انجیر کی انجیر کی زیتون کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی عمر کی عمر و ہر گاہ کہ حدیث شریف میں بندوں کے لیے جو خدا پاک کے نام کی قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قسم کھانے میں تعظیم جہد ہے اور اس کا مستحق وہی حق سبحانہ ہے جو ہر مہربان تو دیکھا شہداء عام سے کہ اس کی تعظیم کے برابر کسی کی تعظیم نہ کریں مگر حق سبحانہ نے اپنی مخلوقات کی کیوں قسمیں کھائیں۔ چنانچہ وہ صفات کی قسم پر تمہارا کیوں نہ فرمایا۔

یواسب اس میں علماء کا اختلاف ہے، جہود، مسزہ، دروہ سے ہلے ہلے اعلیٰ صفت یہ کہتے ہیں کہ ایسے مقامات پر لفظ رب مخلوق ہے جیسا کہ انہیں قسم ہے۔ وہ نہیں یعنی رب الخیر کی پھر ان اشارے کے ذکر کرنے میں علامہ ابن کی روایت کے انھار میں بندوں کو ان چیزوں سے جو منافع اور فائدہ ہیں ان کا عقیدہ رکھ تصور ہے تاکہ ان چیزوں میں اس کی قدر سے کاملہ کر کہ نہ دیکھ کر ایمان لائیں اور اپنے قدم میں امن اور آدھولی اہمیت کی طرف دیکھیں۔ حتیٰ کہ یہ کہانی ہی قسم کھائی ہے یہ تعلق کی۔ کہ کوئی حکمین کا بھی اسی طرف رجحان ہے اور بات بھی سبکی قوی ہے لیکن مباد کہ اس کی ایک جماعت ظاہر القادہ پر خیال کر کے یہ بھی کہتی ہے کہ لفظ رب کے معنی ہوتے ہیں کہ کوئی ضرورت نہیں بلکہ انہیں چیزوں کی قسم کھائی ہے مگر ہر ایک قسم کھانے والے کی حالت اور شان کے مطابق اس چیز کی قسم کھانے سے جو تصور ہوتا ہے وہی مراد لیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی شخص ہذا اشارہ کے سر کی قسم کھانے یا تحت کی آواز کا تصور عزت و عظمت بادشاہی اور اسی کے تحت کی ہوگی اور جو کوئی اپنی مال و یا اپنے مال کی قسم کھانے کو تصور و عبت ہوگی لیکن ہذا اقتباس سے میں حق سبحانہ جو اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کی قسم کھاتا ہے جو تصور اس چیز کے پیدا کرنے میں جن اس نے اس امر قدرت اور بندوں کے منافع رکھے ہیں ان کا اظہار ہو گا لیکن فقہان اس سے کہ یہ شے مخلوق میں بڑھ کر ہے یا

علی اجر ہے کہ جتنا اس وجہ سے قبول کرنے والے کو ہے اور جس نے کسی کو یہ حکام کی تہذیب دلائی تو اس کو بھی اسی قدر مرگاہ ہے کہ جس قدر اس کے کام کرنے والے کو ہے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اور زندگی وادنیٰ مادیہ وغیرہ نے بھی اس قسم کا غمگین نہیں کیا ہے۔

حق کی تفسیر : اس جنگ کا ایک بابت دلفنہ اور شافریاے کہ جس کا ہر دوں کو قید کر کے دغا سے چلے تھے۔ مولیٰ حق پر قائم رہنے کی تاکید یہ تھی کہ وہی صبح انہی سے دین حق پر قائم رہنے کو بھی شامل ہے اور راست بائی اور تبلیغ عاتقی کو بھی شامل ہے پھر دین میں عبادات سے لے کر اعتقاد صحیح اور خلائی کریمانہ خیرات وصدقات صہ کو شامل ہے۔ پائے مساجد و نمازوں اور اسلام کے قیام و استحکام کی بابت نہ اہل اور عہدہ تصانیف اور تنظیم علوم سہا میں آگئے۔ اسی لیے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام میں اہل و عبادت رکھتے ہیں کہ اپنے بعد مہدیہ اسلام ہو وہ تہا تہا پھوڑ گئے جن سے آج تک مسلمان نفع پاتے ہیں۔ اور ان کے بعد آئمہ مجتہدین دینی الطریقہ تہذیب و تہذیب و تہذیب۔ اور دوسرے لفظ صبر ہے۔ یہ بھی بڑا وسیع لفظ ہے کہ جس کے لیے کہ غرضوں کی ایفادہ کوئی کی بڑا شہت بھی صبر ہے اور یہ صرف بڑا ایک مالی حوصلہ کو لازم ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہم دشمنوں میں عزت ہے نہ نہایت ہے۔ بات بات پر لڑنا نہ بلکہ کرنا تو کسی سے انتقام ہے کہ تو دشمن کا از دست تھم کر رہا ہے۔

حکایت : سیدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایک ہر دیکھنے کے بعد آپ غلیظہ شے کھج عام میں ملت لفظ کے اور گلیاں بھی دیں لوگوں کو کہہ آیا۔ فرمایا تمہیں یہ تو کچھ نہیں کہا، کچھ کہا ہے۔ آپ نے تم کو دیا کہ غریب بھوکا ہوگا کھانا کھاؤ۔ غم نہ کرو۔ اور فرج سے جنگ ہوگا رو ہے نہ۔ چنانچہ حضرت کے عہد کی نقل کی گئی۔ تیسرے دن اس شخص کو دیر دیا کہ چھوٹا بھائی اب بھی تم مجھ سے کھانا ہو؟ وہ شخص رو پڑا اور کہا کہ میں نے پہلے کھانا نہ اب ہوئی۔ صرف امتحان حضور تھا کہ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خون آپ میں کس قدر ہے ان کے اوصاف میں وہ کتنے حصہ لے؟ آپ نے فرمایا جو تہذیب ہم پر رہیں ایسے بھوکوں سے بٹنے لگتے۔ میری تاثیر ہے کہ مخالف برائی کر کے آپ شرمندہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا اس کی تاکید ہے۔ لفظ بائیں ہی احسن و بے گناہی کے منہ بلکہ میں بھولتی کر کوئی کال دے تو دغا ہے۔

نفس بد کا مقابلہ اور ہر مقابلہ میں بہت قدرتی بھی صبر ہے نفس چاہتا ہے کہ دولت کو ترہ ہو کر ہو کر ہو کر۔ جو انہیں مانگا فراز پر چاہئے سرور کی گہری کی برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح ہر منافق میں عکاسی خرواش روئے میں ثابت نہی صبر ہے۔ اسی طرح جب جنگ میں دشمنوں کا مقابلہ اور مقابلہ میں اشتغال بھی صبر ہے۔ خدا کی روش مشتعل کی برداشت بھی صبر ہے۔ مصائب دینی و مادی پر اشتغال بھی صبر ہے۔ انسان کی سعادت کے دو بازو ہیں جن سے اڑ سکتا ہے۔ اول دینی اعتقاد یعنی تعمیلی قوت نظریہ یا دین ہے۔ اس کے لیے تو اصولی لائق استعمال ہوا۔ دوسرا باطن یا ذوق ایک کام کرنا بدی یا خیر سے پرہیز کرنا ہے یعنی قوت عملیہ کی تکمیل اس کے لیے تو نھوذا بلکہ ستمناہل اور تمام مکملہ نظریہ و عملیہ کا انہیں دلائل و ثبوتوں میں حاضر کر دیا۔

اور یہ بھی ہے کہ اہل انسان آپ کمال ہوئے اس بات کی طرف اذہنا و عہدوا صنعت میں اشارہ کیا تھا اور آپ کاں ہو کر اور اس کی تکمیل کی بھی فکر کرے اور حکیم اور مہی بن کر ملین بنائی آدم کا علاج کرے۔ یہ چورا کرل ہے کہ لیے اس کے لیے تو اصولی لائق و تھوڑا ہاں ہسپتال میں اشارہ فرمایا۔ حق پر قائم رہنے کی وصیت دیکھ کر گویا داپنے کا حکم ہے اور تو اصولی لائق ہاں ہسپتال میں اشارہ ہے کیونکہ اگر ریشہ دوانی کر صراشاہ سے پرہیز کرے گا کبھی ناکہ و نفاقاے گا۔

وصیت کے معنی : تو اسرا وصیت سے ہے۔ یہ نظروں سے غرض میں تہذیب دیکھ کے معنی میں بھی مشتمل ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا و وصیتا الانسان بالحق احسانا و عفو۔ نام میں وصیت اس بات کو کہتے ہیں جس پر اس کے کرنے کے بعد عمل ہو یا نہ ہو تو یہ چاہئے کہ

ہم نے انسان کو ان باتوں سے جنگ و جدل کرنے کا حکم دیا۔

دچار رہا۔ اور یہاں کی صورت یہ ہے کہ سرورِ عصر میں بیان تھا کہ انسان خسار میں ہے، اب ہر دور میں انسان کے خسار میں پڑنے کے چند اسباب بیان فرماتے ہیں۔ (۱) اول حقوقِ اللہ میں کوتاہی یا تجاوز کرنا۔ عبادت نہ کرنا، نماز نہ پڑھنا وغیرہ۔ دوم جو حقوقِ عبادت سے منکر ہیں جیسا کہ کئی کاغذی دائرہ تکلیف دینا یا بلا وجہ پہنچا دینا وغیرہ۔ (۲) دوسرے کوئی خاص خاصانہ تدابیر اور ان کی جو بندگی نہ کی جائے اور ان کے تقسیم کے لیے اپنی یہاں اپنا اپنا آرام پذیر کرچکے ہوں۔ یہ قسم دوم کے تمام اپنے ہرے ہیں کہ بغیر اس کے کہ جس کو بنے وہ نئی ہے وہ وصاف نہ کرے تو یہ واسطہ ہے بھی معاف نہیں ہوتے اور نیز ان افعالِ قبیہ سے جماعت میں تفریق پڑ جائے لہذا دیکھو دائرہ مکتبہ میں غفلت واقع ہونے سے اور اس سے تو دنیا جہد میں نصرت کو اپنے بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور اس کو کہہ دیا ہے کہ اس طرح لوگوں پر ظلم کرنا، جو چاہا ان پر کھانا کھا کر ان کو آواز اور ان کی صورت کی نگہیں کرنا یہ کینہِ اخلاق بڑے خسار کے باعث ہیں ان سے دن میں بھی خسار ہے امدادت پر ہوتی ہے اور اپنے محض کی عزت لوگوں کی نگاہوں میں بھی نہیں رہتی جو حق و بیہودہ اور کفر کہنے ملتے ہیں اور آخرت میں جو قسمی ال آزاری کی وجہ سے وہ آگ ہے جو غلط علی الافکار کا ان کے دلوں کو جائے تو غلوں کا منہ نہ آئے یہ عیب جو ہلاک بہ بختوں میں زیادہ مرویج ہوتا ہے اور خلف یہ کہ اس کو عیب نہیں بلکہ بخر جاتے ہیں۔ کہ کہ قریش کا فرانس بلا میں تخت ہوا تھے۔ بالخصوص ولید بن مغیرہ، انھیں نہ شریعت و نہ عیب میں خلف یہ بد نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گئی کیا کرتے تھے اور غریب ایمانداروں کی فائدہ و عبادت کی قسمیں کر کے لوگوں کو ہشام کرتے اور غرور دلا کر تے تھے اور اسی سبب سے بعض مسخرین نے انھیں کے ان افعالِ قبیہ کو سبب نزولِ قرآن و مجرور، مثل سبب نزولِ وحی ہے ہر ہم بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اس سورہ مبارک میں ہے پر اثر الفاظ میں ان الفاظ کی رد کی کہ الی بیان فرمائی ہے فی جہ عیب خسران ہیں۔ فلان اصل لکن حشرۃ لعدو کہ فرمایا ہے ہر ایک بدگوئی کرنے والے عیب جھٹکتی۔ اور وہ قرآنی کیا ہے نیز کو آخر میں بیان فرماتا ہے لیسئلنا فی السحرة الخ کہ وہ آگ میں ڈال جائے گا الخ۔ ان دونوں نظموں کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ (۱) ابو عبیدہ کہتے ہیں وہ لوں ان نظموں کے ایک ہی معنی ہیں نصیحت و بد گوئی کرنے والا۔ (۲) ابو العالیہ و حسن رحمہما اللہ وسطہ و ابن ابی ریحہ کہتے ہیں کہ سخر اس کو کہتے ہیں جو بد گوئی کرے اور کفر و سن کو جو پیچھے نہ آئے۔ (۳) قتادہ کہے کہ سخر اس کو کہتے ہیں جو سحر و جادو سے یہ بھی مشغول ہے کہ سحر وہ ہے جو کسی کے سبب میں ظلم کرنے والا کہنے سے نہ کی میں مٹی چھٹی باپ ہیں انھیں اس کی تو مٹی ہے وہ شریف نہیں۔ اور کفر وہ ہے کہ باوجود ایمان نہ ہو غیر اعضاء کے اثر دیں۔ کہ کسی کی بد گوئی کرے جیسا کہ صفوں کی عادت ہوتی ہے کہ آنکھ بھونچا یا نہ دے۔ کہ کسی کی بے عزتی کرنے سے لیے اشارے کیا کرتے ہیں۔ (۵) ابن کثیر کہتے ہیں کہ سحر وہ ہے جو زبان سے برائی کرے اور کفر وہ جو انھیں سے معنی اعضاء کے اشاروں سے۔ اور سب اقوال کا مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی ظلم اور غصب وغیرہ۔ کہ کسی کی دل آزاری اور بے عزتی کرنا مثلاً غلامی اور وہ غیر لڑائی کرادے لڑا ایک کی بات دوسرے سے کہہ کر روئے کرے اور نفسی کرنا اور آواز کمینا اور غصہ کرنا اور داناں میں ملے۔ انوس کی آواز کی یہ کفار کی دہشت مسلمانوں میں رواج پائی۔ اس کی کوئی مجلس نہ دیکھو کہ جس میں دوسرے پر ظلم و غصب نہ ہو اور میروں سے بنائے اور غصہ کرنے کے لیے لوں ٹہنوں کے اپنا طریقہ کرنا ہے بلکہ دیکھنا دیکھنا بھی ایک دوسرے پر آواز دیکھنا ہے۔ اللہ شام انھیں نے صلائے نے غفلت و کوسبب عار کو ترک کر دیا اور سب سے بے وفائیت نکلی بھی جاتی ہے۔ پس ایسے مسائل پیش ہوتے ہیں کہ جن میں ایک دوسرے پر ظلم و غصب کرتا ہے کوئی غلط محض اٹھا نہیں دیکھتا اور اخباروں میں تو روزمرہ دیکھنا دیکھنا میں آتا ہے اور شیخ ابجد قوس کا ہر اٹھائے نہ ہے اس میں اس پر غور کرتے ہیں بڑے اسطعموں کے حالات و فعاصل مجید، کہوں چلے گئے۔ بڑا گمان دینے کے عمر بھر بھی کسی کی نصیحت نہیں کی۔ وہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت میں انھیں سے

نہیت کی بابت مواخذہ نہ ہوگا جس نے کسی کی نہیت کو ٹھیک نہیں کی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرنی ہے اس کی کہ جو لوگوں کے ہنسائے کو چھوٹی بات کہیں بیان کرتا ہے قرنی ہے اس کی قرنی ہے اس کی۔ (رواہ احمد و ترمذی و ابو داؤد و دارقطنی)۔ عتبہ بن عامر چٹھو کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور پوچھا کہ حضرت نبوت کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نبی ہوں کہ نہ گمراہ و نہ گمراہ میں بیٹھ رہتا ہوں۔ (رواہ احمد و ترمذی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی نہ ہوں نہ نبوت کا بار ہے، نہ نبوت کرنے والا ہے، نہ نبوت کرنے والا ہے، نہ نبوت کرنے والا ہے۔ (رواہ احمد و ترمذی)۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کیا ہے نبیت (جو کہ نبی کو لوگوں نے قرنی کہا تھا اور نبی کا رسول کی خوب جانتا ہے۔ فرمایا ہے نبی کی انکی بات و فکر کرنی حق اس کو نبی معلوم ہو کسی نے قرنی کیا کہ فکر اور اصل اس میں وہ جب ہو تو نبی نبیت ہے؟ فرمایا نہیں جب ہے اور تم نے بیان کیا جب ہی تو نبیت ہے ورنہ وہ تو بتان سے۔ (رواہ مسلم)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اس سے جب پرہیز کرنی کہ نہ اس پر رحم کرے گا تجھے ہی بد میں مبتلا کر دے گا۔ (رواہ الترمذی)۔ ایہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آج کل کے خبر ہے جو ہے میں و انگریزی و وحی کو تہذیب و اخلاق سمجھ رہے ہیں۔

نفر: اگر وہ دفعہ کے وزن پر ایک میٹھ ہے جو برآمد کے لیے عرب کی زبان میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۶۱ کے تحت میں موجود ہے۔

بشارت: اس میٹھ کے لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نہ بدعت کی یہ عادت اور اگلی اور اگلی کی پیروی میں مبتلا ہوا کرتا ہے۔

غلبہ: اس غلبہ میں کہ اس کی بدعت کی یہ عادت اور اگلی اور اگلی کی پیروی میں مبتلا ہوا کرتا ہے۔

کے جدا اسباب ہوتے ہیں۔ حسن و جمال و شرافت و نسب و منصب و علم و دین و سب سے بڑا کہ نبی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ انسان کو اندھا ہونے کی وجہ سے اور افسان میں تو مراد سے فریاد کہ میں مل جایا کرتے ہیں اس لیے اب اس کے اس مایہ و مایہ کی حقیقت کھولنا ہے۔ قال اللہی جمع مرق و عدلہ کہ وہ جو مایہ میں کرتے ہیں اور ان کو مایہ میں کرتے ہیں۔ اس میں مایہ کے کئے میں اشارہ ہے کہ وہ مال اسباب خیر اور مایہ کی راہوں میں شرف و کثرت کے لیے تیار نہیں کرتا بلکہ دوسرے کئے کے لیے اور حوادث میں کام آنے کے لیے۔ اس سے منظم ہوا کہ خیر اور حب مال اس کے دل پر غالب ہے اور یہی غلبہ کہنا ہونی کی چیز ہے۔ ہوں مال کی نعمت پر نہیں اس کا نیکو جہل کہ باطنی طریقوں سے غفلت بھی ادا کئے جائیں۔ ذوق و اغراض کے ساتھ زندگی دلی کا سول میں تابیوتی جانتے، دینی ایسی قسم کے مال جمع کرنے کی ہے کہ جس کا ذکر وہاں اور جس کیلئے ملکہ کا کام چھوٹے کا کہ یہ کس لیے مایہ کی ہے تو کس کے کا کہ وقت پر کام آئے گا اس بات کو دیکھتا ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم: اعتدہ کہ کیا وہ کہتا ہے کہ اس کا مال اس کو پیش رکھے گا سوت سے بچائے گا۔ آہنی صعب کو مال دے گا۔ فغنی ات جہم کو روک دے گا۔ اگر یہ نہیں سمجھتا تو ہر یہ گل پر بیکھر گئی ہے۔ غریب و خاک میں مل جاتا تو گاہ سب سالانہ ہمیں راہ جائے گا۔ اس لیے فرمادیا نکلا کہ ہرگز نہیں انہیں جرم سے تہجد کما ہے کس لیے کہ کسی ہمدرد نے اپنی موت کو نہیں مال دیا ہے، روٹی کو حلاپے کی مصیبت سے نہیں بچا ہے۔ ہر مصیبت دنیا میں ایسے موقعوں پر کام نہیں آیا تو کیا قدرت میں آئے گا؟ اس کا بھی جواب دیتا ہے لیفینڈ فی "عظمتہ کہ آخرت میں آگ میں پھینکا جائے گا جو ہر عمارت پر آکر دینے والا ہے۔ یہ جہم و مصداق دین کی تفسیر ہے۔ علم بھی غلط ہے کہ وہ نہ پر علم تو نہ احمق بہت تو نہ دلی یہ جہم کی آگ کی صفت بیان ہوئی جو اس کے قیام و کثرت سے یہ بھی دنیا میں اپنی بداعتوں سے لوگوں کے دل توڑ کر ہمدرد آگ کا تعلق اور انصورت پر ہوتا ہے کہ جہنم کے بعد صورت بیکر جاتی ہے ہر گوشت و پوست پر نوبت و تفتیش سے ہر عمارت میں کوئی نہ رہے جس میں یہ مال کچھ بھی نہ کہ وہ نہیں دیتے اس قدر اوصاف میں دنیا کی آگ بھی شریک ہے۔ لیکن تفتیش انہی ان سے تا میں میں باہر ہے اس لیے کہی ہمدرد اس کے حالات

ظاہر کرنے کے لیے بطریق سوال و جواب کے ذکر کرتا ہے کہ اس مالِ کریم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ انکار و مبالغہ مالِ الحطۃ کو اس طرح اٹکایا جائے یا ہے وہ صغر یعنی اس کی شناخت سمجھاؤ عقلمند کے فہم سے باہر ہے۔ کہ لے کر ان کے نزدیک تو یہیں چند اقسام و محض کے ہیں ایک تو یہی معمولی آگ، دوسری یا کونجی جیسا کہ "غلبہ اور بعض ستاروں کی حرارت یا بجلی کی حرارت یا اجڑا ہونے کی حرارت اور حرارت کی حرارت یا فرائی حرارت جیسا کہ حیوانات میں زیادہ محسوس ہے اور خصوصاً انسان میں جھار کے وقت زیادہ محسوس ہوتی ہے لیکن یہ تو اقل ان سب قسموں سے ایک جدا گانہ حرارت ہے بلکہ وہ کسی کی سمجھ میں کیونکر آ سکتی ہے؟ آپ ہی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کریم غضب الہی خود اس کے قریب کی آگ ہے۔ اللہ فوجہ و آتش کی گئی اور وہ کافی گئی ہے ہندوں کے حکما ہوں کہ اندھن سے اب اس کی ایک اور صفت بھی سنو انہی حکم علی الافلاک وہ یہ ہے کہ وہ دلوں کو چھانگتی یا دلوں تک پہنچتی ہے یعنی اس کا ایک ٹکڑا ہوا سرور دل پر پہنچتا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ دنیا میں دلوں کے دلوں کو پہنچا دیا کی آگ (اس جسم پر اثر کرتی ہے اس کے بعد جو جسم میں ہے وہاں تک پہنچتی ہے برخلاف اس انشراحِ قلب الہی کے کہ یہ اللہ الٰہی پر پہنچتی ہے بلکہ جسم پر اثر کرتی ہے اس میں خدا آپ روحانی کی طرف اشارہ ہے جو جسمانی عذاب سے جدا جہاں سے فرمے اور صراحت کرنے کے بعد اسی فہم و دلوں کو جو اصل اشارہ پر ہوگا روحانی عذاب کہتے ہیں۔

دیا میں اس شخص سے مشابہت یا بھاری آتش ہے یا گرمی کی آتش ہے لیکن وہ دوسری ہے۔ کسی جگہ بھی تو جاتی ہے اور اس لئے سے کہ غفلت یا مانوس یا بر سے اندر سے اور گرم یا بر سے سرد ہوں یہ بھی نہیں۔ کہ لے کر انہا علیہہر موصوفہ وہ ان پر سر پوشی کی طرح بند کی جائے گی ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے۔ نہ اندر کی گرم مانوس یا بر نکلے دے گی نہ باہر سے سرد مانوس اندر آنے دے گی۔ یعنی گھومت دے جائے گی اور بھیڑے یا یہ ہر طرف سے بھارت گرم پیسے میں نکل کر کسی اندر کی ہو جاتی ہے باہر پھرنے کے کسی تو غم غمنا ہو جاتا ہے اور اسی سے غمنا اور مشاق کہ جنگوں اور دروازوں اور باغوں کی سرسبزید ہو کر آتی ہے سو وہاں یہ بھی نہ ہوگا کہ لے کر فی عبد مصلحہ کہ وہ لوٹے۔ بڑے بڑے آتشیں ستونوں سے نکلائے ہوئے ہوں کہ کل بھی نہ دیکھیں گے نہ اس ستونوں کو اور دیکھیں گے۔

نیمذہب فی الحطۃ کے قفاط سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایسے خدا کی جہ سے سب انسان انہام کا ہر صیغہ ظاہری کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جو وہ جانی آگ ہے غم و محم و آگ میں جل کر رہا ہے۔ اور موصوفہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ و طرف سے پیدا ہوتی ہے انجا یہ سرور الٰہی بخدا دیے جاتے ہیں اور نکلیں و صیغہ اور شیطانیہ الہا پر مناسب آ جاتی ہے اور بعد مصلحہ سے صیغہ ضروری کی طرف اشارہ ہے کہ ہر انسان تک بلند ہیں اور یہ ان کے سلاسل میں جکڑا ہوا ہے۔ واللہ اعلم سرور انکار۔

(انذارِ کبر)

سرور لکھا کہ یہ ہے اس میں پاؤں آیت ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کِبٰبَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۝

وَ اَرْسَلَ عَلَیْہِمْ طٰیْرًا اَنْبٰیۡیِلَ ۝ تَرْمِیْہِمْ بِحِجَارٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ فَجَعَلْنٰہُمْ

کَعَصٰی مَّا کُوْنُ ۝

کیا نہ تیرے سرور کا کبر ہے۔ بے جا ہی وہاں سے کیا یا یہ کہ ان کا وہ لوگ ٹھکان کر دیا اور ان پر پراساں کے فہم کے قول بھیجے۔ بے جا ان پر ٹھکانی فرم دی

کونکے لشکر کے کپتان کو بھیجا جس نے دوزخ اس راہ کی سلطنت کو پر پاؤں اور آپ نے ان کا بازو شکن کیا۔ یہ بلاعد اکت اور شہرت پرست اور
 کثیر خدشت شخص تھا۔ اس نے کعبہ کی طرف رخ کرنے کے لیے اپنے ہاں سلطنت شہر خفا میں ایک کثیر لشکر اور اس کی چار چوٹیاں لیا اور
 حرب سے آدھوں کو فتح کر کے دوزخ میں حضرت ابو اہم و ضعیف صبر السرم کے محل سے ایک مہارت کا دستور چلائے اور فتح کے
 خراج کا نصف خرچ کیا اور جسم یا تو میرے کعبہ کا راج کیا کریں مگر لوگوں سے دل تو خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ تنہا بیت ان کی طرف سے ملتا
 ہوئی ہے۔ انوں کا تھا اس سب سے ان کو نہ کعبہ اور شہر کے محل اور ماں کے لوگوں سے عداوت تھی پیدا ہوئی تھی اس دلی بے وفائی کے
 اہلدار کا یہ سبب ہو کر کہ اس کعبہ کے بدو آپ نے ان میں رات کو پناہ لے کر ان کو ہاجا سے لے کر دوزخ اور ہاجا کے یہاں علوم ہو کر
 یہ کھارے چند اٹھا اس نے عداوت سے یہ کام پایا۔ پھر چند روز کے بعد اس کعبہ میں کسی سب سے وفائی اور محل و خراب ہو گیا
 جس سے مولیٰ کی طرحوں میں اور بھی سی ہے دفعتی پیدا ہو کر بدو بیانت کی دمعوم ہو کر پناہ لے کر کعبہ کے لوگوں نے ہوئی ہے۔ اس کو
 اس کو قہر سمیٹا۔ ایک لشکر جو اسے اس جس میں باقی بھی تھے اور یہ ہے قہجی کاہر اور کھانا کی طرف سے اٹھانے کے لیے ہاجا اور اس میں
 یہ اڑا بھی تھا کہ صرف کعبہ کا حاشیہ کر کے چکر لگائے نہ بھارتیں ان ہاں کا اشتہار۔ یہ اٹھا اور جب وہ اس کو اس کو ان میں ہاجر و مسافر و کثیر
 سب وفائی اس۔ جب وہ دیکھے کہ باقی ہاجا کی قریب آئی اور نہ کہ کوئی اڑ کر بھانک گئے صرف ابو اطلب آغشتہ سلی دھیرہ اسم
 کے والد اور گئے تھے اور وہ کعبہ کی طرف سے ہاجر و مسافر میں لڑا اور باقواس سے پاس ابو اطلب آئے۔ انھیں سے ملو ہاجا اور
 پناہ لے کر چلا جاتا ہے۔ لے کر یہاں عداوت سے لے کر کعبہ میں نے پناہ لے کر ہاجر و مسافر اس کے قریب سے لے کر ہاجر و مسافر کے لیے تو نے
 پناہ لے کر ہاجر و مسافر نے کعبہ میں رہے تھے۔ کھینے ان کو کعبہ سے اور یہ تو خدا کا شہر ہے جو سب پر غالب ہے اس کی وہ آپ تہ کر کے گا۔
 اور سے میں بھی بہت ہاجر و مسافر سے مسند ہاجر کی قیامت کے یہ نہ کر کر دو کعبہ و ساتھ شہر و دے کا شہر یا اور باقیوں کو اٹھانے کے لیے
 آئے کہ ایک ہاجر و مسافر ان مارت تھے وہ آگے تھے۔ یہ دے جاتے تھے۔ اسی میں تھے کہ جب وہ شہر کی طرف سے جو مسند کے کنارہ پر ہے جو سے
 یہ سب ہاجر و مسافر بعض کہتے ہیں یہ دے جاتے ہوئے کعبہ کے نہ جاتے ہوئے کی چوٹی اور باقیوں والے پر۔ یہ بے ہودا ہوتے۔ ایک
 غزالی کے بعد اس کی کوئی آئی تھی نہ کعبہ کی باقیوں میں اور ایک یونانی بھی تھی۔ ہاجر ان لشکر میں سے جس پر پناہ لے کر ہاجر و مسافر
 ہاجر اس سے پہلے نکل گئے جو انھی سب کو نارت کر دیا اور قریب مسند اور ہاجر ہاجر و مسافر میں پیچھے یہ تھوڑا کھاتے دیکھ رہے تھے۔ پناہ
 بہت لوگ اس سور سے تارن ہونے کے وقت اس وقت کے کھینے والے تھے میں سوچتا تھا ہاجر و مسافر میں سے بعض لشکر یا بعض
 کھانہ کے پاس بھی تھی۔

یہ بات کہ یہ کے بعد میں کا کون حاتم ابو اہم ہاجر حرب میں تھا ان کے اور بھی عرب میں کسی حد کا نام ہے اس کو ہاجر و مسافر
 عرب میں دکھائیں گے۔ اس وقت کا ہاجر و مسافر پر وقت اس امر سے غیر تھوڑا تھا کہ اس سور و مسند ہاجر و مسافر کے تھے کہ انھیں کعبہ
 میں مضبوط کیا گیا اس نے ان کے دونوں نہیں کر دیا اور ہاجر و مسافر نے پناہ لے کر ہاجر و مسافر کے دلوں میں قہار و مسافر کے ساتھ لے کر

- ۱۔ کعبہ کا نام
- ۲۔ کعبہ کے دو کھانے کا نام تھا جس کا نام تھا کعبہ کا نام تھا۔
- ۳۔ کعبہ کا نام تھا جس کا نام تھا کعبہ کا نام تھا۔
- ۴۔ اس لیے کہ اس میں ہاجر و مسافر دو کھانے کی اور ان میں سے ایک کھانہ کے نام تھا کہ اس نے ہاجر و مسافر کے نام تھا۔

جنم تو گئے۔ یہ جملہ کیف فعل کی تفسیر ہے مگر اور تفسیر کرتے ہیں اور اس سے بعد صیغہ تہنیل اور ان پر پند سے جیسے جوں جوں لفظ باقی ملتا رہتا ہے جس کے سرور میں اختلاف ہے۔ کوئی اپنی کوئی دلیل کوئی بالا کہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کا سرور اس خط سے کہیں آیا اور اس کے معنی یہاں جوں جوں پایا ہے کہ اس سے پہلے مراد اس خط سے ہے جو ہونا جانور جس کو عرب میں اباثل کہتے ہیں کھولنا یعنی یہ ہے جانور سندھ میں سے اس لئے جو عرب جانور تھے یہاں پر ہندو نے جو کہہ کر اس کو بیان فرماتا ہے۔ تو مہوہ، جھوڑا، من، سہل، من اور چھریاں پچھتے تھے اور چھریاں کا ہے کی تھیں؟ پتہ نہ لگا سکا۔ مہوہ، مہوہ فعل میں جس اس جگہ اور ہے۔ مضر بن کے متعدد اقوال ہیں۔ (۱) بعض کہتے ہیں یہ تنگ گل کا سرب ہے اور تنگ گل وہ ہے جو پڑا ہے میں مٹی پر کہ چتر بن جائے جس کو کھنگڑی سمجھا ہو کہتے ہیں۔ (۲) بعض کہتے ہیں اصل میں کھنگڑی تھا یہاں کوں نام سے بدل گیا جس میں اشارہ ہے کہ وہ چھریاں اور کھنگڑی کو مسمیٰ لکھ کر تھے بلکہ عالم غیب میں سے اس جگہ کے تھے کہ جہاں ارواح کفار کو عذاب دیا جاتا ہے ان کھنگڑیوں کی یہ تشریح جس پر تھی۔ تھیں پارہل جاتی تھیں بھرہو ہاں کی نور پور میں کیا کچھ شیعہ مذہب کی موازلف۔ (۳) بعض کہتے ہیں کھنگڑی سے مشتق ہے جس کے معنی لکھنے کے ہیں یا کھنگڑی ہوئی نیز یا چتر کے جس میں اشارہ ہے کہ وہ کھنگڑی پارہل میں ان بد بختوں کے لیے رکھی ہوئی تھیں اور یہاں کے لیے غیب کے پروردگار نے اشارت تھی ہر کھنگڑی پر جگہ غیب جس کو اس جہان کے لوگ پڑھ نہیں سکتے تھے تھا ہوا تو کہ یہ فلاں بن فلاں کے لیے ہے۔ مگر جب سیر کی گولی بارود کے زور سے اٹھان اور سوان میں سے پارہل جاتی ہے کیا کیا غیب کی گرمی داخل ہو گئی اس کے زور سے ان کھنگڑیوں کا صاحب کھل میں سے پارہل جاتا کوئی حال ہوتا ہے؟ اس سے واضح ہو کہ ہزاروں اس کی قدرت اور کمال کے کرشمہ دیکھے جاتے ہیں اور پہلے دیکھے گئے اور پھر دیکھے جاتے ہیں کہ وہ کھنگڑیوں کی گرمی بھائی تھرتھکتی ہے کہ جس کی ہڈیاں میں کھنگڑیوں میں گر کر اترتی ہیں۔

مذہبینِ حال نے ہمارے ایسے واقعات نقل کیے ہیں کہ وہاں موضع میں ہر سے ایک آٹھس گواہ پڑ جس کی صحبت ایک آدمی اور گزروں زمین میں گھس گیا، بہت سوچا، پھر غصہ ہونے سے بعد چلا گیا تو اس واقعہ کو ابھی تک کوہستان کو ہر ہفتہ اور ایک ۔

اگر ہم ایسے واقعات جانناست بھی بڑھ کر حیرت ناک سننا واقعات کی تفصیل نکھیں جو حال کے جو نامور اخبارات میں سن چیں تو ایک جگہ کتاب پتہ پا جائے اور جو ہم سے پہلے کرتے ہیں اور خود فحش سننا مقہور ہے، لیکن وہ بھی دیکھ جائے جو کئی جلدیں چلا کر جائیں مگر میں سب کو غلط بتا اور اسی و ہریت نما سے بے ترشیدہ منہجر کے اصول پر واقعات کا انکار کیا، خلافِ ہدایت ہے۔ سب سے بڑی بات ہے کہ قرآن مجید کا حضرت علیؑ علیہ السلام کی عکازت کے لیے لکھا ہوا ہے، اس کی تلاش میں غصے بھر کر یہ واقعہ غلط بتا تو آپؐ کو نہیں ملتا، بلکہ کہہ دیتے کہ جس شے کا یہ واقعہ ہے اور جس واقعہ کو دیکھنے والے بھی موجود ہیں یا نہ کرتے؟ جو گزشتہ اور بیان کرنے سے آپؐ کو یاد آیا اور اسی کوئی اور اہل نبوت کے کرام قائم ہوئے۔ مگر جب ابو جہل اور ولید بن المغیرہ اور عتبہ بن خلف جیسے منافقین نے بھی بجز تسلیم کے چاہا تو دیکھا تو سب ان سے کوئی بڑھ کر عسکر پیدا ہو گیا ہے جو انکار کرتا ہے اور انکار بھی کھنکھاتے ہیں اور دلیل بھی ہے تو یہ کہ منہجر کے خلاف ہے یا ہمارا، مجھے نہیں آتا اور میرا جس حد سے کسی کو دلیل کرنے اور جنگ لگانا ہوتا ہے، اس کی شان سے ہمدے۔

پھر فرماتا ہے کہ ان کا انعام کاروں پر کر دیں گے سب سے خدا کے قہار و مہربان کی کیا اس کو آپ میں بیان فرماتا ہے۔ انعام و جہنم کے مصاف ماحول کیا ان کو گھسیں یا آخر جیسا چہرہ چہرہ کر دیا۔ مصف گھاس یا تاج کے ٹیڑوں کے پھٹے اور بچے جوار یا جڑ میں ہیں وغیرہ کے جب ان کو جانور نکھاتا تو بیچے ہی ہوا آخر چہرہ چہرہ ہوا ہے یہاں کو اعتبار مایوں کے فرماؤ کہ کھانے کے لیے تیار ہے جس کو گھسیں کھتے ہیں یا حقیقت پر محمول ہے مگر اس کے دو مخفی یا تو جو کھانے سے ہو یا آخر یا جو کھا کر لیر کر دیتے ہیں اور مدھے محوئے کی یہ سب چیز چہرہ ہوا، نہ کر لکھا ہے ان کو گھسیں مصف، گھول کہہ سکتے ہیں ہر ایک سے تشبیہ درست ہو سکتی ہے۔

کتاب نے اس تعریف کو مرکز میں جمع کیا تھا اس لیے اس کو قریش کہتے تھے۔ اور نبوت و انکار بھی ان میں بہ نسبت اور قوموں کے زیادہ تھا۔ (۳) یہ کہ قریش کے سنی سب کے سنی ہیں چونکہ یہ لوگ تجارت سے کسب کرتے اور نہ کرکھاتے تھے اس لیے ان کو تجارت سے ان کی زندگی گنتے تھے۔ اسلام میں اس قبیلہ کی سبب ان کے سماجی جیلہ کے اور سبب قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیبت ہے۔ قریش کا یہ ایلاف قریشی کہ ہم نے یہ جو کچھ صاحب نعل سے کیا قریشی کے اقتدار کے لیے کیا ہے کہ ان کو ان کو ان کے رب کی لفت دیا نہیں تاکہ وہ اس کا یہ انعام وفضل قبول کر کے اس سے کسب کرے رب کی عبادت کریں۔ یا یہ سبھی کہ جب ہے کہ قریش کی اہمیت جو ہر دین اور مری کے سفر کے لیے ضرورت تھی اور شام کے واسطے یہ سبھی ان کو ان کی کسب اہمیت ہے طائفہ پر ساری میں کچھ کو جانا جو گرم ملک ہے اور مری میں شہر ہوا جو گرم ملک ہے کھلی ای کھری بدلت ہے جو صاحب اہلی کے صدر سے ہمارے گئے اور ان کا کل بھی ان کو کھلا ہوا لفت تو ہے مری کا یہ نعل ہے مری کی کتب کا جس کی وجہ سے لوگ باہر تھیں بھی کرتے ہیں اور دیتے ہیں اس کی عبادت نہیں کرتے نہ اس کے رسول کو مانتے ہیں۔ بلکہ اس اہمیت قریش کی توجہ کرتے ہیں۔ لہذا ان کا یہ حلقہ اشتاء و نصیب ان کی عزت جو ہر دین اور مری کے سفر کے لیے ہے ہر دین میں مری میں مری میں ہر ملک میں عبادت کے لیے اور ہر شہر اور امراتے تک مانتے لیے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اسلام سے پہلے ہی قریش میں باہر ملکوں میں جانے اور سفر کرنے کا ارادہ تیار کر رکھا تھا جو اسلام لانے کے بعد ان صاحب اسماء اور فوج صاحب ملک میں بہت کام آیا۔

سفر اور تجارت کے فوائد اور یہ تجربہ کی بات ہے کہ جو قریش اور اور سفر کرنے کا مادی ہوئی ہیں ان میں اصول اور لیاقت بھی آ جاتی ہے اور مالی ترقی بھی ہوتی ہے برائے قوم کے لئے مجھے یہ تہذیب و تمدن یاد ہے۔ اور ان کی پیدا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً تجارت کے ذریعہ سے آج کل جو قومیں جو پہلے غاروں میں تھیں علم و فنون کی مالک ہو گئیں۔ مملکت و تہذیبی و سماجی میں ہیں ان کی پیدا ہو جاتی ہے۔ قریش کی دنیا و دنیاوی اور خشک ریگستانوں اور پہاڑوں اور جنگوں اور پانی کو مہر کرتے ہوئے جو قدر مغرب میں برہنہ پہنچے، افریقہ کے بیابان کھنڈل ڈالے۔ اور مشرق میں عراق و ایران و فراسان و فرات کے کنارے ہوئے تھیں تک بندہ اقبال کے ہر پرے اڑاتے ہوئے جا پہنچے۔ اس لیے یہ اہمیت قریشی میں اہم بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو قریش کے ساتھ اور تو میں بھی شریک تھیں کہ اور تو میں قریش کے تابع تھیں کسی کے لیے کہ نبی علیہ السلام تھے تو ہی تو ہم کے اور ہر خانہ تھے تو ہی تو ہم کے۔ جن کے ہم سے وہ بہت حیات حاصل کر رہے تھے۔ اسلام نے قریش کے گھر میں جنم لیا تھا جسے حضرت وحید اسلامی اسلام لانے کے بعد ان میں کوئی نہ تھا کہ ہر دین کی تھی اور قریشی خون میں یہ اثر دیا تھا کہ اسلام کی جنگ اور تو قیامت و کفر میں اس کو کھڑا ہوتی تھی اس لیے ہم ان کی قوم میں سے ملنے کے اور قانون ہو گیا کہ وہی قوم کے آئینوں اور قرب قیامت جو ان ملک کے حملہ کے گراوئے وہاں اور ان کی جمیٹ کو زبرد کر دینے والا، ہم صہری نظام ظہور کرے گا وہ بھی قریش ہی ہوگا۔

اب ان ملک کے حامل اور عالمین اسلام قریش کو اپنی نعمت جہلا کر فرماتا ہے علیہ السلام واجب هذا البیت کہ اور کچھ نہیں تو ای لایاتہ کی تہذیب میں دفن ہیں۔ مال کی یہ قوم ہر ملک کو شہ کے کسی میں غنڈہ و بے متعلق ہے یعنی اسباب میں ہم نے جو کچھ کیا قریش کی عصب سز کے لیے کیا تو مری و مری میں کاشوق تھے جس میں صاحب نعل کی ہاکت قریشی کی آ رہی تھا کا اہمیت ہے۔ یہی کی نعمت ہے۔ ہر دین کی کہ وہ بعد سے متعلق ہے کہ قریشی اپنے اس نری ماری کے شوق مری کے سبب جو خدا نے صاحب نعل کو دے کر کاہم کر دیا ہے۔ اسی مری کے نام سے پوچھ کریں۔ نیز قریش ایک عوامی ہے۔ یہ وہ جو آپ کے لیے ہے جس کا پھر اور زبرد ہے قریش کے شوق مری کو زبرد کر دیا ہے۔ یہ اس گھر کی رکت ہے نہ ان سے سفر کرتے ہیں۔ خ ۱۸۷

نتیجہ و قدرتی ہے اور بجلی، پانی، دوا اور سارا دروغ ہے ان لوگوں کا بھی جو جانتا ہے اس لیے فراہم ہے وہ اس کے لیے تسلیع کیا کرے اور
نتیجہ بھی کسی پر محدودیت، جملہ سے لاکر ہمارا خدا کرے۔

نتیجہ کی حقیقت : واضح ہو کہ غرض یہ ہے کہ وہ صفات مذکورہ سے ہر اچھا میں موجودیت ہے کہ وہ کافی نہیں ہو سکتی کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں۔ الٹا بشریہ کہ وہ اس امکان ہے کہ ہے۔ نہ وہ سچا ہے، نہ نیکار ہوتا ہے، نہ خیرہ ملک۔ بلکہ اس قسم کے ایسا فساد ہے ہر اچھا نتیجہ پیداوار کے لیے شرع میں انصاف قرار دینا۔ یہاں اللہ و مقرر ہوتا۔

پھر چاہا ہے۔ یہ بھی عوقی ہے اور دل سے بھی اور کبھی انسان یا مکملات کی حالت سے بھی کہ خود کو ان کی عبادت کہہ رہا ہے کہ غافق
جنگِ محبوب اور قہمانوں سے پاک ہے اور اس آیت میں اسی طرح اشارہ ہے و من من شریع الایمان بعدہ ولیکن رافقون
سبحہم کہ ہر چیز اس کی تسبیح کرتی ہے مگر تم نہیں سمجھتے۔

بزرگش ہرچہ بجز درخوش ست ولے راکہ دریں مضی کہ موش است
و لیل پر کلشن شمع خوانے ست مگر ہر عادیہ کی شمشیر زبانے ست

پھر اس شمع کے عرواقب خطرات ہیں۔ راقی مرتبہ زبان سے کہنا بظاہر اعلیٰ یہ کہ زبان اور قلب راقیوں سے شمع کے اور جس جن تصانیف سے اس کی پاکی جوانی کی جان ہے ان کے برخلاف اصحاب کمال کا اس کی اوقات میں شاد و کراہ اور اس کی مشاہدے سے افراد کا اس کی ذرا بے اندکس پر نامور اس لطیفی فن شمع کے سے پاکیزہ ہو جاتا مگر ہر عادیہ کے سے چھکار حائل ہے کہ شمع سے اس پر ایک ایسی جلی بولی ہے کہ جس سے دار کو نور نیست حاصل ہوتی ہے اور آخر کار اس سے خدہ شمس بھرے شمع سے یہاں تک خوبت پہنچ جاتی ہے کہ یہ تجربات لاکھ سال جاتا ہے اور پھر ان سے بھی بڑھ کر ہر دکاندار جس میں بیکہ پاتا ہے جیسا کہ کریمانی متعدد صدیقی سند علیک مقتصد۔

شیخ عارف کرامت اللہ کی ہے کہ لے کر پیسے آئیے گا جس کو لوح کی شمس پر ٹوٹا بنا دے گا۔ جہاں وہ ہے تو منہ ملی کر لی جاتی ہے بھر رکھا۔ عقل قائم کرتے ہیں اور یہ اس لیے کہ عہد و حادث ہے و عہد و جسمانیات کے جو دروں خاصا جس آدوہ ہے ہیبت کے کار کھینچا۔ پر ہر
ہے خرافات اور عالم ظلمات سے جس میں ہر کہ اس کے اور نکات میں بھی صفائی نہیں قوت دہیہ اور اعلیٰ دے بغیر جس جھوڑی جب ولی
معانی بخود اس کے کوئی قہر پر ڈالے جاتے ہیں تو قوت و وسیع ضرورت ان کو بھی کسی کسی جسمانی قلب میں زحالی ہی نہیں ہے ہستی ہے اعلیٰ
سجنا اور مانگ جو جسمانیات سے پاک ہیں جب ان کا تصور کرتے ہیں تو کسی خوبصورت آدمی کی عقل میں باور نہیں جسمانی چیز ہیں اور ای
لئے خواب میں جب ہر اور دوسرے عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ اس کے طلوع میں پر فائز ہوتے ہیں تو قوت و افلاک میں ان کی ان سے
ماسب صورت میں ذرا حلیٰ ملتی ہے جن سے جدا کر کے جتنا تعمیر دیتا ہے اور ایسے لیے آگے قوموں میں چونکہ ہیبت عذاب میں۔ رشتہ ہونا کی
حادثہ لفظ کی مجسم صورت پر وہاں دھرے کر ہی نہیں سکتے تھے اور اب بھی جن کی ہیبت غالب ہے ان پر جو کچھ اعلیٰ اولیٰ سے تو کسی کو جواب
اور بخش صورت میں۔ اور یہی ہے ان کو کوئی نے بت آجے کہ اگر صورت کا طریقہ نکالنا تھا جیسا کہ خام کار اور لے کہ خدا کا آجے کہے بغیر کوئی
کام ہی نہیں کر سکتے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سہارٹ میں نورانیت و ملکیت کا ظہر ہوا۔ یہ وندہ کی شش و خواہ کے بغیر شہر
عدو و منافق بلا کیف اس خالق قادر کی عبادت قائم کی گئی اور عبادت شمس بھی یہی اول شیخ قائم ہوئی کہ ان کدورات و اعوان و بشریت
اس کی آواز سے تقدس کو پاک اور پیرا سمجھا ہے۔

[illegible]

یعنی اس کے اوصاف میں درود کے ساتھ اس کو پادشاہ نام ہے کہ ان لغزہ کا بی ذکر ہو کہ جو اس نے جہاد کو عطا فرمایا تھا۔ یہ دوسرا حصہ ہے رنگ پرکشش جانتے گا۔ ہر ایک مسجد اری خانان کا سب بار پادشاہ کیا جاتا ہے اور قصور میں جانا جاتا ہے تو ضرور درود پر اس کا پورا پورا ہے اور پھر مشن کر کے کرتے تو یہ دور تک پہنچ جاتا ہے لیکن روح کی استعداد و قابلیت میں فرق ہی ضرور ہے۔ جس قبل اور مستعد اردو اس کی کیفیت ہوتی ہے کہ تسبیح سے خط لڑی ہو جاتی ہے اور درود ہے کہ پورا پورا جاتا ہے پھر میں بھی اس حد تک متفاوت ہیں کہ اس کے لیے قرآن مجید میں اور انصاف میں اس سورہ میں تسبیح کے ساتھ تفسیر کا حکم پادشاہی علیہ الرحمہ بت سلی اللہ علیہ وسلم بیان نہ ہو وہ بیان اللہ تعالیٰ انصاف کرنا کرتے تھے اور ان کو اس کو غیب بھی داتا تھے۔

اور بندہ کو زور و شمشیر کی عبادت میں کرے مگر جیسا حق ہے وہ یہ ادا ہونا مشکل ہے۔ اسی لیے اکثر افسوسناک قصہ یہ بھی ایک شانِ مہودیت ہے کہ عورتوں کو دیکھا جاتی ہیں کہ انہوں نے کسی کا عزائم بہت پختہ ہے۔ اسی لیے اس کے بعد یہ بھی ملاحظہ کروں گا فریادِ مستطوفہ کہ اپنے آپ سے بے اعتدال اور معالیٰ ناک باد جہیز اس بیچ تمہید کے بعد بندہ کا مجرا دکھانا کرنا اور اپنے آپ کو دکھانا کہ تمہارے معالیٰ یا تمنا نہایت عبادت ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی تک سزا دیکھی ہے۔ مستغفر کہتے ہیں اور وہ بھی ہے کہ یہ مستغفار امت کے لیے ہے۔ کہ اس لیے کہ یہ آپ کا اخیر وقت ہے اور آپ کی تکمیل ہے کہ کوئی نئی چیز ہے اور آپ نے اقوام کو دین لکھی کہ طرف دیا ہے اب اس وقت ان کے لیے آپ کا شفق بن کر استغفار کرنا کہ یہ تمام رکھتا ہے ان لیے آپ امت نے لیے استغفار کیا کرتے تھے اور یہ امت کو بڑی غرض نصیبی ہے کہ جن کا رسول ان سے غرض ہو جائے اور استغفار کرے۔

اسی سورہ کے نازل ہونے کے وقت اکثر موزن شاہ مجاہد بھیجے گئے تھے کہ قریب ان حضرت علیؓ علیہ السلام میں سے اٹھ جائے وہ اس سورہ کو ادا کرنا خدا رشتہ دینے والے ہیں چنانچہ عبداللہؓ ان کی اس سورہ کو کن کرنا اور ادا کرنے لگے۔ لوگوں سے کہا یہ خوشی کا مقام ہے کہ اللہ نے نصرت و دفع کا مژدہ دیا اور تو سمن کے جوتی جوتی اسلام شہادت کی خوشخبری سنائی پھر یہ بڑھ کر کیوں دیتا ہے۔ بعض نے تالیف حضرت مرقا، کا کہہ دیا کہ خدا نے کوئی نوحہ ہے جو یہ سمجھ گیا ہے۔ ان حضرت علیؓ علیہ السلام نے بھی لکھ کر دیکھ کر اسے انہوں کا صلہ و ازلی برہنہ دیکھا اور سمجھ گئے کہ یہ اس مرحلہ کو سمجھ گئے۔ آپ نے فرمایا سب لوگوں سے اٹھ کر نہت گزار دی میں اور مالیہ میں اور بیکڑ کا پیرا احسان بجا اور اگر شہداء اقصائی کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا تو یہ بیکڑ کو کمر علیہ السلام کافی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ سب میں جرات کے لیے مژکیاں ہیں سب بندہ کر دی جو نہیں مگر وہ نہ کہی کھڑکی کھلی رہے۔ یہ سب اپنے کسی کو نہ بہت مشتاق ہے اور رازدار ہیں تاکہ ہر وقت صحبت اللہ سے کامو لگے۔ پھر ان لوگوں کو بھی یہ راز معلوم ہوا اور لوگوں نے اپنا غم نہ فرمایا تو آپ نے فرمایا میں غم کرتے جو خوش نصیب ہے وہ اوست جس کا رسول ان سے خوش ہو جائے اور چکر ان کے لیے تہائی کرے اور جو نصیب ہے وہ تو کم کہ جن کا رسول ان میں نہ ہو ہے اور وہ اچھی سے جانک ہوں چنانچہ اس سورہ کے نزول کے لیے صحیحہ ہر رسول کریم علیہ السلام نے دیکھا ہے رطبت فرمائی۔ انا اللہنا والہ العزیز۔

نظامی میں ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے سے چھ روز پہلے کے کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا کرتے تھے۔ سوائے انھیں
رہنا و بعد من اللہ اللہ علیہ السلام اس کا تعلق پاکستان سے اور تیری امت نہیں کرتا: دل سے رب بچتا ہے۔

اس سرور پر لب کرے تھے اور بخشش کرے اس سے مانگ کیونکہ انہ کوئی توبہ نہ دے گا تو یہ قبول کرنے والا ہے۔ اسی کو بندے کے رفیق ہونے سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ تو یہ کہنا ہے توبہ دگر دگر کرتا ہے۔ بڑی عظیم ہے اسی کے آگے سہم نہ کھڑا جاوے۔ پھر اس کی ہر بات اور فائزات کی کیا کہیے۔ انھیں اتوب الیک اغفر لی دلو لدی ونجمہ۔ اللہ تعالیٰ۔

اور اسی سچی میں عارف جاننے نے فرمایا ۔

بھولے غمخوار دو جہاں چیز سے نیست

بے گناہان سے کروا مانتان چیز سے نیست

اور تندرستی ایسی حالت ہو جاتی تھا لیکن ہے اور اس کی منتظر یہ ہے کہ جب کوئی بزرگ یا سرخ آئینہ آنگھوں پر رکھ کر دیکھے ہے تو باوجود یکہ اشیاء باہم متضاد ہیں مگر سب اس کو سرخ یا بزرگی نظر آتی ہیں۔ یہ ستر میں حضرت انبیاء علیہم السلام کو لایا کہ کام میں جن میں صدیقین و شہداء بھی داخل ہیں ان کو بگو اس کے اور کی عقل استی ہی مظلوم نہیں مگر اس لیے ان کے لیے لفظ کو فرمایا کہ یہ اشارہ مطلق ہے کوئی نیک نہیں مگر جب مٹا مارا یہ مضمین ہے تو جو اس کے زکون مراد ہو سکتا ہے۔

ہم اصحابِ ایمین جو مصلحہ اور ہر جہاں کی بحیرت کا ولیت کا درجہ برابر ہے اس لیے ان کی آنکھوں میں مخلوق کا بھی وجود ہے ان پر وہ حالت طاری نہیں جو مشرکین پر مکی اس لیے لفظ ان کے لیے کافی نہ تھا بلکہ ایک ایسا لفظ درکار تھا جو خانی و مخلوق میں امتیاز کر دے۔ اسی لیے اس کے بعد خدا نے آیا اس کے سنے سے ان پر انکشاف ہو گیا کہ مجمعِ جمیع صفات کمال درالوہیت کا سخی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

ہم اصحابِ امتثال یعنی انشاء جن کی ولیت پر بحیرت غالبہ مکی اور آنکھوں پر باندھی پڑے چھوٹے عقل خدا کا نور داخل ہو گیا۔ کلب کے قندیل پر زنگ لگ گیا، روح کا نور ہرگز نہیں۔ یہ کلام و مشرکین ہیں ان میں عقل کے انھوں کے نزدیک جہاں کوئی بڑی چیز سامنے آگئی اور اس کا کرشمہ ان کے دل پر نقش ہو گیا ان کو الوہیت میں شریک کر لیا۔ پھر کسی نے اس کو مستحق دوسرا خدا لیا کسی نے خدا کی کا حصار ٹھہرا لیا۔ آداب و سحر سے اس صراحت و اجارہ و انجاد ملا کہ وہی آدم کے برابر و ستر میں خود جس نے دیکھے سب کو خدا کی میں شریک کر لیا۔ ان کی مثال گوہر سے کہ امان بچے کی سی ہے، چھوٹے دیکھی اس کو اس کو بچے ہو لیا۔ عقل دیکھا اس کو اس کے بچے دہر پڑا۔ پھر کسی نے ذات حق جہاں کا شریک ٹھہرایا تو کسی نے صفات کا سامان کے لیے لفظ اعداد اشارہ فرمایا تا کہ اس لفظ کو سن کر ہی سمجھیں۔

دوسری بات یہاں تو بہت سے باطل مذہب ہیں اور اس وقت بھی تھے مگر ان کی تہذیب میں کر کے ضبط کر سکتے ہیں کہ یا تو وہ لوگ ہیں جو سرے سے اس کا فائدہ کے پانی کا مستقل وجود ہی نہیں مانتے مصلحہ و کثرت کو کہتے ہیں مذہب ہیں اور بعض دہر کے زمین، پانی، ہوا، آتش، افلاک۔ یہ رات اور صبح کی ترتیب سے حیوانات و جمادات و نباتات و مخلوقہ متحد ہیں اور جاتے ہیں اور جب تک وہ موت نہ ہو کر ہونے سے ان میں شے کی ہے پانی ہے اور کائنات ان کی صورت ہے۔ یہ باقی ہے تو قوی بھی رہے ہیں نہیں تو ترکیب کی کہ مکمل جاتی ہے اور جزائی اپنی جگہ ہر جگہ جاتا ہے اور اسی کا نام ہے نہ کوئی خدا ہے نہ ملائکہ نہ غیر محسوس چیز ان کا وجود ہے نہ مرنے کے بعد حساب ہے نہ ثواب و عذاب۔ انبیاء و مجتہدین لوگ ہندوں کی تعلیم کرنے کے لیے اور ترتیب و ترتیب کے لیے جنہد و روزی سے آتے ہیں۔ یہ ایک مذہب ہے پھر اس کی بہت سی شاخیں ہیں ویریز اور مصلحہ اور مصلحہ میں آج کل اپنی ہی زبانوں کے مومن سے لائق عقاب سے مومن ہیں۔ صحابہ و ان میں بھی ایسے بہت لوگ تھے اور ان کو کلمہ تک بھی اور جنہد میں ایسے بہت مرنے ہیں یہ بنا پیسے بھی بہت جگہ تھی اور آج کل کی تعلیم کا زور اسی پر ہے اور ان کو شرع میں ملد بھی کہتے ہیں۔ طہران کی بڑی بڑی تصانیف ہیں۔ یاد اس کا کثرت کے بلی کا وجود مستقل ہے۔ ان میں اور اس کی بہت سی کائنات کی ہستی ہے جدائیم کرتے ہیں پھر ان کے ہر زبان میں جہاد و نام ہیں۔ خدا اور خدا کا ذکر، پریشتر، شکر، غیر اور یہ فرق بہت ہے۔ اور اکثر دنیا کی آبادی میں یہی لوگ پائے جاتے ہیں۔ پھر ان کی دو قسم ہیں یا تو ان کی آہل کتاب اور شی کے خاک ہیں یا ان کو اور جو ان کی پران کو کہتے ہیں اور جو ان کی دو غیر متدین ہیں۔ غیر متدین لوگوں کے پھر بہت سے فرق ہیں جیسا کہ افریقہ اور ہند کے جنگلی لوگ۔ پھر جو ان میں شائستہ ہیں انہوں نے ان کو دیا ان کے پیٹھ اس اور طہران کے لیے تو ان میں بھی ہلے

معاہدین میں اور نہ اسے تمام عزت و شوکت نہ زبان کے باہر تھے یہی مطلب سمجھنے آئے ہیں اور فرقہ پرستوں نے یہی مطالب بیان کئے ہیں۔ مگر یہ یا تو خود اور اصلی شوکت کا باہر بھی نہ تھا نہ اس کے پورے قواعد جانتا تھا نیز اوروں برسوں کے بعد کمال کا پختہ پیدا ہو گیا جو ہر پھر کے مقابلہ سے اسے ان کے معنی بیان کرنے لگا۔ یہ کتابیں نہ آسانی ہیں نہ ایک شخص کی تصنیف ہیں۔ چاروں ویڈیو میں سے مگر وہ اول کتاب کی یاد رکھو کہ متعدد اشخاص کے کام متعدد فرق کے موافق ہیں جنہاں کہ انہی میں شراعی نے ہر قسم کے سرے پر لکھ دیے ہیں۔ نہ ہم ان بات کے مدعی ہیں کہ ان کتابوں میں کبھی کبھی تفسیریں ہو سکیں گے کی بار یہ کتابیں دنیا سے عدم ہو چکی ہیں جن کو انہی اوروں نے موجود کیا ہے۔ مگر اگر یہ فرقہ کو خود تھمچے ہے علم کا معتقد ہے۔ نئی تعلیم اور مسلمانوں کی توحید سے یہ بات پرستی پرست ہے اور نہ سب فرقہ ایمان کے نزدیک مفسر جانتا ہے خیالات کا مجموعہ ہے کہ جس کو کوئی روشن دنیا تو نہیں جانتی کہ کس اور اس لیے وہ پیشہ ندرستان عکس نشانات کے باہر بھی نہیں نکلتا اور ان کتابوں اور اس مذہب کی کہ اس تک سرعت کرنے کا حق پسندی میں ہے کہ صاف صاف قرار دے کہ باطل ہے اور مذہب اسلام کو قبول کرنے کے اس میں اور بھی قوم۔ ہمارے ہیں اور اپنی پرانی گدڑی کو کاٹ کر تعصب سے اور مثال کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور حسب اصول بنانا اور کرتے ہیں تو ایسا خدا کی نہیں پوری حیانت ہے۔ (میں چھوڑوں کہ اس نقشہ سے اتفاق کرتا ہوں)۔

الغرض پیٹروں معبود ہیں ایک دوسرے کی طرح بعض قوموں نے اور اور آئے ہمارے اللہ کے سب کے سب کے لیے لفظ احمد آیا کسی کے لیے کہ حق سمجھنا اپنی ذات و صفات میں جتنا ہے کوئی اس کا کسی وصف میں شریک نہیں۔ اس بات کو تو جیسے کے ذہن میں مضمحل جان کر دین تو ایک اور مسئلہ کتاب بن جائے۔ خصوصاً ان قوموں کے لیے جو خدا تعالیٰ کو بھی تیار جانتے ہیں مگر ظن کو مٹا دیا جس کے جانوں کا مالک و مختار جان کر پوجتے ہیں تو لفظ احمد اس لفظ خیال کے سوائے کو سب قاطع ہے کہ اسے کہ تمام احادیث میں اس کے سوائے اور کسی کا وجود بھی نہیں بلکہ صفات میں شرکت کسی وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مگر علیہ القیام لوگوں کو اس کے جو بھی ملے نہیں: وہی اتنے لیے اس کے بعد یہ جملہ ارشاد ہوا۔ اللہ اعلم بالصواب کہ اللہ سے بڑا ہے اس کو اپنے کسی کام میں کسی کی حاجت نہیں اور وہ حاجت روا اور قاضی مل جات بھی ہے۔ پھر کوئی ہے جو بندوں کی حاجت برادری کرے اور کسی کی مجال ہے جس کے گناہ نہ ہمارے۔ اس کی مثال صحت نہیں چاہتی کہ اور کی عبادت کی جائے۔

اوصیت مسیح کا رو: اب فریق تہذیب کی خام خیالیوں کا بظاہر کرتا ہے، عقلیہ بلند اس نے کبھی کسی کو نہیں جتا تو اللہ تعالیٰ اس کی احادیث و اصوات کے برخلاف ہے کہ اس لیے کہ جتنا باب کے ہم نہیں ہو کر رہا ہے۔ مگر جب دوسرا جیسا ہوا تو نہ احادیث و عقلیہ نہ خیالات صفات کے صورت باقی رہی۔ کسی لیے کہ خود حق ہے کہ جس کو کسی کی حاجت نہ: اور سب کو اس کی طرف حاجت نہ ہو۔ پھر جتنا باب کا ہم جنس جب ہی ہو گا کہ ابھی اس کے ہاتھ وہ صاف دکھا کر حاجت برادری کرے۔ پس شرف شریف اس کی تہذیب میں نہ جتنا نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہیں نہ حضرت عزیر علیہ السلام جیسا کہ جیسا ہیں اور یہ وہ خیال ہے۔ نہ خود یہ وہی کوئی تو اس کی اور اب جیسا کہ وہ کہتے تھے۔ نہ ہی ابنہ اللہ و احباب و اولاد و اولاد اور اس کو کسی نے جتنا جیسا کا کوئی باب نہیں کسی لیے کہ اگر جب ہو تو حادث ہو جائے اور حادث خدا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کسی مشہور فریق کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کا باب ہے مگر یہ جہد اس لیے ارشاد ہوا کہ معلوم ہو جائے کہ کوئی ہے جتنا گیا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اس کو وہ وہی جو حضرت مسیح علیہ السلام و عیسا علیہ السلام اور وہ کہتے تھے ہیں اور اب تک اوصاف مسیح علیہ السلام کے تو ہیں اور اسی قاعدہ عقائد کو ایسا اور وہ سب نبوت جانتے ہیں اس کا بھی کمال رہ گیا۔ مثلاً شکیست کا رو: عیسائیوں کا ایک اور قاعدہ عقیدہ ہے اور کیا؟ مثلاً کہ باپ خدا یعنی حق کا بیٹا اور بیٹا خدا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس ہیں جبرئیل علیہ السلام۔ دوسرا فرقہ پادری اعظم خدا۔ مگر سب ایک خدا تھیں۔ ہر چند کہ وہ بالادائیں سے یہ عقیدہ بھی باطل ہو گیا مگر اس کی زیادہ تر تقریر کرنے کے لیے فرما: یا ولید

زکلی نہیں ہوتا مگر اوسط اور نیچے کے طبقے کے بھی لوگ ہیں جن کو یہ افتادہ تعلیم سے پیدا ہوا ہے جس کا لفظ حقانی میں بر ملا کرتا ہے۔

مقیدہ و مشغل ائمہ انہی چند چیز میں ہیں۔ اولیٰ امور جو ان کی بحیثیت کی تار کی ہے پیدا ہوتے ہیں اور اس کے نور و عقل کو ڈھانک لیتے ہیں یہاں سے سوچ پر وہی سب مطلق جو عقلات کو دور کر کے کج کی روشنی پھیلاتا ہے مگر گنج گہری زکریہ تو قہرات کے گرداب سے بچا نہیں سکتا اس لیے ان امور سے ہٹا دیا جائے گا۔ شرعاً علیٰ دین و من شوق خلق للاقرب میں ذکر فرمایا۔ (۲) انہی کے تعلقات اور ان کے شہوات ہیں جو انسان کے ہر ایک و شاعر کی گہریوں میں یہاں سے پھرتے ہیں کہ اس کو چاہتا اور امنی ہی کر دیتے ہیں اس کے علاوہ خیالات اور صحیح افتادہ میں تعلیم پیدا کر دینے میں ان سے ہٹا دیا جائے گا کہ اس جمل میں ہے و من شوق خلق للاقرب فی العقد۔ (۳) مصحاب اور تیار کے کمزور ہوتے اور کاجر اور ایچہ رسانی سے اس سے ہٹا دیا جائے گا کہ وہ من شوق خلق للاقرب میں کیا۔ اب رہے اوسط سے نیچے درجہ کے لوگ ان کے ایمان و یقین میں جو چیزیں مشغل ائمہ ہیں ان کا دور ان سے ہٹا دیا جائے گا کہ وہ عقلی امور و یقین میں ہے جن کا ذکر ہم اس کی تفسیر میں کریں گے۔

تادمہ اس میں بھی اے نہیں کہ جب ہندو اس کی بنا دیا جاتا ہے تو غیب سے اس کی حمایت ہوتی ہے اور نیز اس میں اشارہ ہے کہ اپنے کسی کمال پر فائز نہ ہوتا چاہیے دل کی حالت بدلنے کوئی دوسری شے ہی ایسے اہل کمال بیروت لڑاں ہی رہا کرتے اور اس سے بچا جاتے تھے اور نیز ہونا تھا جن ایک غرور و مہم جویت ہے جو ہندو کے دل پر نورانی کیفیت طاری کر دینے میں عجب اثر رکھتی ہے۔

اب ہم آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں عقلی کہہ دو (صلی اللہ علیہ وسلم) اس لفظ کے شروع میں لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح وہ عقاب و مجبور اور قتل و حوا میں بیان ہوئے میری طرف سے نہ تھے بلکہ کتابت اللہ جو آپ ان سے اپنے اوصاف بیان فرمائے کسی دلیل و برہان عقلی اور کسی کے انکشاف سے ثابت نہ تھے جن میں عقلی کا احوال باقی رہتا ہی طرح ان اشیاء کے شر سے فائدہ کی پناہ مانگنا بھی اسی کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں کی امداد و حالت پر نظر کر کے ارشاد فرمایا ہے اور عقل کے جملہ حالات اور ان کے تفسیرات خصوصاً جو ہر انسان کی جو عقلی قدر و خفاقی جانتا ہے اور کوئی نہیں چاہ سکتا۔

اھو قہر المطلق کو میں بنانا مانگتا ہوں میں گئے پروردگار کی جرات کی عظمت دور کرتا ہے اور روشنی پھیلاتا ہے۔

تادمہ خلق کے لغوی معنی پہاڑ پر کھڑے کرنے کے ہیں، زمین سے اتر کر لائے میں بھی حق سبحانہ کو مطلق العباد و لغوی کہا گیا ہے اور راستہ میں سے کھڑے کر دینا تھا کہ پہلی جہان لفظ اس کی نسبت بولا گیا ہے مطلق الاصلہ اس میں اس کی قدرت و اجرات کا اظہار ہے اور ایسا ہی شخص ہوتا ہے کے قابل بھی ہے اور اسی کا مرتبہ ہونا چاہیے اور شر سے بچاتا ہے۔ یہ حق لغوی معنی۔ بلکہ مفسرین کے اس میں متعدد اقوال ہیں۔ مجبور کا قول یہ ہے کہ اس مطلق سے مراد اس ہے کہ ہر چند وہ سب چیزیں کاوب سے کھڑے کر کے اس طرف اشارہ ہے کہ ہر قسم کی تار کی کو دور کر کے وہی نور فانی لے والا ہے۔ تار کی کے اقسام: تار کی کے چند اقسام ہیں۔ اولیٰ قسم کی تار کی جو تار کی ہے جس میں کچھ کی کا ٹیکہ و جھنڈے معلوم ہوتا تھا تمام عالم اس تار کی کی رات میں تھا ہی نے منہ کی کی تار کی کے نور و عقل کو جو در روشنی میں لایا میں سے یہ بتایا جاتا ہے کہ وہی نصیب سے بہت میں لانے والا ہے۔ دوسری جہل اور بحیثیت کی سپاہی اور جب شہوات و لذات کی رات میں اس سے بچ کر ظاہر و نور و ملکیت اور روحانیت کی روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ اس رات میں سے وہی نور کی کی تار کی ہے جس میں انسان ٹیکہ و جہر و غلط اندیش میں اندھا کرتا ہے اور خفاقی مجبور پر قائم رہتا ہے۔ تیسری ظاہری رات کی سپاہی جس میں خفاقی و شیطانی چور و قزاق سوائی جانور نکلتے اور اپنا اثر پھیلاتے ہیں۔ وہی دوسرا شب سے بچ کر لائے والا اور ان کو بچ کر لے والا ہے۔ کاہے سے پناہ مانگی چاہیے اس کا آپ ہی بیان فرماتا ہے من شوق خلق اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے شر سے۔ خدا تعالیٰ نے جو سستی کا بار

اعانت میں عزم کر رہی تھیں۔ وہ اچھوتہ صنف کو بے گناہ قرار دے کر ان کے
تاریخ ۱۳۱۲ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب تمام ہونے لگی۔



قطبہ تاریخ از مولوی سکندر یار خان صاحب دہلوی

سلاطینہ تعالیٰ

زبیر شہید نے فیضیہ مدرسہ مولانا
مکمل شدہ تاریخ اسلام کے بارے میں
۱۳۱۲ء

یہ

کئی قسم کے خطی نسخے کے
میں سے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ
۱۳۱۲ء

یہ

شہید شہید نے فیضیہ مدرسہ مولانا
مکمل شدہ تاریخ اسلام کے بارے میں
۱۳۱۲ء

هذا منظره فخر العلماء الاعلام البحر النعمان زير الاسنم الممدت في مدينة النسي الكريم عليه
الصلوة والسلام مولانا عباد الرحمن احمد بن عبد القادر المحمدي سمعه الله عن شرهين عوى وعبي
بسم الله الرحمن الرحيم

محمد المي جمال تظلم العريز اصلا لعمود - بابا للسلامة - اسيا لنفوز البجاة الهذابة لسلاوة - جميل لخصه
مقام هذا النب ولف - لمتنظ - هم في حمية البلاد - وفضله على من - هم من خلقه من حاضر وباد - فلن حل من
قابل هل يستوي الذين يظنون والذين لا يظنون وما هل استوي الظالمات والذين فقه كفاية لاهل الشورى
وشكر الله لخصه من شاء لخدمة كتابه الاسي الكريم - وانض عليه من توحلت لالفة فقه مبيكة وتفسير
معانيه مايقض دونه هم كل كيلوف وحكيم - ويضيه في حث فوه تعني - ومنعقد ناييه لاله ووايون في العلم
واهل على المخصوص بحولم الكلمه وناظر في - قوم نظري وعلى له واضع عليه الوصفي غاية السق في
ميدان التحقيق - ليلعل يقول الفقير الى - حجة به العني عبد الرحمن بن احمد بن عبد القادر لياي المعني عاوم
العلوم بطوة اشرف رسول واكرم نبي - انه كعدت سرب الاقتراب وانتي العربية عن الاقتراب ولا توب ودخلت
بلاد الهند مجورا عن التقدير فانارت لاهل نزلت في من خير فقير وجعلت حل قصدي في هذا السفر لستفاد والافاد
ودقة تفهم والهموم بلذاته الفناء السادة كده وان شلف الكرام وعانه - كذا اذ صغر كويين وارجح نجير
حين فاني - وصولي لاهل الفقه بالعلماء الكرام - ظفرت بوزارة كشلا - لعموم منه عني ربه العرمه في جميع
الاحكام البحر الزاخر البحر نماير السحاب الماطر عديم الضير في هذا العو حنير شبة لاهل الفقه الشافعية
المنصف بحية الله المعني مولانا المنصف الله مشد له المسلمين يحول بانه وصير رياض السور بهبه ومن سبة ماخصت
عاليه بتوفيق الغنيمة الذين له بير القرب المعزيم الشان الله - في دقة انذاك فوجده عريدا في حله مدعا انكل
المسلم في نفسه غنيمة الله لكل علمه وطلب عينا في حبه يهدي به في جميع انصاف كشف عن محراب المعاني
القفا بحس بيان وتوضيح ولقاء يشي به اناء الفضائل ويزاد لاهل الشورى به عينة لاهل الشورى به اتصال هو البحر الا
ان للبحر ساحل والبحر جرد وليس له جاريك لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى
عصره لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى
ولست اليه وقائي لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى
لا يلقى ولا يلقى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى
هو فاعلم قوله الشافعية

بسم الله الرحمن الرحيم

وهو الشيخ مولانا ابو محمد عبد الله بن علي الطيب من مؤمنه امامه الله ويلفه ما في احرته وبيته ان يشترحه
خدا - لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى لاهل الشورى
الغنيمة ان يحسن له وفي العواقب ويكفي وياه شر كل عديم مراب وان يجمع في دار النعيم ببركة نبيه

الکرم لہ علیٰ مایہا، قیصر ویدلا منیہ جتیر ولسلی واسلم ہنی سیدنا محمد جلوتہ مستورۃ اللہ ولہ واصحابہ
ومن تبعہم وافہم منہم من الانام۔

ہذا مکتبہ الفاضل الکامل العارف العاقل شیعہ الطریقۃ العلویۃ مولانا محمد عمر القلق بشاء

سراج الحق تبارک اللہ سراجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان ونزل في عبده آيات بينات من الهدى والفرقان والصلوة والسلام
على افضل الانبياء سيدنا محمد اكرم المخلوق من الانس والجن والبريد باوضه الحجۃ والبرهان الهموم بالكتاب
العلي الشان وعلى آله واصحابه الالمعين تقصى البراعه والبيان المتعوض في الصحف والقرآن وبعد فان الفاضل
الاذيب والکامل الازیب صده لا فاضل في المفعول والمنقول فخر الاماکن في تفرد و الاصول علم انوار التفاسیر
القرآنیۃ ما هو لسرور الاحادیث النبویۃ "معلق الدیق" سیقت واستلنا الاصح مولانا ابو محمد عبد الحق الازال ذاته
محققا لاهل وصیلاً للباطل قد وصف کتاباً جلیلاً "مفسر بالتفسیر الحقنی جامع بکفایت الاجوبه وقفرومۃ فکته
مطافات الطفلیۃ والفنیۃ حیث لم یسعه الاذان ولم یرعیون الا زمان مبعده لطوافط ومطریۃ لجه لمر لیل السها
الطباء وتلذذها الاسماء کلیمۃ للمتکلمین حرۃ الوثقی وجۃ لمحتشین بطنه اقصی۔ والی یحتفی للنفس هو
من ابصر من ضوا انوار۔ وکیف یسره فراسک یحشو۔ خیاشم اودی می یوما حل۔ لیا نیا الطالیون العاتقون حملوا
فی مفاصل کم وفکر والی ابعده مراد کم فانه نحو الحیاة واحسن متاع الذی والاخرة والحر کلامنا وختم مران
ان الحمد لله رب العالمین۔

حرۃ العبد الاحقر المدعو محمد عمر القلق بشاء سراج الحق۔

یہ تاریخیں حضرت فاضل اجل شاعر بے مثل عالم فہام و فہرید زمانہ فخر عربی رشک فیضی
خسرو جانی مولانا مولوی عبدالحق لکھنوی و مدد راسی نے ارسال فرمائی ہیں۔ ناظرین حضرت

کا یہ دل سے اور مصنف صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں

حاجد مصنی

تاریخ عربیہ و عربی و اردو تیسرا جلد حضرت آی محمد عبدالحق مدد راسی مدد اللہ تعالیٰ

تصویر و نقل	احمد المستنکین	حوالہ	نقل حسن حسن
لقد جند	حق بتفسیر حق	حوالہ	لاحق حبر طلیق
علی رفعتہ	الدرس بلد منیر	و غیر	مجلس الوعظ مدد اصیب
لاہن	انتوا دی مدی الایادی	لصرف	تلافاست رکین رکین

نہ فی اہل نفس علم اُضَافَت
 لِمَرْجِ الْکُفَلِیَاتِ صَلِّ اَهِل
 قَارِبِ عَلِمَ اَمَلِ هَمَامِ
 عَوَّلِ مَقَامَهُ فِی الْاَسْطِی
 وَمِنْ نَوَافِ لُطَّ لَمْ یَصْدُرْ لَا
 وَهَلِ الْفِیضُ دَرُءٌ وَوَاطِئٌ
 مِصْبَاحٌ تَقْرِیرِہٖ غَیْرِ مَطْغٰی
 لَہٗ فِی الْمَعْلٰی مَدِیۃٌ مَعْنٰی
 فَمِنْ شَاءَ سَوَّیَہٗ مَا جُنَا
 قَدَمَا الْمَبْنٰی فَعَمَّ الْجَنَاسِ
 اَصَادِمِ قَالِ رَیِّی تَعْلٰی
 تَنْصِیرِہٖ جَاءَ تَنْصِیرِ عَلِ
 یَزَعُوہُ قَدْ جَاءَ اِنِّی اَسِی
 اَصَادِی هَذَا النُّورُ مِنْ اِنْعَی

۱۳۳۱ھ

۱۳۲۹ھ

وَلَهُ اَيْضًا قَصِيدَةٌ تَارِيخِيَّةٌ دَرْغَارِيۃٌ وَ اُرْدُو

مَنْكُ بَشَوِي تَشَابُهًا الْاِمَامُ كَوْنُ سَلَامِي

درسا اللہائی را مہدی مع نوح نوحانی
 در غم مژدہ تارہ گوش فرا جوی مقدانی
 جو حلقی کی باقی زارح روح اربعانی
 دو در بارہ ایانی د زور در بارہ حقانی
 سارہ سورہ ایانی ا ششم نور عرفانی
 دوری ماہ و بی سرتی حدی خزان وجدانی
 مرد از باب تقدیمی بفر جاہ شیطان
 چہ کی غیبی بہائی گل بہ ہوا تقدانی
 عزیز ہست ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہر جاہ ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

۱ ایلی

چہ نسبت جنس عالم را یصوب نوع نخلی
 نہ نہا منتقل اند۔ ربط نسبت باخر عالمی
 نہ نسبت خاک اشیاء دست مطلق درم ملوی
 نمی پانزمرجان دردم جانانی مردان
 نہاے یونس زمانہ یہ اندہ وچ نہ نخلی
 چہ علم دین د ایسا داری داری بہرہ
 ہا۔ ا۔ لفظی یہ بہرہ اقصی اقصی
 اُر ردقہ کس داری ہستی رے رو آری
 کمال علم اُر بولی بخش ازدم بہرہ
 نخلی دہرہ بر عقلی علم د دانش را
 اُر بخشی اندرشت خلد رہہ د مہرہ
 بانی رہہ تودہ اند بہرہ مجس
 چہ سسل میری تاک زلف اندہ کو کو
 عادت کی بودعاس زلفہ را باری
 مضاعف حق اُر جہی فاسوجان عبادہ
 کمال خلق اُر خوش جمال خلق را نوک
 کمر بہ ازدم چستی دہی مہرہ کس سستی
 دہ خوشتران عابد کہ دلف اندہ دانش ہاشم
 خوشتر ذوق بانوہ تابہ چہ کی تابہ
 اُر دایہ دلف نہوہ عقلی زمانہ را
 قیاس حد د مطلق تہست راہ کیوں
 دلتا دہہ ہر دوازہ دہانی دوان دانش
 ہیکہ ازدم کثرت جمہا شلہ دہست
 سزہ نے پھر ناموزان خط نفس ہاں سروہ

چه نسبت تو را رفیق را بذات جسم تو خوانی
 نه بهد نعمت ابر خیز منتق زبان و آلتی
 نه بر زبان چاک و آلتان جسم تعلیم بیوالتی
 مگر آلت است صفت از حدیج سالتی
 بگل صفت یوسف تعالی پس چاک آلتی
 و بعد یحیی و شک این دین و ایم یوالتی
 بلا و ... دلی شایع عشق کھنکھای خوانی
 واداشد باغی باغی حسن بر سنگ آلتی
 جمال طم اثر خوانی منوش ازاد نفسانی
 که تا در دوزخ باطل از دامن بیخانی
 بیست بهشت در دوزخ را بایست مرد مشکانی
 چه بکلی کلبه های باکس چه باجان بجا چانی
 چه بلبل مشکانی تالی چایخ ابرو تروانی
 قامت کے شمع و سالی رزمه شبانه نفسانی
 سکرانی اثر نورانی رنگس بار جسمانی
 حیات روح اثر جان بکس غمے میوانی
 سہار کز رقصی راہ خوانی نورانی
 نه ان زب که دارد دوزخ و آلتی - بیشتالی
 تودعہ فکر و باقرع آلتان چه سیمانی
 یک از ان لم یجد - کتاب عشق جوانی
 میان نقل و رفتن رسد عقل بیوالتی
 یاد و دمن حق شش صدفی حلقہ بہمنی
 کہ در شایع تو بہر دست نمی اول و دنی
 دانی بی نچو مردان در دوزخ زبانی بیوالتی

[illegible]

امثال قرآن مجید کے کچھ جملے یہ ہیں: ان کو کہتے ہیں کہ تم لوگو! اس مسئلہ پر ایمان لے لو۔ ۱

[illegible]

در دھانی بی بخت خرم راه خروانی
شوی آس کتب حق نازد آنم نور خروانی
چون از باغ در سورا خرامه سرایستانی
چند در صحن بستان در شجر از فوط دھانی
زنا پند بازید از خوشا باغب دھانی
کھی دچن صدف مر را بپس در نیسانی
بهرگی ایلو دستان سرئی مزخرف الی
درین در تکی خاک افشان در زلف افشانی
منو بدول درین سزل نور شیرینستانی
اللی در خواب شردو شکل به آسانی
کرا طاقت که بنیواد ملک اصفالی
کلی اندرین ازرد کاب بخل دل دھانی
تیم اندر دیات بر امانت به بیخروانی
عظای آتش امانت دل برین آلوده دھانی
نه در چرخ آتش در رخ من دشمن جیت الی
در بوم شوم دھانی به بوی غنہ دھانی
که نیرنگه نفس زشت کام بیرونی
نفس حاصل مقدم به اعلی از به افشانی
که فغانی به بیرون من راس فرست خروانی
به قلب گمرا افشانی به سبب جو کزانی
نمای آن زرد باطل سبب غمخروانی
عشقش هر دو دھانی در تخیل علی بیرونی
در دل اندر رنگه نمی جو خروانی
زورگو فوت در کو بویان دھانی
برین است از دھان سبب امکان دھانی
سراغش نقد به من زمر بر قانون دھانی
پروفتان مشکلی زخاف و محی تعمیر دھانی
چاره اصیب فکرم بهار خن دھانی
سبب غم را آرد درین میدان دھانی

سبب گدازش عشق و غلب گدازپ کر
دری در چدر غصب لعلی دری بیک دری
حاجا دھانی از حور که بی باشد بی از کر
شده درین درون خروانی رفت و بهار آمد
را از قیہ آب و گل در آرد کاش پند دھانی
دری نظر صفتی بیور صفتی جو دھانی
بر غش طعنه سنی فغانی از دم حق حق
ازین آید اعظم بول سر دل دھانی بازید
بدل در صحنه ش نور اند آید من
در فغانی به رسم جادو جان رب بهر فغان
کرا قدرت که در بایه در جرم کلی
ز دھانی شردو دھانی قرآن اسرار الی
به اندر بخت هم قصاصت در چنی دھانی
ظفر قیہ طالع الی جان من دھانی دھانی
- باقی در بخت آید دم در دھانی سوله به
به رسم دھانی بهر دھانی به دھانی
کازید زشب آتش دھانی دھانی فردا
شاد سوز دھانی بیک دھانی دھانی یکسر
تیم نیست بهر دھانی رطل دھانی دھانی
بهست اندر دھانی بهر دھانی دھانی دھانی
که الی دھانی کتب دھانی دھانی
ملک در ذکر دھانی ملک در ذکر دھانی
برطل دھانی دھانی دھانی دھانی
جانی شاید دھانی دھانی دھانی دھانی
نظار دھانی که دھانی دھانی دھانی
کتاب دھانی دھانی دھانی دھانی
دھانی دھانی دھانی دھانی دھانی
دھانی دھانی دھانی دھانی دھانی
دھانی دھانی دھانی دھانی دھانی

مراد شد خونی اسرار ، عالم به از یاد
علم مراد ، سلب الحقائق به نور
بحر املون در دلم شیء اول نوکی ،
تکمیل الله حکم بچون هم بر خیزد
ختم مراد از کشف الحقایق به یاد
پیاپی چنان گشتی در پی تجرید حق گوئی
از دلی بویائی دلی در دلی حق برانند
به یکو خدایان خدایان رحمت و دستان
صمیمی ، راضی ، املی ، حاکمی غوالی
از پی دین جواب اینا تفسیر تفسیر
از دلا و دلاز حق شنیدن از دلا دلی
توانگی بدین تفسیر از نصف پاسوری
از حق تفسیر از دلی از تفسیر خدای بر
خدای تفسیر آیه املی ادب بچون
به حق هم بچون بین الحقیق حق بچون باشد
نشین تفسیر از دلی باشد که در عالم امکان
به دیده دلی بچون چنان خدایان بچون
به تفسیر آنکه باشد غیرت تفسیر بچون
به تفسیر آنکه مستثنی است از تفسیر دلی دلی
به تفسیر دلی تفسیر از دلی دلی دلی
به تفسیر آنکه تفسیر حدیث مراد عالم
به تفسیر آنکه باشد خدایان مراد از دلی
به تفسیر آنکه باشد مراد از دلی دلی
به تفسیر آنکه تفسیر هم در عالم امکان
به تفسیر آنکه در آفاق باشد تفسیر
به تفسیر آنکه تفسیر مراد دلی دلی
به تفسیر آنکه تفسیر دلی تفسیر
به تفسیر آنکه تفسیر دلی تفسیر

یہ تفسیر کی کہ از عاصم علیہ السلام ۱۶ حق
 پہ لکھا کہ نبی نام اوستا سے عبدالحق
 انان جوہر تر دیانی زمانہ گھر کھی
 از ان علف نسیم نامہ سر مشکب ۵۵۵
 از ان مسدد اسباب ۱۶۱۵ شہ
 پہ تفسیر آگاہ باشد کجی ہم دقتش جان
 پہ عبدالحق کہ حق نام اور معنی استی
 پہ عبدالحق کہ قدیش بود قدیمی حق بلی
 پہ عبدالحق کہ دیش واقف اقبال غزلی
 پہ عبدالحق کہ اوستان بینا و بینا اوستا سے
 ہم دورتر دیز مطالب نقد و حدیث اکس
 ہم تقدیر متولی حق کجی فیضانی
 نقد و شطش راہبان نہ حاکم بیانی
 جانی دکان عقل دیکھ الی اری ہم دین
 بڑاں نعم شد تفسیر ہر بابے دیر توسے
 کشش چہرہ نہ اند چہار جسم ہندوستان
 اس قصہ جی آن ازودین مجرنا سفرے
 غنی اور دیشش سوجہ سر جہرہ ہادی
 اگر حق ہر زبان سری نہیں صر مفرور
 سفر الی نہیں جیہ حدیث الی جیس شایہ
 بہ تر پانڈرائی دل جیہ و فیضی و غفر
 ہانی چہرہ دینی صر خولی نیست ماندش
 مدنی اور فوجی راز ہے حاق صیب آمد
 رنگ صحت الی کوہ کراں بے دوی مجر
 پہ سر ہا گفت از ہر جہہ حقولی و متولی
 کشد از بطن فکر سر جن متبلا کل
 بھرتہ بعد صحیح و صحیحہ کہ ی ہادیہ
 ستانی از مہانی و زستانی دانہ ہوش
 نہید جی خط چندیں خوش جیوں را

پہ تفسیر کی کہ از عاصم علیہ السلام مدنی دیانی
 کہ حق نام اوستا سے عبدالحق
 دین جوہر تر دیانی زمانہ گھر کھی
 از ان علف نسیم نامہ سر مشکب ۵۵۵
 از ان مسدد اسباب ۱۶۱۵ شہ
 پہ تفسیر آگاہ باشد کجی ہم دقتش جان
 پہ عبدالحق کہ حق نام اور معنی استی
 پہ عبدالحق کہ قدیش بود قدیمی حق بلی
 پہ عبدالحق کہ دیش واقف اقبال غزلی
 پہ عبدالحق کہ اوستان بینا و بینا اوستا سے
 ہم دورتر دیز مطالب نقد و حدیث اکس
 ہم تقدیر متولی حق کجی فیضانی
 نقد و شطش راہبان نہ حاکم بیانی
 جانی دکان عقل دیکھ الی اری ہم دین
 بڑاں نعم شد تفسیر ہر بابے دیر توسے
 کشش چہرہ نہ اند چہار جسم ہندوستان
 اس قصہ جی آن ازودین مجرنا سفرے
 غنی اور دیشش سوجہ سر جہرہ ہادی
 اگر حق ہر زبان سری نہیں صر مفرور
 سفر الی نہیں جیہ حدیث الی جیس شایہ
 بہ تر پانڈرائی دل جیہ و فیضی و غفر
 ہانی چہرہ دینی صر خولی نیست ماندش
 مدنی اور فوجی راز ہے حاق صیب آمد
 رنگ صحت الی کوہ کراں بے دوی مجر
 پہ سر ہا گفت از ہر جہہ حقولی و متولی
 کشد از بطن فکر سر جن متبلا کل
 بھرتہ بعد صحیح و صحیحہ کہ ی ہادیہ
 ستانی از مہانی و زستانی دانہ ہوش
 نہید جی خط چندیں خوش جیوں را

ایس جلوت اکثرت ہمیں جلوت احدت
 بیاض روش از روش سوسوی جلوت دارد
 مہانی یمن برون مٹانی رنگب گھروین
 برون اوصاف شان در اراضی انظار اول سے
 قوتی سبز پوشان گشتان قدم انقا
 انک از مصروف کشت مصدر اوصاف فیاض
 بخوان جلوت خراب چود برآمدہ آری
 سوادش غیرت لیلایست دولش بیضا
 چشم قیس و ہم چشم زینت بر دوپایہ دیہ
 نفرد سمن بچکان زلف سطر او تید
 پے دلہ دکان شہد خوش خال زہر خا
 زینت تیند باو دیہ حسن صورت و منی
 بولفظش بودنچ انگلیک سر بچہ
 معطاسو شب از چشم خوردید غار روز
 چہ کوہ صورت معبر طبع آب و رنگب سف
 لہان طبع چہید و فزون شد برون حسنش
 معنائش راہ معنی جلوتش راہ معنوی
 جام ایزدک از حسن و معنائی آب و رنگب او
 بہر معنی و معنی باہمی رہا چنانچہ باشد
 غسل سطر بچکان آب و آب از سلف و لولہ
 بہر آمد حال رابرت لائی صورت جانان
 ہم اسرار خداوند قدم را ہم ہم آمد
 بیاض طوطا خندہ کمال بر سطر دامن
 سادش از سواد زلف لیلای خدا بانی
 حار قدر بیاض او جہا رویش اودالی
 صفہ انصافی معنی برکت اکندر
 دو چشم کلا و معنی مشو ساز صورت و برکت
 الا سے جوہری بکر در بچا حق نا جوہر
 حورش غمی از جوہر چہ جوہر جوہر اصلی

لغی زلات و صہت رقیب نہیں بھالی
 تو گوئی کج نورانی دیدار شام بھالی
 معانی تحریریں سوین بہ در ہر بھالی
 بری دامنیشان از آلاشیں اولیہ شہوان
 ہمہ فرمشتہ نازل از فراہ عرش بھالی
 محو انگوشت نوبت سطر انظار پھانی
 بسوز دہشت خونہ باندامیں اگر خوانی
 ضایع مع خندہ برینہی مع معنای
 تامل شہد حل تامل باو کشانی
 گمہ در بار باکی صفہ آیت زلفانی
 بپوشن خطش آئینہ وار حسن رعدانی
 وزی تھیند شایہ چیدار لائی ثنائی
 بہر خوش بودکشف معنائی روز رانی
 کلا کاغذ آب از چادر کتابہ و دمن
 کر شد آئینہ از فرہ طلائش فرق میران
 چہ در جوہر کمال رنگب حل بچکان
 بر آئینہ در آئینہ نمایہ فلک بیدانی
 پریدہ آب و رنگب از جوہر باقوت رانی
 کر رنگب نام الف واقع شادیں ام الف خوانی
 چہ لا لا لا لا لا لا لا لا لا لا قانی
 ہم آمد حال رابرت لائی برکت جانان
 ہم سیدہ کمالی شکل حال شہد بیدانی
 سواد دلہا چشمک زان بر چشم زانی
 بیاضش از بیاض مدحہ طلائش خدا بانی
 بیاض اودامہ اولیہ صہت آب بیدانی
 کلا از جانانی شدہ فرہیہ نورانی
 دو زلف کمر و لہر ایمانی بیدانی
 چہ جوہر جوہر کمر چہ کمر کمر کافی
 خوشی غری از جوہر چہ جوہر کمر کافی

چہ خط کر قوم کوئی نام غنہ برتھ رہائی
کہ سودائی چنیں جس سرکاری شدہ توازنائی
جوئی و خوش و سولگی ندیم سناں آئی
بدارش کارہ مسن قبول از رنگ عداوتی
کہ ہوں فرط اس رزق سحر دہر کامی وائی
قول آمد ہر کام سالہ بی انہی و جائی
گنہا پارسل اللہ زبے تفسیر حقانی
در از روی معنی ہم عاتق نام بردائی
کہ ان دلوں سے گوئی سے زبان نطق آسانی
یہاں دواں ہیں ابجد خواب حرف کوئی آسانی
کہ کس لاسر میں مکان سے باہر ہے شاعرانی
کہاں حالت سے ہو حادث ازل کی شرح پائی
کہاں وہ واجب ہائی آئینہ یہ حالت کائن
کیاں وہ مقلد یونانی کہاں یہ نقل رسانی
کہاں تقدیر واجب کی کہاں تھمید امکان
کہ دہائی میں آبادی ہے آبادی ہیں ویرانی
بے کس میں ایک حق گوئی و حق جی و حق دانی
بجا ہے ترکوں میں ان کو کچھ اول و چنی
ادب میں سیر ہو وہن رشہ و رشج جرائی
کہ ہر دم زہر دان ان کے ہے شہید سخن رانی
روایت میں ہیں درقانی دہشت میں ہیں راضی
ہے اولی جو کریں اسباب طمع ان کی شاعری
غم کر ہے ان کا مثل نیساں کی ذرا افتدائی
زبان ہے پشیم آب روانہ فقہ لغوی
معاظ ہو تو ایسے ہو کہ بیت اس کی ہو برائی
زبان ہے کہ ہر دم سیران زبانہائی
ہے رفعت میں ہائے چرخ ساقی عرب رضائی
وہ جوت نظار ذہن کی یادتی جولائی

قطر ہر دق چن خال : ۱۰ ہفتان آمد
بلائی طالب عسیر مصحف تھدل برکت
بطرز خوب و ہم خوش مع تناسل نو
ہیہ ہر سہ جذب و صوب از نور حق بی
چنان قبول علم آمد از احاطہ حق آتی
زبے مسن قبول ہو کہ ہر کیش کردیش
ہاں آئی خودی چن ساقی از تہر جہر پند
ہوئی زبان فری تاجی سخن دانم
نہ از غرضائی حق و عجب شاہ دہائی
کہاں ہے توبہ دراکہ اور کس جا ہے عقل کل
کام قضی واجب کی کیونکر ہو شغل
کہاں ممکن سے ہو ممکن وہ کے معنی واجب
کام کسی د تصحیح عقلی میں ہے شدہ نام
کوہ فرح زکیم کیاہ اصل سہم
کو عشق بیضا کی کجائو بہتائی
جو دیکھو اس طلسمی حالت دنیا میں ہریت سے
میں حق ہی کہتا ہوں کہ جو علامہ عداوتی
ہے منطق ان کی لوطی اور حکمت ہے غلام ان کا
مغیب میں بڑی بین و اطلاعوں و نادانی
کیوں کیونکر ان کے شہود عمر سنی
نصامت میں ہیں جرجائی بافت میں ہیں سیدی
ہے قریب ہر کس درباب فضل ان کی فضیلت میں
عم کر ہے ان کا ہم حق اظہار عالم میں
ہوں ہے ہذا درباری تفسیر و حدیث ان کا
محقق ہو تو ایسا ہو منہر ہو تو ایسا ہو
جان ہے وگداز ہر ایمان حق نیکی
ہے سرعت میں ہوائے تیزائے فرشتہ مجرور
وہ حرکت ارتحال فکر کی یادتی دروہ

تاری مذہب نصیحت حق میں کی ہو راست
 انکار میں فلک مجبور ملک رنگ رنگ ملاح سے
 ہر آیت کے وقایع اور کائنات لکھ دیے ہاں
 فصاحت اور بلاغت سے نہ پر کھینچو نہ پر نصیر
 علوم حق سے اس تمسیر خانی کی حق یہ ہے
 بہت تیرا اب بھی دھواں کدھواں دنیا میں
 خصوصاً دیریت اور تجریت کا ہے رواں میں
 جو ہے سکھوں پر ظاہر اس نصیر سے سب کچھ
 نکلے کائنات و عالم اور دولت و بزرگ
 مگر جگہ پر جو تو یہ ایک نے اطراف عالم میں
 کتب فضیلت انہما تفصیل میں ہیں
 ہوں سزا اس سے باطل دیریت کی ترس بازوی
 یہ تفسیر ہے اخلاقی حق اور ابطال باطل کا
 ہے جس سے بدگوئی سب دین حق کی حق ثابت
 ہے جس سے عسکر اور کی بیعت خاطر
 نہیں متحیق رہا و وقف و بدل و ملط و سرور
 کہیں اخلاقی حق ہے اور نہیں ابطال باطل ہے
 ربانی اور سحانی میں ہے دنیا و آقا و دیا
 نہیں تمیز یہ ان کی ہے فائز اس سے رہا اس کا
 کتب فضیلت انہما ثبات نزول اس کا
 یہ ہے تفسیر خانی ہے حق بھلے و لا یفعلی
 سوا لفظ متہ ہے جو کہ بیضا فی سنی
 بخلاف کہ کیا ہے پچھپ کی غمخیز دست سے
 انچاہو نجات اثری اور دوا دینی
 پھر اسے جوہر نصیر قرآن کے فریاد
 سائیز سے پہلے نصیر ان کا روز محشر میں
 ملے گا ان اس نصیر کا سب پر مے دلاں کہ
 ہے اس میں ملک و ملک و ملک کی تیر نما درخ

کھانی ۶۔ دین میں ربانی کی برائی
 مایا ہے حال و خط و دروس حکم قرآنی
 تیرے کھول کر مصحف سے سب امور و پند
 کہ راہ و قاری عربی کی برائی ہے زبانانی
 کہ تمہیں دہریوں اور ٹھوں کی سرشتی غافل
 سود و نالی دور کے کہ ایک آنکھ میں ہی ہے غافل
 باطل ہے بدبخت و فقریات و فقریات ربانی
 جنان و دوزخ و جہنم و عذاب و عذاب دھانی
 مذہب قبر و عذاب سوال و حشر و بدائی
 ہی نصیر سے قدر اس نصیر کی ہے بیانی
 یکتا فضیلت انہما نصرت میں ادائی
 کہ مگر ایک پہ باطل کی حق کا پڑ گیا دنی
 یہ نصیرت ہے لعل و گھر و زان و لادائی
 ہے جس سے گت کی سب تیر کی تیر کی غافل
 ہے جس سے عسکر کفار کی غایت و غایت
 کہیں مذہب و رسم و عہد و تہذیب خانی
 نصیرت ہے علم ایمانی سے روز فانی
 کہ عیب امام الف میں امام الف کا رہا و پندانی
 کہ خط و خط میں خط نقطہ میں یہ کتب ہے پندانی
 یکتا فضیلت انہما اس کی تاج و تاجانی
 ہوا ہے نصیر اس نصیر سے آقا و مرثی
 یوں جس طرح نصیرت کا کھول سے نکل دہانی
 نہ ہے نصیر تیرانی ہے نصیر قرآنی
 و ان کو نقد جان و دل سے ہے انہما برائی
 کہ پالی گھر جس ان کے کیا ہے ارزانی
 یکی نصیر ہوئی سر پہ چتر میں سونی
 رہے گا نصیر اس کا تاج عالم دانی
 ہے اس میں آیت مصحف سے آقا و لادائی

یہی ای قمت قرآن سے اس تفسیر لی آئی کہ تفسیر اللہ تعالیٰ جبرئیل قرآنی

تاریخ اختتام

تفسیر حقانی و خاتمہ جلد ہفتم ورمال ۱۳۱۳ھ از جناب ساقی داد خان صاحب

بھارت	ز	فہن	کیرالی	چ	تھیل	قمر	تھیر
بھارت	مہ	لکھن	محقق	نسب	تھیر	باجھڑ	تھیر
پوشہ	تھیر	حقانی	پاٹن	برائے	طی	دین	تھیر
مکلیہ	مناہ	د آئے	بطر	کامیں	تھیر	تھیر	تھیر
پنے	دفع	مطالع	کج	اھدا	خروہ	پوار	تھیر
دھوروت	داناچل	دوساتھ	نیربا	میدو	تھیر	تھیر	تھیر
نیر	میدوال	دکھنچر	کٹایہ	عقدبا	تھیر	تھیر	تھیر
قنچ	شرک	دھم	ادبام	دھت	سرامت	دیکھ	تھیر
دھرو	دھرو	اھارے	اسلام	خروہ	تھیر	تھیر	تھیر
قوش	بھ	اکارو	دھن	بھن	دھرو	تھیر	تھیر
جڑاک	اھ	اھ	عھ	عھ	نوش	آدو	تھیر
دھورا	پا	قشت	اھ	بھ	جڑاک	تھیر	تھیر

۱۳۱۳ھ



حقانی راہی شمشاد اللہی بیکر شری الجمن محافظہ حاجہ و جمن تبلیغ الاسلام، مانگ شفا خانہ فیض واقع فیہر مین

لوحش اللہ دفتر تارہب فی
از تفسیر ست این تفسیر نیک
کردہ از استدلال عقلی ثبوت
حکمت و دہ سوال منکرین
بر صفت و ذات و اثبات کتب
کرد بحث آورد و قوتی نیک
رفیع شبہات و شکوک طریق
نیر اویانا دلیل تاریخ ساخت
انتہائی قرأت و قرآن ہم
از جواب شافعی ب است اند
مست این تفسیر نصیر راہ حق
ہم از نیچر جواب با صواب
شرح روح و عالم دینی نوشت
ی مفسر کیمت ہم را پیش
بہر مدحت ذی فضل و علم
فضل و کمال فقیر ہے حق
مالی تاریکی بدلت و شرک
محرکہ آراء عجب علم و ہما
باز نانات مست نقصم ہر زبان
اس کہ در مہر تاویں طبع شد
آں کلام الملک آصف چاہ و شان
شاہ اسلام و شہ ملک و کین
از بر مہر شہ ملک و کین
مرد طبعش چو شہ شہرت پذیر
معرفت تاریخ دہ ہما و خانہ

مسی و تفسیر قرآن خدا
دا تفسیر ست شرف و است را
شان توفیق جواب محبوب
از جواب شافعی و علم خدا
ہر جزوہ شکی و مہیت ہما
با و انک با و شکی است
کردہ از روح نبوت ہما
از ہر چہ و جج صدر ہما
زور ہم از ہما ہما ہما
منکرین ہما ہما ہما
ہم کہ ہما ہما ہما
داراز آیات و تفسیر ہما
کردہ آیات ہما ہما
ہر زبان ہما ہما ہما
راہ شرف ہما ہما
عالم علم ہما ہما
جلوہ خورشید دور و ہما
ہر میلانہ حق ہما ہما
ہر شہ حال و علم فرحت ہما
ہم وال ہر ہما ہما
ہر محبوب علی ہما ہما
ہر محبت ہما ہما ہما
ہی کند تفسیر حقانی ہما
نکر الحق شد ہے ہما ہما
طبع شد تفسیر حقانی ہما

قطعات تاریخی تالیف تفسیر حقانی از شیخ طبع شاعر بے بدل فاضل بیتل حاکم محمد یعقوب

صدر لئی متخلص بدایتی جو پوری ابن شیخ رمضان علی صاحب

قطعہ

مرزا فاضل غلام اصحاب بے مثل
ہے عداوت یہ سلامت یہ روایتی کار
لکن قصیر نہ دیکھی نہ سنی ہو گی کبھی
مرض جن د ملاقات کے مٹانے تو اتنی
ایسی حقیقت د دلائل سے بدل کہنے
تہ وہ یہ شعر ہے ایسے سے کہ رست کاٹے
مرض شریک ا جہالت کا اڑا اے خاک
اے آئین حقیقت میں صورت دیکھے
کیوں نہ مقبول غنائی ہو کلام حق ہے
کہ باطن اے آنکھوں سے نکالیں کہ
کہ وہ آپ سے سر افراسن بگری ہو

ہست نہا آپ کی تحریر ہے ماشاء اللہ
کیا حق جابہ بھری تحریر ہے ماشاء اللہ
واللہ! اور اسے تقدیر ہے ماشاء اللہ
واقعی نسخہ اکسیر ہے ماشاء اللہ
آورد میں کون کی تعمیر ہے ماشاء اللہ
دعوت حق کی کھلی شمشیر ہے ماشاء اللہ
نسخ حق کی یہ تاثیر ہے ماشاء اللہ
بان کوہ منکبر ہے حق ہے ماشاء اللہ
چر سو دہر میں فصیح ہے ماشاء اللہ
نسخہ سرشت ہمہ ہے ماشاء اللہ
راہی کبھی یہ تعمیر ہے ماشاء اللہ

۱۳۱۳ھ

ایضاً

میں نہ ہو بیتل تفسیر مقدس لاکھ
یہ وہ محبوب الی آرائے جاں ہے زہدا
قلم خالق کا بجا لاف کہ میں احسان ہے
ایسی جانتی ہے یہ تفسیر مقدس مادہ
دیکھ کر اس پایہ کی تعمیر آورد میں اتنی
بے سر آورد اک مصرع میں وہ تارشا ہیں

اور آورد میں کوئی قصیر ایسی ہے کہ
ہے بجا اس کے لیے کہ جاں سے سوا کہو
تقدیر اسلام یہ حق سے ملا ہے واللہ
دین کا اے مومنو حل اس سے ہر مقدمہ کہو
یوں اٹھا ہے سادہ دل کہ سن بگری قصو
بدر اسلام شکر زماں ہے سنو

۱۳۱۳ھ

۱۳۱۳ھ

ایضاً

نکھی آیا ہے شرح کلام حق جوئے حل معانی جوئے حق میں کہاں حقیقت راستی کریں اس کی قدر منزلت

ہے کرم خیاں ترا نیت ہے افشانیہ کی ہے
یہ جہی تو سہ اعظم ہے کلمہ دلیلا نیت

۱۳۱۴

ایضاً

مرحبا آفرینا بڑا کلمہ ان
ایسا ہے قسم دلم زیادت
پائے ملت ہے دور ز کرم
مشت قسم ہے مشت نام

۱۳۱۴

ایضاً

خالی ان ہے قصیر مقدس
نور جلوہ دہی سحافی
نہ جہی سرور از دہی بیان
سودہ روح خواں روح الکمش

۱۳۱۴

ایضاً

نکس دلو قصیر کیا
برابر کورہ کورے نیت
نفل ال ہذا عتیدہ النظر
نفل ال من لہ نور کبر

۱۳۱۴

ایضاً

ہے قسم قصیر خدائی محبوب
سرمہ تارن جہی کے ہے
ازم غلام ہوا چہا ہی
ہر ورق کوزا ہے ہر مکرر

۱۳۱۴

تاریخ طبع

ہیں ہے قصیر شد بیجاں آرا
نکس نام تمام پخت ازہ
سال طبعش ہے جہو کرم
نفل ال ہذا عتیدہ النظر

۱۳۱۴

دیگر قطعہ تالیف

محبوبی اور شریف ایشی لکھا حبیب حبیب حبیب حبیب
 حبیب حبیب حبیب حبیب حبیب حبیب حبیب حبیب
 ۱۳۱۲ھ

دیگر تاریخ صبیح

شہد اصبح عام مردہ کافر قرآن رہے انوار یانی نجف الطائف مدنی
 زمرہ طبع پدید اس طبع ہوں انہیں دم ملا گور زو طبع شد تغیر مدنی
 ۱۳۱۲ھ

دیکھ رہے ہیں کہ یہ جلد بخیر و بے انتہام کر شاعر و نثری نے تاریخوں میں اس سال کو دعا و دعا ہے کہ اس وقت
 انتہام ہوا



شاہان اسلام کے مروج اور ہندوستان میں دارالحکومت ہونے کے باعث فارسی کا دور دورہ تھا۔ سرکاری شاق اور خانہ کی زبان فارسی تھی۔ روزمرہ اہل چال میں فارسی ہی بولی جاتی۔ مغربی تحریر مغربی فارسی ہی زبان استعمال ہوتی تھی۔ شدہ شدہ تفسیریت عالم کی تہذیبوں سے وہ زیادہ آگیا کہ وقت حالت بدل گئی۔ آج قدر و شکست و آس ساقی لمانہ اور بلا ہند میں فارسی کی جگہ اردو زبان رائج ہو گئی اور ماہرین علوم عربیہ اور فارسی و اہل اساتذہ و اہل ان کے تہذیب و ادب ایک سرے سے ادا خالی سے رطبت فرما گئے۔ بجا یلہ و زنا و قبیحہ و جعفرانی ہے وہ نہ تھا کہ بلا ہند میں مسلم افرونی تہذیب کو ڈول تک پہنچ گئی تھی ہندو کے لیے

اردو میں جامع مانع تفسیر کی ضرورت

اور سخت ضرورت تھی۔ تو علماء و اہل حقان نے تبلیغ اسلام کی خاطر کام الہی کے معانی و مطالب عام مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے اردو میں قرآن شریف کے ترجمے کی ضرورت محسوس کی۔ لیکن یہاں تک کہ اردو میں نہ ذکر فرمایا ہے لیکن اردو بھی آئے دن انہماک کے دربار و بوجہ چلتی رہی اور زمانہ حال کے لوگوں کے لیے پہلے زبان کی اردو فارسی تفسیروں سے احتیاط مطالب کرنا اور معانی کا سمجھنا دشوار ہو گیا تو ان وقتوں کو دیکھ کر آج سے چالیس سال پیشتر علماء و مشر حقانی نے اردو میں

تفسیر حقانی

لکھی یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان میں بھی تو ہم جتنی کام کا درون تھا۔ ملکہ بے دینی کا چار سوچ چاٹنے آریوں کی بلاہ جتنی زوروں پر تو کھینے ساتن دھرمیوں کی ہمدرد اور پھیل چکا اور طرح طرح کی بت پرستی اپنے وقت کی دینی تھی کہیں مذہم لپلا اور دوسرے ہندو باپے تو مسلمانوں میں تعویہ پرستی اور گنہ گری کا مزاج ہے۔ بدعات کا اتنا زور کہ قبروں سے شمشیں ملتی جاتی ہیں کہیں اسلام کی بھی تعلیم اور اس کی توحید کے مقابلہ میں ثالث خدائیں خدا کو ہی خدائی جنگ کے چرچے اور فرقہ وارانہ کے خلاف بپار کر کہہ رہے ہوں گے انھما اللہ رب العالمین اللہ لا الہ الا اللہ۔ ۱۲/۱۲/۱۲۱۱

۱۲/۱۲/۱۲۱۱ آئینہ میں خدا کے سوا اور معبود نہ تو یہ بھی کہے نہ پا رہے ہوتے۔ اردو کلمہ فہم حدیث کے اثرات سے بچہ بیت اور ویرت کے باعث خود مسلمانوں میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ شیعہ سنی الگ الگ کھمڑے تھے۔ خلیفوں اور اہل بیت علیہ السلام کے آئے دن آئین باکھر اور تہذیب کی بابت تو ختم میں ہوتی رہتی تھی اور حکامدار اور کارکن اسلام کا انکار اور ادھر خیریت اور دہریت بھڑات اور بدترکون کی کراہت۔ جنوں اور ملاکوں کے جوڑے عسکر اور دوزخ بشت کو خیالی و اسے ظاہر تھی۔ حجاز اللہ ضما۔

حمام میں اتنی استعداد تھی کہ ان خشوک و شہادت کا جواب دے سکیں اور خود تحقیق حاصل کر سکیں یا عربی فارسی اردو قدیم تائیر سے اخذ مطالب کر سکیں۔ کیونکہ قدامت کی تقاضا یہی کہ عالمی مہاجر میں اور تہذیبی مضامین ان کے فہم سے بالاتر تھے۔ اس لیے فخر الفکر میں زیادہ اچھہ غیر محمدی اصولین فاضل اہل سولہ و سولوی و ہدیہ الحق صاحب مرحوم مفتوحہ مفتوحہ قاری و شکی دہلوی منبر تفسیر حقانی نے

فتح المنان

کے نام سے آٹھ جلدوں میں ایک جامع تفسیر اردو میں لکھی جس میں اسلام کی بھی تعلیم اور اس کی صداقت اور ارکان اسلام و عہدہ عبادات و معاملات کو کلام الہی کے تحت میں الحمد سے لے کر ملاحات تک نمایاں طور سے ظاہر کرتے ہوئے ہر مسئلہ پر ہر پہلو سے چھوٹی بحث

کی ہے۔ غالب اسام کو کوئی شک و شبہ یا سوال باقی نہیں بچو، گو جس کا معنی معنی عورت سے ملکت اور اب نہ دیا ہو۔ پھر نوٹی پر کہ تفسیر صلف
 صاحبین اور محدثین اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر لکھی گئی ہے۔ وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اور مسلمانوں کا یہ بقید اس تفسیر سے
 مستفید ہو سکتا ہے۔ علامہ ابوالحسن علی دین حضرت کے لیے آیات کی تفسیر سے پہلے ترکیب ثنائی نزول، طرز آیات فیہ صریحی لغوی تفسیر صحیح
 و تحقیق، منطق و فلسفہ سے استدلال، لسانی معاصر و کلاسیک کے مطالعہ، طرزِ حالی و باغیت و غیرہ کی اصطلاحات اور سورۃ نکات پر ان فرما کے ہیں۔
 تمام اہلِ دینوں کے لیے سنیسٹ، اومس، برہمن، عوام اور تہذیب۔ پھر یہ ایک آیت کے متعلق الفاظ کا معنی اور دوا میں چوٹی تفسیر
 نسخے کے بعد جامع فہم تفسیر لکھی ہے۔ پھر سو فیاض کرم کے خوبصورت و سطوحات اور تصوف کے امراء انکس کی بار کیوں آیات کی تفسیر کے
 ضمن میں اپنا خاص مددگار اور دانی اثر دکھاتا ہے۔

اس تفسیر کے ساتھ ہی مقدمہ و قرآن شہادہ مشرقِ صفائی سے تفسیر کی دو تمام خوبیاں اور فوائد نمودار ہیں جن کا جاننا ہر مفسر قرآن
 کے لیے ضروری اور برقرار ہے۔ اس کے لیے لایا گیا ہے اور آخر میں بغیر طبعی لایا گیا ہے۔ مستقل، سالہ لکھا ہے جس میں تاریخی حالات
 کے پیش اور قرآن شریف میں ذکر کچھ ہوئے شہدوں کے حالات درج ہیں۔ ان کے پڑھنے سے مطالعہ قرآن کے کھٹے میں کافی مدد ملتی
 ہے۔ بالخصوص یہ تفسیر ہر طرح سے قابلِ تہ و تفسیر ہے جس طرح آج سے چھاس سال پیشتر اس کی ضرورت تھی۔ وہی طرح اب بھی ملے اس سے
 زیادہ اس کی طرف لوگوں کی حاجت ہے۔

مکتبہ
 فقیر محمد عبدالنور اب چشمی غفرلہ از مدد رسہ اسپینہ ولی۔ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۸ء، یوم یکشنبہ

عرب میں ہر قسم کے برادری کے ہوتے ہیں خصوصاً نجد کا گھوڑا تو دنیا میں مشہور ہے اس کے سوائے گھوڑے کا بکے، بکلی، امانت، خیر، کھڑت، پیرا ہوتے ہیں۔ نیز انگریزوں نے فرنگوں کی تہذیب بہت پڑائی ہے۔ روایت ہے کہ ہر قسم کے کچھ اگرتے ہیں۔ شیر، چیتا، بھیڑ، بلیا، خیر، بڑا بھی کھڑت ہیں۔ چارپائے کچھ، کاشت، قبیل، گھوڑا، بک، بک، گھوڑا اور بڑا۔ عرب میں ایک بلالہ لاس میں ہیں کا بڑا دشمن ہوتا ہے۔ آج کل عرب میں لوہے اور تانبے کی رو سے کی کان اور بن میں عقیقہ کی کان مشہور ہے بلکہ یمن کے بعض مغربہ ہاشمیہ ہیں اور وہاں کے پاس بہت سی کانیں ہیں لیکن اب تک ظاہر نہیں ہوئی اور چاندنی سونے کی کانیں جن پر عرب لوگوں نے زہد میں فرنگوں کو سونے کی کل، معلوم ہیں۔ جب بعد از مدخلی امانت میں آمد و رفت نہ تھی عرب کی تہذیب کی بڑی بڑی چیزیں کس لیے کہ مغربیوں میں مشرقی ملکوں میں اس اور مشرقی ملکوں میں مغربی ملکوں کی چیزیں عربوں کے وسیلے سے آتی جاتی تھیں۔ عرب کوئی جهاز والی نہیں بلکہ اس کا تھوڑا بہادر ہے بلکہ اس کے جزائر اور چین وچان تک اور بحر احمر میں بسا یہ تک دیرانہ سفر کیا کرتے تھے اور جب سے دستہ نقل آیا اور داخلی جهاز پیدا ہو گئے تو عرب کی تجارت بالکل بدلتی رہی۔ عرب سے اب سدا اور مو، اور مصر، افغان، بلوچستان، گوجران، بھارت، بنگلہ دیش، اور ہندوستان کے عربوں اور وہاں کے عربوں کی سائنس کے اچھے رویہ اور اور اور شہر کے اطراف اور باد و دھیر سے بہت آتے ہیں اور جہتی سے ہاتھی امانت اور کھڑا اور سدا اور بھلی انریٹ سے سدا اور جہتی امانت، سدا اور غلام اگر کچھ جتنے ہیں اور مصر و ہند سے چاہل و شکر، نقل اور ہند سے کان و دہلی اور شام سے صابون اور وہاں کی سائنس کے کچھ بڑے کر لیتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں عرب کے بادشاہین مصر نے ہندو ملکوں کی بھی فوجات حاصل کئے تھے۔ اسلام کے بعد عرب نے وہ کیا بھی لیا کھڑا کر دئے زمین کے فرمانروا ہجوم کے خواہی معاشی و دھندلاری کے استاد نے جاتے تھے۔ فرمانروا ہوتے ہیں ان کا ایک خاص ملکہ تھا۔ اس میں ان کے اور اور وراثت ان کی بنا دیا گیا ہے۔

یہ ستر جزیری و ہری کے بڑے مشائخ تھے جن تک اولیٰ علی حدی میں چاہیے اور عرب میں یمن، یمن، ترکستان و غیرہ ملک ان کے گھوڑوں نے کھنڈل ڈالے تھے۔ یہ جہاں جاتے تھے اسلام اور اپنے کلمات کو سناٹھ لے جاتے تھے ان کو خیر و لوگوں پر بہت جلد فتح حاصل کر لینے میں وہ کمال مہاجر تھے کہ جی مشائخ قوموں کو اپنی فتنوں اور عزت میں شریک کر لینا اپنی جہانروا، دنیا میں طبیعت کا بیہودہ جانتے تھے۔ اس سے جو ملک انہوں نے فتح کیا تو وہاں سے انہوں نے بادشاہوں کو بھال کر دیا۔ یہ بعد از مدخل و نقل و ہند کے بڑے تھے جیسے ان کے قوانین میں جو نرہوشی و غنائی کا دوسرا پہلو تھا ان کی پرہیزگاری اور فیاضی اس پر شامت خیر و قوموں کو بہت بعد از مدخل و نقل و ہند کے جہاں اور شہوت پرستی سے ان کو ہلی ٹھہرتے تھے۔ یہاں پر ظلم کر دیا جیہ و نہ یہ سے ان کا مال نہیں لینا کو کسی طرح بھی گوارا نہ تھا۔ وہ لوگوں کو اپنی بربریت کا حق سمجھتے تھے ان میں ہر گز تھے کہ اب کسی حدیوں سے یہ سدا و صاف کھڑے اور اپنی مہاجر کوئی سربز سلاطین بھی ان کے قبضہ میں نہ رہی۔ اب جو شاہان اسلام اور ملکوں کے فرمانروا ہیں انہیں انہیں سے تعلیم کئے ہوئے شاگرد ہیں۔ اب ہم اولیٰ جهاز کے مشہور شہروں کا ذکر کرتے ہیں۔

کھڑکھڑ : دو پہاڑوں سے بچ ایک مستطیل شہر آباد ہے۔ اس کا محل سدا سے مسئلہ تک تقریباً دو میل ہے جنوب و شمال میں۔ ہزار علی جیہ سے لے کر کوہ جیہ تا کی پشت تک عرض طول سے تقریباً دو میل ہے۔

اس کے مکانات : گ۔ اور جوئے اور ہر گز کے بنے ہیں۔ گڑا کی کچی بہت کام ہے۔ شہر میں متعدد بازار ہیں خصوصاً بازار، بازار، شہر سے باہر ہے صرف دو سوپ کے پوٹ کے بے بازار ہوتی ہیں ہر قسم کی چیز موجود ہے۔ رستوں اور بازاروں میں معاشی کا ہر کام و نظام ہے۔ درویشی کا بھی۔ آبادی بڑھ جاتے سے دونوں پہاڑوں پر بھی مکانات اور محلے آباد ہو گئے ہیں۔ اب وہاں تک کہ ہر صحت مناس ہے۔ چونکہ مسند سے یہ شہر بہت دور نہیں اس کی غربی سمت میں کہیں دو منزل نہیں اس سے بھی کم مسند یعنی بحر منگول سے اس لیے نقلی زیادہ ہو اور

صطیفین! یہ بھی وہی میدان میں ایک مقام ہے نرات کے قریب۔ یہ دو جگہ ہے کہ جہاں حضرت علیؑ اسرارِ معاد پر مجاہدین کی بہتوں تک حُر
نرایاں ہوئی تھیں۔

یہاں ایک قلعہ ہے جو کہ سے محل کی طرف۔ اس میں ایک بستی ہے یہاں بھی چشمہ اور سرسبز درخت کثرت سے ہیں۔
قلزم: جو قلعہ کے کنارے ایک بستی ہے اور اسی کے قریب ہی مسند کی شاخ قرم ہوئی ہے۔ یہاں بھی بستی ہوئی ہے نہ کوئی سایہ اور
درخت ہے نہ پانی شیریں ہے دور سے لڑک پانی پیتے ہیں۔ مسد اور شام اور قلعین اور مجاہد کے قلعے یہاں آکر ٹھہرا کرتے ہیں اور اسی
کے سبب اس کو قرم قلعہ کہتے ہیں۔

نارمان! الجہ قلعہ کے درمیان ہی بحر کے کنارے پر قبضہ ہوئی ہے۔ یہاں پہاڑوں سے ہوا ٹکرا کر دو پانیوں میں بہا کر
ہے۔ اس اور اس میں ایک جگہ سے زیادہ اور کوئی مقام خطرہ نہ نہیں۔ اسی جگہ قرم سے شرف فرما رہا ہے۔ اس کے بعد جنوب کی طرف ایک اور
مقام ہے جس کو جہانات کہتے ہیں۔ یہاں بھی پہاڑوں کا ہوتا ہے پھر اس سے آگے جا کر جنوبی طرف میں ایک بستی ہے جس کو کینڈہ کہتے ہیں۔
یہ بھی قرم کے کنارہ ہے۔ آگے جاتے ہیں یہاں سے بہتے تھے یہاں کینڈہ شیریں پانی اور بستی بھی ہے مگر زیادہ مزارع اور بھلی کے قطار پر
ہے۔ ان لوگوں کو جس کے روز شمار کھیلنے کی مہارت ہوئی تھی انہوں نے عدال علیؑ کی جس پر تہران لایا ہوا تھا کا والد قرآن مجید میں مذکور
ہے۔ مورخین سے کہہ کر بخند اور مسرور نظر آئے تھے۔ واستشهد عن العدیۃ النبی کانت حاضراً المجر۔ اس کے سامنے شرقی طرف درین
ہوئی ہے۔

تیسری اسرائیل

یہ ایسا قلعہ ہے شرن کے شرن سے شروع ہوتا ہے۔ قریب ہی درون شانوں کے کچھ جہاں ہیں یہاں ہے کہ وہ طور اور مینا ہیں واقعہ ہے۔ یہاں سے کئی
سزوں کے فاصلہ پر۔ پھر یہ ایساں آگے چلی کر شام اور عرب کے رخ دو۔ تک چلا گیا ہے۔ اس میں ایساں اور دیگر قواسم آباد تھے۔ آج کل
اکثر عرب رہتے ہیں۔ انہیں بھٹوں میں چالیس برس تک کی اسرائیل کرتا ہے پھر سے ہیں یہ ایساں کہیں تو ایسا ہے کہ جہاں نہ پانی نہ سایہ
اور درخت ہے۔ سنگار بارگشتی زمین اور عمارتوں اور خشک پہاڑیاں ہیں۔ اور کبھی ٹھٹھے بھی ہیں، مگر۔ کے رست بھی ملتے ہیں۔

یمن کے مقامات

یمن میں یمن کے مقامات کو بیان کرتا ہوں

علمان! یہ ملک یمن کا شرقی حصہ۔ مسند۔ کے کنارے اور کچھ جنوبی حصہ ایک ملک کی صورت جس کی ابتدا شہر بحرین اور
انہما شرقی اور جنوبی حصہ کو کہیں ہوئی طرف تک ہے اور اس کے اسی سوز پر کہ جہاں سے شرقی حد تمام ہو کر جنوبی شروع ہو جاتی ہے شہر سقا
آباد ہے جو تہات کی بڑی منڈی ہے اور یہاں سے ہندوستان کا کراچی بندہ صرف تھیں چھ سو میل ہے اور ہندوستان اور عرب میں اس
سے کم فاصلہ اور کسی طرف سے نہیں۔ ملک عمان کا کرا۔ جو بحرین سے شروع ہو کر در پر قائم ہو جاتا ہے یہ دو تھیں میارہ سو میل ہے اور
عربی ملک کا تقریباً دو سو میل ہے۔ یہ ملک عرب ہے اور یہ سے کثرت سے ملتے ہیں زراعت بھی ہے۔ مسند کے کنارے اس کے یہ
بندہ بہت مشہور ہیں۔ صفا کا یہ بڑی تہات گود ہے اور پر روتی ہے۔ مسند۔ یہاں عمان کا سلطان رہا کرتا ہے جو فارسی نہ سب
رکھتا ہے۔ یہ روتی دار شہر ہے۔ مسند و دارا کی کثرت ہے۔ یہاں کا سولی بہت مشہور ہے۔ بحرین: یہ بھی ایک شہر ہے۔ یہاں کوئی
نکلتے ہیں اس لیے یہاں لوگوں کی آمد و رفت کثرت رکھتی ہے۔ یہ بھی مسطولی طرح اور مکاری طرح علیحدہ گاس پر آباد ہے۔

حضر موت: یہ ملک عدن اور عمان کے درمیان ہے اور اس کے درمیانی حصہ کو بخدا یمن کہتے ہیں۔ نجد کے کوئی معنی ہیں بلندی کے معنی

اوپنی زمین، جس کو اس ملک میں بانٹ کر دیتے ہیں اور پتہ اور تھیلہ کو بخار دے۔

اس ملک کو بارشوں کا بھی کہتے ہیں اس لیے۔ بارشوں کا بھی اسی خدا کا ہے۔ یہ سب بڑا بار بار ملک ہے۔ دوزخ میں کائنات کا شے جہاں کے مشہور ہے۔ نخل ان کا ایک بارش شہر ہے اسلام سے پہلے یہاں جہاں رہا کرتے تھے اور وہی ہند میں بھی حضرت علیؑ کے پاس منجھ کے لیے آئے تھے۔ وہی کے قریب دوسرے شہر ہیں۔ یہاں بھی گجر، کھڑت، ہندو اور آباد وہاں وہاں جہر ہے اور ان دونوں سے آباد وہاں شہر صودہ ہے یہاں بھی بڑے کے دیکھنے کا رہتا ہے یہ جہاں کہ منجھ میں ہیں۔ اور یہاں تمام کھڑت آباد ہیں اور وہی زمین سردوار کہیں، ہا کر ہے۔ صلفا میں گجر کا دارالسلطنت ہے اس سے بڑے دھرم میں کوئی شہر آبادوار، بارش اور دوزخ میں ہے۔ جس کی آب و ہوا معتدل ہے زمین سردی میں اور جگہ ہانے کی حاجت نہیں چڑنی زمانہ کرکشت میں شادیں میں ناپی شہر دارالاراقہ جہاں اب تک بڑے بڑے انعامات امارت سبقت کے پائے جاتے ہیں۔ وہی صودہ قصر محمدان محمداس کا مال ہمہ جان فرس کے کمر اب ایک ڈھیر بڑا ہے اور یہی دارالورس بھی تھے سلطانین میں۔ انہیں کے باب میں کوئی شاعر لموس خط کہتا ہے۔

هل من بعد الخيانات وسبعين من تر
وبعد يبنو بيتي الثاني يبنو

اور اسی کے قریب کتاب خانہ ہے جو کئی زمانہ قبل منامہ تک مکہ کو نہ دہا گیا تھا اور یہ بھی زمانائی گلاب چیزوں میں سے تھا اور وہ پڑاؤں میں دو مکمل تک کی چراغ ہے جس میں سو گز بلند مربع اور ترے ہوئے چھروں سے بنی ہوئی اور ایک چتر دوسرے سے نکلیں اور جیسے سے جوڑا گیا ہے۔ اس سے اسی چیزوں اور ناموں کو پائی جیج جو جاتا تھا اور آپ بڑی مکین شیریں رہتی تھیں اور کھیتے میں آتی تھیں اور چرائیں میں آفاشی کے لیے بڑی نمکست اور پلانتے سے روزی رکھے ہوئے تھے جن سے نالوں اور چوٹی چھوٹی غائب کے دور سے ملک کی چٹا پاشی ہوتی تھی اور اس ملک میں باغ اور بہت سے کثرت تھے۔ عربوں و دمشق کے ساتھ میں مسافر چلا جاتا تھا۔ دو گوں اشرفی سے یہ چراغ جس کو رسم کہتے تھے غوث تھا اور آپ ملک اسی طرح خوب پڑی ہے۔ پانچ اور اسی کے سب سے ترو تار اور قہار و سعادہ سے شمال و مشرق میں گھنٹا اسی شکل کے کھلے ہر شہر ہا کے کھنڈر پڑے ہوئے ہیں۔ کئی زمانہ میں سہا بھی ان کے کھوے شہروں میں سے تھا۔ پھر شہر اسی شہر کی رہنے والی اور میں کی حاکم تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی اور یہاں کو مار بھی کہتے ہیں اور یہ شہر ہا کے قریب ہوتا ہے جزیرہ صفا کے۔ اور یہی جگہ ہے۔ یہ کھرومیں میں بلند پہاڑ ہے جس پر بزرگ درخت اور فٹے ہیں اور کھیتی بھی ہوتی ہے۔ قیام بن کے مشہور پہاڑوں میں سے ہے جو بہت بلند ہے اس پر غارت آباد ہے۔ قلعہ اختیار میں عرق قدم کے کنارے ایک چھوٹا شہر ہے جہاں کے مشہور کی ایک جگہ اور اسی لیے ان کے نام سے حضرت خلیفہ ترکی سے نصیحت سے رکھا ہے اور پناہ بہت سا سامان ان راہوں رکھتے ہیں۔ صرف شہر صفا رہتی ملک اور کئی ان میں کچھ وطن نہیں۔ اس ملک بھی ہوتی نظر آتے تھے۔

ارضی مہر و ملک ملتان اور محض سوٹ کے درمیان کا دو حصہ ہے جو دریائے سندھ سے ملتا ہوا ہے یہاں کا بڑا شہر فتح ہے۔ یہ ہے آباد ملک ہے۔ یہاں خانہ بدوش قبا ئل آباد ہیں جس کا تہذیب و تمدن مشہور ہے۔ چلا و خیرالین ارضی مہر سے ملتا ہوا ہے۔ یہ علاقہ سرسبز ہے یمن کے بڑے قبائل یہاں آباد ہیں۔ ویلا سندھ و کوٹوالین و ہمالین یہ بھی کے اور خجند اور تہامہ کے درمیان ہیں۔ یہاں باغات اور آبادی موجود ہے۔ ہمالیہ خیمہ یہ غریب کا مسکن ہے بلاتھوٹان کے قریب بڑا سرسبز اور آباد ملک ہے کھیتی اور باغ اور حصے بکثرت ہیں۔

- ۱۔ قرپ سے مراد یہ لیکن کہ متغایہ کے گوشہ دار کو تر بلکہ ضعیف میں جس سے مراد یہاں ہے۔ ۱۰۰۰
- ۲۔ یہ نیک کے اشیاء کو تر میں۔

شعبہ اہل معرفت: دنیا سے دل بے رغبتی رکھنے والے غائبانہ امور سے بھی بے خبری و غفلت سے گزار رہے ہیں۔

ابن عربی نے جو کارہائیں ان کو انجام دیں، ان پر پندرہ سو باب ہیں، جن کا نام ہے "مناجات"۔ ان میں جس قسم کے عقائد و فہم میں اس نے اپنے فکری خطوط میں پیش کیے

13.

شرقی دماغ سے گردیدہ فکر اور خوب باتوں میں ایک نئے نوازی مک سے لئے لورہ یاد کے سامنے جب پہلی تھانویں
 کہ دوسرے دن کی پہلی کے مقابلہ میں وہ جتنے دماغ ڈرامہ جرحہ ہے اس کو کوئی کہتے ہیں۔ بعض نے کوئی اور نوازی کوئی کوئی جہ
 میں شامل کیا ہے فکر یاد کو بھی۔

[illegible]

عرب کے قبائل

قدسیہ: عشق و محبت کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ عشق و محبت کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ عشق و محبت کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔

مرتب نہ ہو گا۔ چنانچہ سرخ مسو بھی مگر یہ خود ہے کہ یہاں میں خورشید اسی کو ۱۰۰۰ الیٰ جی کے کسی جہاز سے لے کر صحن پر چاہو تو
۱۰۰۰ سال تک ہو گا اور خود ہر کے تھوڑے ٹکڑے کی جانب آ کر بیٹھ کر افسانے کے رخشاں میں اسے سنا دے کہ کتنے کتنے کتب کو سنانے والی کسی خیر
تجلی اس کی بیک میں روایات کا یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہے اور کہے کہ یہاں ایک ایسا ملک ہے جہاں ہر ایک کے پاس ہر ایک کے پاس ہر ایک کے پاس
نسل بھی کھڑے ہو گئی۔ یہاں لڑائی میں ہر ایک کو ۱۰۰۰ الیٰ جی کے کسی جہاز سے لے کر صحن پر چاہو تو ۱۰۰۰ سال تک ہو گا اور خود ہر کے تھوڑے ٹکڑے کی جانب آ کر بیٹھ کر افسانے کے رخشاں میں اسے سنا دے کہ کتنے کتنے کتب کو سنانے والی کسی خیر
۱۰۰۰ سال تک ہو گا اور خود ہر کے تھوڑے ٹکڑے کی جانب آ کر بیٹھ کر افسانے کے رخشاں میں اسے سنا دے کہ کتنے کتنے کتب کو سنانے والی کسی خیر
۱۰۰۰ سال تک ہو گا اور خود ہر کے تھوڑے ٹکڑے کی جانب آ کر بیٹھ کر افسانے کے رخشاں میں اسے سنا دے کہ کتنے کتنے کتب کو سنانے والی کسی خیر

